

فہرست مہنامہ

قصص
اشاعت

جلد 07 / شمارہ 11 / جون 2018

اشاء بیت السلام اور نصرت کا موسم





ARABIAN JEWELLERS

A DREAM COME TRUE

SINCE 1978



EID
MUBARAK



+92 21 3567 5525

+92 21 3521 5251

+92 32 1277 5525

www.arabianjewellers.com

arabianjeweller@gmail.com



لائف ٹائم ممبرشپ Lifetime Membership

خدمت کا یہ سلسلہ جاری رہے

ممبرشپ برائے روٹیاں

2000/-

ماہانہ

ممبرشپ برائے تعلیم

1000/-

ماہانہ



+92-21-111-298-111



www.baitussalam.org



info@baitussalam.org



/Baitussalam.org



/Baitussalam.org



Ground Floor 26-C, Sunset Commercial Street Number 2,
Khayaban-e-Jami, Phase IV, Defence Karachi, Pakistan

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

پارہ نمبر ۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۲

الحمد لله ہم ابتداء سے ہی بیت السلام مسجد سے منسلک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین ثناء آمین



WASA PRINTERS
PRINTING & SERVICES

Plot # 96-97, Sector-15, Korangi Industrial Area, Karachi.

Phone: +9221-35122756-7-8, Fax: +9221-35122758

Email: wasaprinters@cyber.net.pk

عبدالستار

زیر سرپرستی



فہم و فہر

09

اہل شام بیت السلام اور نصرت کاموسم مدیر کے قلم سے

اصلاحی سلسلہ

12



مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

11



شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دست برکاتہم

13



حضرت مولانا عبد الستار حفظہ اللہ

مضامین

17



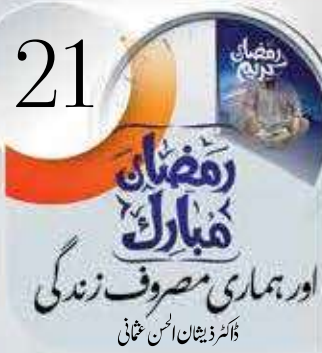
حذیفہ رفیق

15



شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان

21



ڈاکٹر ذیشان احسن عثمانی

19



مؤکاشفہ تہم

دینی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

فہم و فہر

ماہنامہ

کراچی

جون 2018ء

محمد مجتبیٰ شہزاد

محمد کاشف تبسم

محمد عبدالرشید

مظفر ظہور

طارق محمود

فرید نعیمہ

مدیر

نائب مدیر

ناظم

کیورنگ

نظر ثانی

ترجمین و تراش

آراء و تجاویز کے لیے

0304-0125750 | 0333-4573885

ڈاک متعلق امور کے لیے

0314-2981344 | 021-35393912

اشتہادات کے لیے

0332-8278537

marketing@fahmedeen.org

خط و کتابت ایڈیٹر ذریعہ منی آرڈر رسالہ کے اجراء کے لیے

C-26 گراؤنڈ فلور بن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابان جہاں

بالمقابل بیت السلام مسجد، وینس فیئر 4 کراچی

زیر تعاون

40 روپے

اندرون کراچی سالانہ (بذریعہ کوریئر):

بیرون کراچی سالانہ (بذریعہ جسر):

بیرون ملک بدل اشتراک

35 ڈالر

تمام اشاعت
دفتر فہم و فہر

طبع
واساپٹر

ناشر
فیصل زہیر

میگزین ملنے کا پتہ

کراچی



صدر

صدر	رزا بک سیل
صدر	اقبال نعانی
صدر	دارالاشاعت

پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس

دعوراجی	ورائی بک شاپ
شرف آباد	اکائے اسٹیشنری

کلفٹن

بلاول ہاؤس	بک او شین
------------	-----------

ڈی۔ایچ۔ای

کھڈا مارکیٹ	طارق بک ہاؤس
کھڈا مارکیٹ	داوا بک شاپ
۱۹ سٹریٹ	بک ہاؤس
ایون	ڈیفنس بک شاپ
دہلی کالونی	علم اسٹیشنری

شاہ فیصل کالونی

شاہ فیصل کالونی	مکتبہ فاروقیہ
شاہ فیصل کالونی	مکتبہ یوسفیہ

جمشید ٹاؤن

پنی۔آئی۔بی	اسٹار بک سینٹر
نیو ٹاؤن، بنوری ٹاؤن	اسلامی کتب خانہ

ناظم آباد

ناظم آباد	مسلم بک سینٹر
-----------	---------------

گلشن اقبال

گلشن اقبال	منظری کتب خانہ
------------	----------------

کورنگی

دارالعلوم کراچی	اقبال کمیونیکیشن
-----------------	------------------

۲۳	فوزیہ خلیل	انوکھی خواہش	۲۲	طارق محمود	رمضان بھدردی اور غم گساری کا مہینہ
۲۷	زینب داس	ایمان اور آزمائش	۲۵	زبیر فرید	رمضان اور بیماری کو تابیالیں
۳۱	محمد دانش	باپ کی بیٹے کو قیمتی نصیحتیں	۳۰	حکیم شمیم احمد	باورچی خانہ اور بیماری صحت
			۳۴	مفتی محمد توحید	مسائل پوچھیں اور سیکھیں

خواتین اسلام

40



37



۴۴	ایلیہ مظفر	حق دار	۴۲	صبا یونس قریشی	سین
۴۸	ثانیہ ساجد عیسائی	دل پہ مت لینا	۴۶	نفیسہ سعید	سوچنے کی بات
۵۲	بنت مسعود	روزہ لائیٹ فوڈ سے ویٹ لوز	۵۱	اشم بریرہ	آبرو
۵۸	کائنات غزل	رمضان کا پاس ورڈ	۵۴	اشت عبد اللہ	گرمی
			۶۰	بنت ڈاکٹر عبد الغفور	چاند رات



بچیہ اطفال

۶۴	بنت گوہر	ہمارا صدقہ بکس	۶۲	ام ابو بکر	دوستی
۶۷	صابر مجید تونسوی	۱۳ آن مول خوبیاں	۶۶	رویحہ رشید	زبردستی کاروزہ
۶۹	عنان الحق شمی	شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی	۶۷	جوہر بھاد	عظمت قرآن
۷۱		بچوں کے فن پارے	۷۰	ایلیہ محمد فیصل	گڈ میاں نے عید منائی
۷۳		انعامات ہی انعامات	۷۳	ڈاکٹر الماس روحی	روزے کا اجر

بزم ادب



۷۴	صبا یونس قریشی	پوچھماری عید کی کیسے بڑھائی جائے	۷۴	اثر جون پوری	رمضان کی حدت مزہ اور ہی کچھ ہے
۷۵	ارسلان اللہ خان	درس پور رمضان کا ہے منت بھلاؤ مومنو	۷۷	ابن تبسم	موج تبسم
۷۸		کد ستہ	۸۰	اشم فاطمہ	احمر کی عید
۸۱	نخے ادیب				



اخبار السلام

۸۲	ادارہ	خبر نامہ
----	-------	----------

leenTM Tissues

Now even
softer for you....



A complete range of tissues
to match your lifestyle

f /LEENTISSUES www.LEENTISSUES.COM



★ DEAL 01 ★

Rs. 666/-



- 1 Shack Original
- 1 Jalapeno Crunch
- 1 Onion Ring
- 1 fries
- 2 drinks

★ DEAL 02 ★

Rs. 996/-

- 1 Shack Original
- 1 Full House
- 1 Jalapeno
- 1 Classic Crunch
- 1.5 Ltr Drink



★ DEAL 03 ★

Rs. 1650/-



- 1 Classic Crunch
- 1 Full House
- 1 Club Sandwich
- 1 Shack Wrap
- 1 Slider Box
- 2 Fries
- 1.5 Ltr Drink

رمضان مبارک خصوصی اشاعت

مدیر کے قلم سے



بعض وارمر ہم کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کبھول کھول دیتی ہیں۔ وہ امت مسلمہ جو خلافت کی چھتری تلے صدیوں سے متحد چلی آرہی تھی۔ اسے 1923 میں خلافت کے خاتمے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی پالیسی اپنائی گئی۔ ایک دو دس نہیں، تیس چالیس نہیں، گزشتہ ایک صدی میں دیکھتے ہی دیکھتے اس ایک متحد وجود کو دشمنوں نے قومیت، وطنیت، عصیت، لسانیت اور نجانے کس کس بنیاد پر 56 ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا۔ اور یہ سارا کھیل امت مسلمہ کو یوں سن کر کے، بے جس کر کے، بلکہ خواب غفلت میں سلا کر کھیلایا کہ ہر ایک اس حصے بخرے ہونے پر بلبلانے کے بجائے اس بات پر شادماں نظر آیا کہ ہماری قوم کو ایک وطن ارضی مل گیا، پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، نظام تعلیم بدل دیا گیا، نظام معیشت بدل دیا گیا، ثقافت اور تہذیب کو یک سر بدل کر رکھ دیا گیا، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بہت سے ممالک میں صرف ناموں کو چھوڑ کر پوری مسلم قوم کو ہی بدل کر رکھ دیا گیا۔ لیکن بعض وارمر ہم کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کبھول کھول دیتی ہیں

شام کا دل دوز سانحہ پیش آیا۔ بڑی طاقتوں نے اپنے مفادات کی کھینچ تان کے لیے اس ارض مقدس کو سرد جنگ کا میدان

بنایا اور مسلم اتر اور اس بابرکت زمین کو ایک نہ ختم ہونے والی جنگ میں جھونک کر رکھ دیا۔ ”عرب بہار“ کے نام سے حکومتیں تو اور بھی بہت سے اسلامی ممالک کی تہہ وبالا کی گئی تھیں، لیکن عوام کو جنگ کی بھینٹ نہیں چڑھایا گیا تھا، اس لیے کہ وہاں صرف ”مہرے“ بدلنا مقصود تھا جب کہ شام میں تو ایک پوری قوم کو یا تو صفحہ ہستی سے مٹانے کا سوچا سمجھا منصوبہ ہے یا پھر وہ یہ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں تاکہ شام کی نئی حد بندی اور سرحد سازی کی جاسکے۔ لاکھوں نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں مہاجر بن کر ترک شام سرحد پر بے سروسامانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن میں نے جیسے عرض کیا کہ

بعض وارمر ہم کام کر جاتے ہیں اور بعض چالیں حقیقت کبھول کھول دیتی ہیں۔

اللہ نے فضل فرمایا، سوئی ہوئی قوم پھر سے بیدار اور منتشر قوم پھر سے متحد ہو گئی، وہ جنہیں پہلے ہم سائے کے درد کا احساس نہیں ہوتا تھا اب وہی سمندر پار شامی مہاجر بھائیوں کے لیے ”انصار مدینہ رضی اللہ عنہم“ والا کردار ادا کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ ظلم و ستم کی پچی میں تو ایک عرصے سے پس رہی ہے، لیکن ”نصرت کا موسم“ جو اس رمضان المبارک میں دیکھنے میں آ رہا ہے، وہ اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملا۔ زکوٰۃ تو حکم خداوندی ہے ہی، جسے ہر مسلمان شوق سے ادا کرتا ہے، مگر

اب کی بار سرحدوں سے بالاتر ہو کر اور قومیت کو پس پشت ڈال کر صرف اسلام کے نام پر اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے پریشان حال، بے گھر شامی مسلمانوں کے سحر و افطار کے لیے بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کو دیتے نظر آئے اور صرف زکوٰۃ ہی نہیں، اس سے بڑھ کر اپنے مال میں ان شامی مسلمانوں کا حق سمجھتے ہوئے یونہی صدقات دیے، جیسے مصیبت کسی اور پر نہیں، میرے ہی گھر کے کسی فرد پر نازل ہوئی ہے اور یہی تو نبی کریم ﷺ کی ساری محنت کا نچوڑ اور ساری زندگی کا محور تھا کہ مسلمان افراد اور اقوام سے بالاتر ہو کر ایک امت اور ایک جسم بن جائیں کہ جب جسم کے کسی ایک حصے میں بھی درد ہو تو پورا جسم درد سے کراہ اٹھے۔ قارئین! بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ بھی شکر ہے کا مستحق ہے، جس نے اس عالمی کام کا بیڑا اٹھا کر پاکستانی قوم کو اپنے شامی بھائیوں کی مدد کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کر دیا، ورنہ تاریخ شاید ہمیں اس غفلت پر بھی معاف نہ کرتی۔ رمضان المبارک کے آخری ایام ہیں اور ”نصرت کا موسم“ اپنے عروج پر ہے، ہم میں سے ہر ایک کا یہ اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم اگر اپنی اولاد پر دس روپے لگاتے ہیں تو اپنے شامی بھائیوں پر کم از کم ایک تو لگائیں اور اسی طرح اگر اپنی اولاد پر سو روپے لگاتے ہیں تو ان معزز مہاجرین پر دس تو لگائیں، غرض انبیا کی شفاعت کا مستحق بننے کا یہ سنہری موقع ہے کہ چپکے سے اور دھیمے سے اولاد انبیا کے دھوکوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی جائے اور شاید کہ قیمت میں ہمارا شمار بھی اس بڑھیا کی قطار میں ہو جائے جو سوت کی ہانڈی لے کے بازار مصر میں خریداران یوسف میں کھڑی ہو گئی۔ جب پوچھا گیا کہ ”بڑھیا! تو سٹھیا تو نہیں گئی۔ یوسف کا خریدار تو خود عزیز مصر ہے۔“ تو وہ کہنے لگی: ”مجھے پتا ہے میں خرید تو نہیں سکوں گی، لیکن اللہ کو بتاؤ سکوں گی کہ میں بھی تیرے یوسف کے خریداروں میں سے تھی۔“ ماہ نامہ فہم دین نے بھی یہی سوچ کر ”رمضان المبارک --- خصوصی اشاعت“ میں ”زندگی کی لہر“ جیسی بہترین کہانی اور ”اہل شام اور نصرت کے پھول“ جیسے بہترین مضمون کو شامل اشاعت کیا ہے۔ ماہ نامہ فہم دین ہمیشہ سارے جتن ”رمضان المبارک“ کو اچھے سے اچھا گزارنے کے لیے کرتا ہے تو سب سے پہلے تو رمضان المبارک کے روزے اور صبح و شام کی دعاؤں میں پوری امت مسلمہ کو یاد رکھنا ہے، یہ نیکیوں کا موسم تو ہے ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ ”نصرت کا موسم“ بھی ہے، اللہ ہمیں اس موسم کی قدر دانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہاں ”خصوصی اشاعت“ کو نیکی کے ساتھ رکھیں، موقع بہ موقع ضرور پڑھیں اور پھر۔۔۔ ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں، کہ اس بار کی خصوصی اشاعت کیسی لگی؟ کیوں کہ آپ ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ والسلام

اخو کم فی اللہ
محمد خرم شہزاد

Shangrila

THE FOOD EXPERTS!

چٹنی Saucy بچت

شکر ملا لایا مزیدار آفر، گرین چلی سوس کاروائی ذائقہ اور ہاٹ اینڈ اسپائسی کچپ کا چٹنہ۔
1kg گارلک چلی سوس کے ساتھ 100gm گرین چلی سوس اور 100gm ہاٹ اینڈ اسپائسی کچپ بالکل مفت حاصل کریں۔





فہمۃ رآن

(ال عمران: 96-99)

شیخ الاسلام مفتی عزیز تقی عثمانی دامت برکاتہم

ترجمہ: اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔ (97)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ (98)
ترجمہ: کہہ دو کہ ”اے اہل کتاب! اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو؟ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سب کا گواہ ہے۔“ (98)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ مَن آمَنَ تَبْغُوا فِتْنًا عِوَجًا وَأَنتُمْ شُهَدَاءُ ۚ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (99)
ترجمہ: کہہ دو کہ ”اے اہل کتاب! اللہ کے راستے میں ٹیڑھ پیدا کرنے کی کوشش کر کے ایک مومن کے لیے اس میں کیوں رکاوٹ ڈالتے ہو؟ جب کہ تم خود حقیقتِ حال کے گواہ ہو؟ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔“ (99)

تشریح نمبر 2: یہاں سے آیت نمبر 108 تک کی آیات ایک خاص واقعے کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ مدینہ منورہ میں دو قبیلے اوس اور خزرج کے نام سے آباد تھے۔ اسلام سے پہلے ان کے درمیان سخت دشمنی تھی اور دونوں میں وقفوں پر جنگیں ہوتی رہتی تھیں، جو بعض اوقات سالہا سال جاری رہتی تھیں۔ جب ان قبیلوں کے لوگ مسلمان ہو گئے تو اسلام کی برکت سے ان کی دشمنی ختم ہو گئی اور اسلام کے دامن میں آکر، وہ شیر و شکر ہو کر رہنے لگے۔ بعض یہودیوں کو ان کا یہ اتحاد ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ ایک مرتبہ دونوں قبیلوں کے لوگ ایک مجلس میں جمع تھے۔ ایک یہودی شناس بن قیس نے ان کے پیار و محبت کا یہ منظر دیکھا تو اس سے رہانہ گیا اور اس نے ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے یہ ترکیب کی کہ ایک شخص سے کہا کہ اس مجلس میں وہ اشعار سنا دو جو زمانہ جاہلیت میں اوس اور خزرج کے شاعروں نے ایک لمبی جنگ کے دوران ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے۔ اس شخص نے وہ اشعار سنانا شروع کر دیے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان اشعار سے پرانی باتیں تازہ ہو گئیں۔ شروع میں دونوں قبیلوں کے لوگوں میں زبانی تکرار ہوئی، پھر بات بڑھ گئی اور آپس میں نئے سرے سے جنگ کی تاریخ اور وقت مقرر ہونے لگا۔ آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں تنبیہ فرمائی کہ یہ سب شیطانی حرکت تھی۔ بالآخر آپ ﷺ کے سمجھانے سے یہ فتنہ ختم ہوا۔ ان آیتوں میں اللہ رب العزت نے پہلے تو یہودیوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اول تو تم کو خود ایمان لانا چاہیے اور اگر خود اس سعادت سے محروم ہو تو کم از کم ان لوگوں کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈالو، جو ایمان لچکے ہیں۔ اس کے بعد بڑے مؤثر انداز میں مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے اور آخر میں باہمی جھگڑوں سے بچنے کا علاج بتایا ہے کہ اپنے آپ کو دین کی تبلیغ و دعوت میں مصروف کر لو تو اس سے اشاعتِ اسلام کے علاوہ کچھ بھی پیدا ہوگی۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ (96)
ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا، یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہاں کے لوگوں کے لیے ہدایت کا سامان ہے۔ (96)

تشریح نمبر 1: یہ یہودیوں کے ایک اعتراض کا جواب ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ بنی اسرائیل کے تمام انبیائے کرام بیت المقدس کو اپنا قبلہ قرار دیتے آئے ہیں۔ مسلمانوں نے اسے چھوڑ کر مکہ کے کعبہ کو کیوں قبلہ بنالیا؟ آیت نے جواب یہ دیا کہ کعبہ تو بیت المقدس کی تعمیر سے بہت پہلے وجود میں آچکا تھا اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نشانی ہے، لہذا اُسے پھر سے قبلہ اور مقدس عبادت گاہ بنانا ہرگز قابلِ اعتراض نہیں۔

فِيهِ أَوَّلُ بَيْتٍ بَنِيَتْ مَقَامَ إِبْرٰهٖمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۚ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ ۚ اِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (97)



فہم حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی

اس کی خواہشوں کو دبانے کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ اس صفت میں کوئی دوسرا عمل روزہ کے مثل نہیں ہے... پس! حضرت ابو امامہؓ کی اس حدیث میں روزہ کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے کہ ”اس کے مثل کوئی عمل نہیں“ اس کی حقیقت یہی سمجھنی چاہیے... نیز ملحوظ رہنا چاہیے کہ ابو امامہؓ کے خاص حالات میں ان کے لیے زیادہ نفع مند روزہ ہی تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو اسی کی ہدایت فرمائی اور اسی حدیث کی بعض روایات میں ہے کہ ابو امامہؓ نے یہ جواب پانے کے بعد دوبارہ اور سہ بارہ بھی عرض کیا کہ ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے، جس کو میں کیا کروں۔“ تو ہر دفعہ آپ ﷺ نے روزہ ہی کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”بس روزہ رکھا کرو، اس کے مثل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔“ یعنی تمہارے خاص حالات میں تم کو اسی سے زیادہ نفع ہوگا۔ واللہ اعلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِحْمَالًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِحْمَالًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِحْمَالًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے، ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے، ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے، ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح... اس حدیث میں رمضان کے روزوں، اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا یقینی وسیلہ بتایا گیا ہے۔ بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان و احتساب کے ساتھ ہوں۔ یہ ایمان و احتساب خاص دینی اصطلاحیں ہیں اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کی بنیاد اور اس کا محرک بس اللہ و رسول کو ماننا اور اس کے وعدہ و وعید پر یقین لانا اور ان کے بتائے ہوئے اجر و ثواب کی طمع اور امید ہی ہو، کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ اسی ایمان و احتساب سے ہمارے اعمال کا تعلق اللہ سے جڑتا ہے، بل کہ یہی ایمان و احتساب ہمارے اعمال کے قلب و روح ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں، جو خدا نخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے اور ایمان و احتساب کے ساتھ بندوں کا ایک عمل بھی اللہ کے ہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقہ اور طفیل میں اس کے بر سہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان و احتساب کی یہ صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ آمین!

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مُرْنِي بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهِ
قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ (سُنَنِ نَسَائِي)

ترجمہ... حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے، جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روزہ رکھا کرو، اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔“

تشریح... نماز، روزہ، صدقہ، حج اور خلق اللہ کی خدمت وغیرہ اعمالِ صالحہ میں یہ بات مشترک ہونے کے باوجود کہ یہ سب تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ ان کی الگ الگ کچھ خاص تاثیر اور خصوصیات بھی ہیں، جن میں یہ ایک دوسرے سے ممتاز اور منفرد ہیں۔ گویا

ہر گلے رارنگ و بونے دیگر است

ان انفرادی اور امتیازی خصوصیات کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ”اس کے مثل کوئی عمل نہیں“... مثلاً نفس کو مغلوب اور مقہور کرنے اور

کے دن رات ہوں یا نیکو کار کے شب و روز سبھی کی زندگی میں عبادت کا نور نظر آنے لگتا ہے۔ بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے میں لگے رہتے ہیں اور سچی بات ہے وہی شخص اس مقدس مہینے میں کی برکات سے محروم رہتا ہے، جو حیا کی دولت سے محروم ہو چکا ہو، کھلم کھلا بے شرمی میں مبتلا ہو، ورنہ وہ شخص جسے اللہ ذرا بھی ایمان کی روشنی عطا فرمائے وہ اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں بھی رکھ پاتا تو بھی چھپ کر کھانے پینے کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ہمارا شاندار ماضی بتاتا ہے کہ جب تک مسلمان حلو متوں کی باگ ڈور اچھے مسلم حکمرانوں کے پاس ہوتی تھی اس وقت مسلمان تو کیا کافر بھی اس مقدس مہینے کا احترام کیا کرتے تھے۔

سچی بات: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ”سارے سال برسنے والی رحمتوں کی مثال اس مہینے میں ہونے والی رحمتوں کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے قطرے کی سمندر کے ساتھ۔“ یہ مقدس مہینہ گویا نیکیوں اور عبادات کا ایسا موسم بہار ہے کہ امیر کا محل ہو یا غریب کی جھونپڑی، جاہل

روزہ

کس طرح گزارا جائے

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

باہمت مسلمان: شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں، کمیونزم نے ہر ملک میں مسلمانوں پر ظلم کیا ہے لیکن البانیہ میں ظلم کے جیسے پہاڑ توڑے گئے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر کوئی مسلمان نماز پڑھتا تو اس کی سزا پھانسی ہوتی، رمضان کی راتوں میں فوجی چکر لگاتے کسی گھر سے روشنی آتی تو یہ خیال کرتے کہ روزے کہ تیاری کر رہے ہوں گے، ایسے گھر والوں کو سزا ملا کرتی تھی، اگر کسی کے بارے میں پتا چل جاتا کہ روزے سے ہے تو خنزیر اور شراب سے اس کا روزہ تڑوا دیتے، اس سب کے باوجود وہاں کے مسلمان اتنے باہمت تھے کہ پورے صبر کے ساتھ روزہ مکمل کرتے۔

حیرت انگیز کام: اللہ کے کئی بندے ایک ہی رمضان میں اللہ کے ولی بن جاتے ہیں، ان کی زندگی بدلنے کے لیے ایک رمضان ہی کافی ہے، یہ اتنا عالی مہینا ہے کہ ہر شخص اپنی ہمت، بساط اور کوشش کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے، اس بابرکت مہینے کو بس رسمانہ گزارا جائے، روزہ رکھ لیا، سحری کے وقت سحری کر لی، افطار کے وقت افطار کر لیا، رات تراویح پڑھ لی، اس مہینے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ہر لمحے کو قیمتی بنایا جائے، اس مہینے کے آداب کا خیال رکھا جائے، ادب کا تقاضا ہے کہ فضول دیکھنے، سننے، بولنے سوچنے



اپنے بندے کا قرآن، یہ نہ دیکھے میری آواز کیسی ہے! یہ تو درد دل اور محبت کی بات ہے۔

4 دعائیں مانگنا: دعا کرنا عبادت ہے اور یہ ایسی عبادت ہے کہ اس کے لیے نماز پڑھنا ضروری نہیں، اکیلے بیٹھے بیٹھے خیال آیا اللہ سے مانگنا شروع کر دوں مانگنا شروع کر دے، نماز سے پہلے بھی مانگ سکتا ہے اور بعد میں بھی مانگ سکتا ہے، گڑگڑا کر مانگے، رو دو ہو کر۔ اللہ دینے، عطا فرمانے پر تیار ہے رات کے وقت منادی ہوتی ہے۔ اٹھو، اللہ سے مانگو، افطار کے وقت خاص طور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نیت اور کیفیت: عبادت کی روح پیدا کرنے کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا، اس پر توجہ رہنی چاہیے یہ نہیں فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اللہ اس کی بخشش فرمادیں گے، بلکہ فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر و ثواب کی نیت رکھ کر روزے رکھے۔۔۔ گویا عبادت کی روح تبھی حاصل ہو گی جب نیت بھی درست ہو اور کیفیت بھی درست ہو!

اعتکاف: رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر ممکن نہ ہو، مجبوری ہو تو روزانہ آٹھ، نو گھنٹے نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں گزاریں، جس میں صرف اللہ سے باتیں ہوں تلاوت ہو رہی ہو، ذکر ہو رہا ہو، نفل ہو رہے ہوں، دعائیں مانگی جا رہی ہوں۔ اور یہ جو اعتکاف میں کپڑا لٹکاتے ہیں، اس کے بھی بڑے فائدے ہیں، یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اندر کوئی نہیں جائے گا، بعض اوقات مریض کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اسے خاص وارڈ میں رکھتے ہیں ہر ایک اندر نہیں جائے گا، کیوں کہ کیس بہت سیریس ہے۔

عادت نہیں عبادت: بسا اوقات اس مہینے میں روزے بھی رکھے جاتے ہیں، سحر و افطار کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن انسان کے اندر جو روح ہے اس کو غذا پہنچانے میں انسان کو تاہی سے کام لے رہا ہوتا ہے! روزے کا مقصد تولدت پرستی کا خاتمہ ہے، تاکہ روح کی صفائی اور پاکیزگی آئے لیکن جب سحر و افطار میں اسراف کا سلسلہ ہو، وہی پٹ بھر بلکہ اس سے بھی زیادہ کھانے کی حرص، وہی رات کی غفلت کی زندگی، دن کے اکثر حصے میں بھی سونے کا اہتمام اس سے روزے کا فرض تو پورا ہو جائے گا، عبادت کی روح حاصل نہیں ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے بہت سے ایسے روزے دار ہیں جنہیں بجز بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

شاید ایسے لوگ روزہ اس لیے رکھتے ہیں سب لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، ہم نہ رکھیں تو لوگ کیا کہیں گے! یعنی روزہ عبادت نہیں عادت بن جائے گا، جب کہ ہمیں عادت نہیں عبادت سمجھ کر اس کی روح کے مطابق کرنے کا حکم دیا گیا ہے!

سے بچا جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر ہم فضولیات سے اپنے آپ کو بچالیں تو ایک حفاظتی باڑ ہو جائے گی سمنہ کی وادی میں پڑنے سے بچ جائیں گے۔ نیز رمضان کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنانے کے لیے چار چیزوں کا خوب خوب اہتمام ہو!

1- صر و خیرات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیثیت سے بڑھ کر دیا کرتے تھے، پتا چلا یہ مہینا پیسے کمانے کا نہیں بلکہ خرچ کرنے کا ہے، اللہ کے لیے دینے اور نیکیاں کمانے کا ہے۔ اس لیے رمضان میں صدقہ و خیرات اور ہدایا زیادہ سے زیادہ دیے جائیں۔ سحری اور افطاری کروانے کا اہتمام کیا جائے! لیکن جو بھی دیں، اللہ کی رضا کے لیے دیں، شکر یہ اور بدلے میں زیادہ بڑے ہدیے کی امید نہ رکھیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہدیے دیا کرو، اس سے آپس میں محبتیں بڑھتی ہیں، آج کل ہمارے ہدایا سے نفرتیں بڑھتی ہیں، اس لیے کہ ان کے اندر اخلاص نہیں ہوتا، دینے اور لینے کے مقابلے ہوتے ہیں

2 نوافل کا اہتمام: اس مہینے میں نفل نماز کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، تہجد، اوایین، اشراق، چاشت، اگر ہم پہلے صرف فرض پڑھ رہے ہیں تو نفل کا اہتمام کرنا شروع کر دیں اور اگر نوافل بھی معمول میں شامل ہیں تو تعدد از زیادہ کر لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیفیت میں اضافہ فرما دیا کرتے تھے، کیفیت میں اضافہ کر کے ہم بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر سکتے ہیں، قیام لمبا کر لیا جائے، رکوع اور سجدے لمبے کر دیے جائیں، یہ بھی کوشش رہنی چاہیے کہ اذان ہوتے ہی مسجد پہنچ جائیں نوافل اور تسبیحات میں لگ جائیں۔

3 تلاوت قرآن: رمضان میں حضرت جبریل امین آتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سناتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل کو قرآن سناتے، اس طرح دور ہو جاتا قرآن کو بھی پڑھنے کا فضل طریقہ یہ ہے کہ جتنا بھی یاد ہو، اس کو نوافل میں پڑھ لیا جائے، ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے، کم یاد ہے تو جتنا یاد ہے اس کو نوافل میں پڑھیں، باقی ترتیب سے پڑھتے رہیں اگر نیت کر لیں کہ رمضان میں پندرہ قرآن پڑھوں گا تو پندرہ بھی پڑھ لیں گے، پندرہ نہ بھی ہو سکے تو بارہ تیرہ ضرور ہو جائیں گے۔ تلاوت کے آداب کا لحاظ رکھ کر پڑھنا چاہیے، با وضو ہو کر خوشبو لگا کر، نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں پڑھ رہا ہوں میرا رب سن رہا ہے۔

رب کی فرمائش: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کعب قرآن سناؤ، اللہ نے کہا ہے۔“
پوچھا: ”اللہ نے کہا ہے؟“ فرمایا: ”ہاں اللہ نے کہا ہے۔“
اور واقعی اللہ نے کہا تھا کہ کعب سے کہیے قرآن پڑھیں، اللہ کو بہت پسند آتا ہے



رمضان کریم



NEW

Zaiby Jewellers

CLIFTON



AVAIL THE WORLD'S
CLASSIC JEWELLERY

S-11 Yousuf Grand Square, Clifton Block-8, Karachi Pakistan.
✉ newzaibjewellers@gmail.com ☎ 021-358-35455, 021-358-35488
📱 NewZaibyJewellers

کے دلوں کو جھنجھوڑ دیا، روٹ گئے کھڑے کر دیے، جسم پر کپکپی طاری کر دی اور آنکھوں میں آنسو جاری کر دیے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل زندہ تھے!!! آگے ایسے ہی اسلاف کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بھی زندہ فرمادیں اور ہمیں بھی قرآن سے اثر لینے والا بنائے۔ آمین



● حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

إِنَّ لَدُنَّا أَنْكَالًا وَحَجَبًا (مزل: 12)

”یقیناً ہمارے پاس بیڑیاں بھی ہیں اور دوزخ بھی۔“

یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (کنز العمال: 18644)

● حضرت عمرؓ نے فجر کی نماز میں جب سورۃ یوسف کی یہ آیت پڑھی:

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ (یوسف: 86)

”یعقوب نے کہا: میں اللہ ہی سے اپنے دکھ اور رنج و الم کا گلہ کر رہا ہوں۔“

تو اتنا روئے کہ آخری صفوں تک آپ کے رونے کی آواز سنی جاتی۔

(شعب الایمان: 414/3)

● ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اس ماہ مبارک کا کلام پاک سے خصوصی جوڑ ہے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ہمارے بڑے رمضان المبارک کے مہینے میں تلاوت کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ کیا یہی اچھا ہو کہ ہماری تلاوت میں بھی وہ رنگ نظر آنے لگے جو اسلاف کی تلاوت میں تھا۔

پیارے نبی ﷺ سے لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد کے علما و اولیا تقریباً سب میں قرآن کا وہ رنگ نظر آتا ہے جو خود قرآن نے بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمُ آيَاتُهُ

زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ ذُرِّيَّتِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ الصَّلَاةَ

وَمِمَّا زَكَّاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا (انفال: 2-4)

”بے شک ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ جب ان پر اللہ کے کلام کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ درحقیقت ایمان والے ہیں۔“ بات یہ ہے کہ تلاوت تو ہم بھی کر رہے ہیں نہ دل ڈر رہا ہے اور نہ ہی ایمان بڑھ رہا ہے، حالاں کہ اس دھرتی پر ایسے لوگ بھی گزرے ہیں قرآن نے جن



حذیفہ رفیق



إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُمْ مِنْ دَافِعٍ (طور: 7-8)

لیں گے۔ ”تو آپؐ خوب روتے اور فرماتے: ”یہ حساب بہت بھاری اور مشکل ہے۔“

(الزهد: احمد بن حنبل: 1070، صفحہ الصفوة: 1/203)

● حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب یہ آیت تلاوت فرماتے:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (حدید: 16)

ترجمہ: ”کیا مسلمانوں کے لیے ابھی تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل پکھل جائیں۔“ تو آپؐ اتاروتے کہ رورو کر بد حال ہو جاتے۔

(حلیۃ الاولیاء: 1/305)

● ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوَّزَوْهُمْ يَخْسِرُونَ وَلَا يُنْفِقُونَ وَلَيْسَ لَهُمْ مَبْعُوثُونَ

لِيَوْمٍ عَظِيمٍ مَّا يَقُولُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (مطففين: 1-6)

اور پھر اتاروئے کہ بچکیاں بندھ گئیں اور اس کے آگے نہ بڑھ سکے۔ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: ”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ وہ ناپ تول کر لوگوں سے لیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم کر کے دیں۔ کیا ان کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، جس دن تمام لوگ سارے جہاں کے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔“

(الزهد: 1069، صفحہ الصفوة: 1/203)

● عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: ”میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا۔ آپؓ رات کا تقریباً آدھا حصہ نوافل میں گزارتے تھے۔“ کسی نے پوچھا: ”وہ (نماز میں) قرآن کیسے پڑھتے تھے؟“ فرمائیے: ”ایک دفعہ یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ مَّا كُنْتُمْ تُحِبُّونَ (ق: 19)

ترجمہ: ”موت کی بے ہوشی یقیناً آکر رہے گی، یہی تو وہ چیز ہے، جس سے توبہ کا کرتا تھا۔“ اور پھر اسی آیت کو بار بار دہرا رہے تھے اور بلک بلک کر روتے تھے!“

(حلیۃ الاولیاء: 1/327)

● حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عرب مہمان آیا۔ آپؐ نے اس کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور اس کا اکرام فرمایا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش فرمائی۔ بعد میں وہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی، چنانچہ آپؐ نے عرب کی ایک زمین میرے نام کر دی ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس میں سے ایک ٹکڑا آپؐ بھی قبول کر لیں، جو آپؐ کے بھی کام آئے گا اور آپؐ کے بعد آپؐ کی اولاد کا ہو جائے گا۔“ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نہیں بھائی!!... مجھے تمہاری زمین کا ٹکڑا وغیرہ کچھ نہیں چاہیے۔ آج قرآن پاک کی ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے، جس نے ہمارے دل و دماغ دنیا سے پھیر دیے ہیں۔“

إِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (انبیاء: 1)

ترجمہ: ”لوگوں کے حساب کا وقت قریب آچکا ہے، تب بھی لوگ بے توجہی کے ساتھ منہ پھیرے ہی ہوئے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر: 4/356) اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان اور قرآن کی قدر دانی عطا فرمائے۔ آمین!

” (مختلف چیزوں کی قسم اٹھا کر فرمایا گیا ہے) کہ

آپؐ کے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔“ اس کو پڑھ کر آپؐ کا سانس پھولنے لگا اور اس قدر بیمار ہو گئے کہ بستر سے اٹھنے کی ہمت نہ رہی، پھر 20 دن تک بستر پر ہی رہے۔ لوگ آپؐ کی عیادت کے لیے آتے تھے۔

(کنز العمال: 35832)

● حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں اور مدینہ منورہ میں سات بڑے فقہا میں ان کا شمار ہوتا ہے، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں: ”میں صبح گھر سے نکلتا تو پہلے خالہ جان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آکر آپؐ سے سلام دعا کرتا۔ ایک روز میں آیا تو خالہ جان کھڑی نوافل میں مشغول تھیں اور نماز میں یہ آیت تلاوت فرما رہی تھیں:

فَمَنْ لِّلَّهِ عَلَيْنَا وَفَنَاعَذَابَ السَّعِيرِ (طور: 72)

”اللہ نے ہم پر بڑی احسان فرما دیا اور ہمیں جہل سادینے والی گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔“ اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھیں۔ (ام المومنین! یہاں نماز میں کیا دعا مانگ رہی تھیں؟ یہ اگلی روایت میں ہے) میں کھڑے کھڑے جب تھک گیا تو اپنے کام سے بازار چلا گیا، جب واپس آیا تو خالہ جان اسی طرح کھڑی تھیں اور نماز میں روئے جا رہی تھیں...

! (حلیۃ الاولیاء: 1/292)

☆ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے گزری:

فَمَنْ لِّلَّهِ عَلَيْنَا وَفَنَاعَذَابَ السَّعِيرِ (طور: 27)

تویوں دعا مانگی: ”اے اللہ! ہم پر بھی احسان فرمائیے اور ہمیں بھی جہل سادینے والی گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیجیے۔ یقیناً آپؐ بڑے محسن اور مہربان ہیں!“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علیہ (ایک محدث ہیں، انھوں نے یہ روایت نقل کی تو ان سے) پوچھا گیا: ”کیا نماز میں... (ام المومنین! نے یہ دعا مانگی تھی؟“

فرمایا: ”بالکل! نماز میں ہی مانگی۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: 5882)

وضاحت: نفل نماز میں اگر تلاوت کے دوران آیت رحمت آئے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگنا اور عذاب کی آیت آئے تو عذاب سے پناہ مانگنا... سنت ہے!! چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نفل نماز ادا فرمائی تو فرماتے ہیں کہ ”آپؐ (نماز میں) تلاوت کے دوران اگر کسی ایسی آیت سے گزرتے، جس میں رحمت کا تذکرہ ہوتا تو ٹھہر کر (رحمت کی) دعا مانگتے اور اگر کسی آیت میں عذاب کا ذکر ہوتا تو تلاوت روک کر (اس عذاب سے) پناہ مانگتے۔“

(ابوداؤد: 871، ترمذی: 262)

● حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام بھی تھے اور شاگرد بھی۔ ان ہی کی صحبت میں رہ کر بہت بڑے عالم بھی بنے، وہ فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرماتے:

لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

وَإِن تَبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخَفُوْهُ يُخَاسِبْكُمْ بِهٖ اللّٰهُ (بقرہ: 284)

”تمہارے دل میں جو باتیں ہیں، ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ! تم سے اس کا حساب



شام کی سرزمین.... کیسی مقدس جگہ ہے.... انبیاء کا مسکن.... اولیاء اللہ کی جائے پناہ.... نامور محدثین اور علمائے کرام کا علمی مرکز آپ ﷺ نے شام میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہاں تو پہلے ہی برکات تھیں، اب اللہ کے نبی ﷺ کی دعا سے قیامت تک یہ زمین کا مبارک ٹکڑا خیر و برکت کا ٹھکانہ بن گیا۔

حریم شریفین کے بعد شام ہی مسلمانوں کا محبوب ترین خطہ ہے۔ فلسطین اور مسجد اقصیٰ شام ہی کا حصہ ہیں۔ کئی انبیاء کے مزارات، نامور صحابہ اور عظیم فاتحین سمیت اولیاء اور قبور سے شام بقتہ نور ہے، روئے زمین کے ہر زمانہ میں چالیس ابدال یعنی وقت کے سب سے بڑے بزرگوں کا تعلق بھی شام سے بتایا جاتا ہے۔

یہاں اہل علم کی کثرت اور ان کے علمی کارناموں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے شام کے شہر دمشق کی تاریخ آٹھ جلدوں میں لکھی، تاریخ دمشق میں وہاں کے علماء کا تذکرہ ہے۔ قرب قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے وقت شام کی طرف ہجرت کی تلقین فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کی آمد بھی شام میں ہوگی، یوں شام کی طرف مسلمانوں کے قافلے پوری دنیا سے روانہ ہوں گے، نصرت کے پھول نچھاور کیے جائیں گے، یہ نصرت اسلام کی نصرت ہوگی، جان و مال سے اہل ایمان کی نصرت کے دیپ روشن ہوں گے اور پھر اسلام ہی پوری دنیا پر غالب آجائے گا۔ یہ سب آنے والے حالات اور پیشین گوئیاں احادیث سے ثابت ہیں اور آج شام کے حالات ٹھیک اسی رخ پر جارہے ہیں۔

جب شام پر قرب قیامت کی شام چھانے لگے گی تو اس وقت بھی خوش قسمت مسلمان نصرت کا فریضہ زندہ کریں گے اور آج بھی اہل شام کی نصرت ہمارا اسلامی فریضہ بھی ہے اور ایمانی غیرت کا تقاضہ بھی.... یہ انسانی ہمدردی بھی ہے اور اخلاقی ذمہ داری بھی !!!

نصرت ہے کیا؟؟؟ نصرت اپنے مسلمان بھائیوں کا درد محسوس کر کے ان کی حسب استطاعت مدد کرنے کا نام ہے، ان کے لیے تڑپنا، دعائیں مانگنا، دوسروں کو ان کی مدد کی طرف متوجہ کرنا اور احساس کی شمع روشن کر کے دیے سے دیا جلاتے جانا ہے۔ اگر نصرت میں ہم اپنی ضروریات کم کر کے دوسروں کو ترجیح دیں، تو یہ نصرت کا اعلیٰ درجہ ہے، جسے ”نیار“ کہتے ہیں اور جب ہمارے دلوں میں اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا جذبہ ہوگا تو اپنے دنیا بھر کے مسلمان بھائیوں کی نصرت کرنا ہمارے لیے خوشی کا سامان ہوگا۔ اگر ہم اپنی ضروریات کو کم کر کے ابٹار نہیں کر سکتے تو کم از کم ہم اپنی فضولیات کو ختم کر کے نصرت کی مبارک مہم میں حصہ شامل کر سکتے ہیں!

مسلمان تو اسلامی اور ایمانی اخوت کے مبارک رشتے میں جڑے ہیں، یہی وہ رشتہ ہے جس کی بنیاد پر ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کے دکھ اور تکلیف میں برابر شریک ہوتے ہیں، کیوں کہ پوری امت مسلمہ ایک وجود، ایک جسم اور ایک عمارت کی طرح ہے، اگر آنکھ یا سر میں درد اٹھتا ہے تو سارا بدن تڑپتا رہتا ہے، اسی طرح دنیا کے کسی بھی کنارے میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والی آفت یا آزمائش سے سارے مسلمان بے چینی اور کرب کا شکار نظر آتے ہیں، شام کے گلی کوچوں میں آگ اور بارود کی برستی بارش نے ہر درد مند مسلمان کا دل دکھی اور آنکھیں پر نم کر دی ہیں، ماں باپ سے محروم ہو سکتے بچے، درد کی ٹیٹوں سے کراہتے زخمی اور بے گھر اڑے مہاجرین ہماری نصرت کے منتظر ہیں، اہل شام کی نصرت اسلام کی نصرت ہے، امت مسلمہ کے بہترین لوگوں کی نصرت.... خدا را! اہل شام کی نصرت سے آپ اللہ کی نصرت حاصل کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہیں اس بابرکت زمین کے نیک لوگوں کی اس مشکل ترین گھڑی میں نصرت سے غافل ہو کر اللہ کی پکڑ کا شکار ہو جائیں!

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ کی طرف سے نصرت مہم کا باغ لگایا جا چکا ہے، جہاں سے نصرت کے پھول اہل شام تک پہنچائے جارہے ہیں، پاکستان بھر سے ضروری اشیائے خورد و نوش پر مشتمل کنٹینرز۔۔۔ شام روانہ۔۔۔ وہ بھی روزانہ !!!

کیا ہماری طرف سے بھی نصرت کا کوئی پھول شام کے کسی بے سہارا خاندان تک پہنچا ہے؟

آئیے! رمضان کے بابرکت مہینے سے نصرت مہم میں شرکت کا آغاز کیجیے.... زیادہ سے زیادہ نصرت کی تیج خریدیے تاکہ اس بابرکت کام میں اپنا بھی بھرپور حصہ رہے اور اڑتے شام میں نصرت کے برستے پھولوں میں کچھ کلیاں اور چند پتیاں ہماری بھی شامل ہو جائیں یہی نصرت کے پھول اہل شام کی خوشی کا سامان ہیں اور ہمارے لیے آخرت کا سامان !!!



چراغ کاشف تبسم

الاشام

نصرت کے پھول



بفریضان دعا: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پاکستانی تاریخ کی سب سے کامیاب رینٹل اسٹیٹ لاؤنج

بحریہ ٹاؤن کراچی



BAHRIA TOWN
AUTHORIZED
DEALERS

500 SQYD Plots

BOOKING
OPEN

1000 SQYD Plots



BAHRIA
SPORTS CITY
4 Bed, 350 Sq. Yards
Luxury Villas

BOOKING
OPEN

LIBERTY COMMERCIAL



پلاٹ سائز 266 گز

بحریہ ٹاؤن کراچی میں کاروبار شروع کرنے کا سنہری موقع
تین سال کی آسان قسط پر

جٹاچ کمرشل شاپس اور آفیسز

BOOKING
OPEN



بنگل کیلئے رابطہ کریں



Ali Saqlain®
REAL ESTATE & BUILDERS

Hafiz Abdul Khaliq

0323-2000313

Hafiz Umer Farooq

0324-2000313

0322-9394826

Abulqasim
REAL ESTATE

ماہ رمضان کی آمد کے ساتھ ساتھ رمضان سے جڑی تمام تر خوشیاں، مصروفیات اور خواہشیں سب کی زبان پر ہیں۔

خواتین کا رمضان سحری و افطار کی فکر سے شروع ہو کر شاپنگ اور عید کی خریداری پر ختم ہو جاتا ہے۔

مرد حضرات کا رمضان شروع کے پہلے ہفتے میں نماز و تراویح کی پابندی کے بھرپور میراثی کے بعد آخری تین دنوں میں توبہ و استغفار کے ساتھ

اس حسرت پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے کہ یہ رمضان بھی جلد گزر گیا اور اس میں بھی کوئی خاص عبادت نہ کر سکے۔

بوڑھوں کا رمضان بہو، بیٹیوں اور اولادوں کو ڈانٹتے گزر جاتا ہے کہ کوئی اللہ کا نام لے اور قرآن شریف کھولے

توجوں کا رمضان اس دھماچوکڑی میں تماشائی بنے نت نئے کھانوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

الغرض رمضان کی روح و احساس جس کی ضرورت ہے، وہ باقی نہیں رہتی اور باقی سارے کام ہو جاتے ہیں۔

رمضان کی آمد سے پہلے ہی فیس بک اور واٹس اپ پر میسجز کا طوفان آ جاتا ہے۔

کوئی نئی دعائیں بتا رہا ہے تو کوئی ٹائم مینجمنٹ کی تراکیب سکھا رہا ہے۔ کوئی آپ کے سونے اٹھنے کے اوقات مقرر کر رہا ہے تو کوئی وظیفوں اور تسبیحوں کی تعداد،

مگر جب حقیقت میں ان مشوروں کا اطلاق آپ اپنی روٹین کی روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں تو نتیجہ ندارد۔

آپ کی عادات و اطوار، اور لائف روٹین سالوں میں بنی ہیں ایک واٹس اپ میسج سے بھلا کیسے تبدیل ہوں گی؟

اس مضمون میں ہماری یہ کوشش ہے کہ آپ اپنی مصروف ترین زندگی میں ایسا کیا کریں کہ

آپ کی روزمرہ زندگی پر بھی کوئی خاطر خواہ اثر نہ پڑے اور آپ تراویح و وظائف کے ساتھ ساتھ کم از کم دوبار قرآن مجید بھی پڑھ لیں۔

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا نجات کا ہے۔



رمضان مبارک

اور ہماری مصروف زندگی

ڈاکٹر ذیشان الحسن عثمانی

ہم نے پہلا عشرہ کھانے پینے کا، دوسرا دعوتوں اور چیمپینز ٹرافی کا اور تیسرا شاپنگ کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔

یہ نظریہ ہی غلط ہے کہ آپ ٹائم کو مینج کرتے ہیں۔ یہ تو وقت ہے جو آپ کو خرچ کیے جا رہا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہم وقت نکالیں کہاں سے جو اللہ کی یاد میں لگ سکے۔

ہم ایسے نیک بندوں کی بات نہیں کر رہے جن کا رمضان مسجد الحرام میں گزرتا ہے یا وہ اعتکاف اور قیام اللیل کے پابند ہیں۔

ہم تو بات ایک عام سے دنیا دار بندے کی کرتے ہیں۔

رمضان میں کم و بیش 30 دن ہوتے ہیں۔ یہ بنے 720 گھنٹے، 43،200 منٹ اور 592،000 سیکنڈز۔

مہردن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں آپ 8 گھنٹے سونے اور طبعی ضروریات کے لئے رکھ لیں۔

مزید 8 گھنٹے آفس ورک یا بڑھائی کے لئے، اگر آپ کالج، یونیورسٹی میں جاتے ہیں۔

باقی بچے 8 اس میں سے بھی آپ 4 گھنٹے سحری، افطاری، 5 وقت کی نماز اور فیملی کے لیے نکال لیں۔

آپ کو صرف کم از کم 4 گھنٹے روز کے اللہ سائیں کے لئے نکالنے ہیں۔ 4 گھنٹے روز، مہینے کے 120 گھنٹے، 7،200 منٹ اور 432،000 سیکنڈز ہوتے ہیں۔



رمضان

طارق محمود (م)

ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ

یہ ماہ مقدس بڑی رحمتوں اور سعادتوں والا مہینہ ہے، اس میں جہاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر خاص برکتوں کا نزول فرماتا ہے، وہیں اللہ تعالیٰ مومنین کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کا جذبہ بھی بڑھا دیتا ہے۔ اسی لیے نبی علیہ السلام نے ماہ رمضان کو شہرُ المواساة یعنی ہمدردی و غمگساری کا مہینہ فرمایا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہمیں فقر و مساکین کے ساتھ ہمدردی و غمگساری اور خیر خواہی کا درس و تعلیم دیتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْفَقْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْفَقْ عَلَيْكَ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ”ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے آدم کے فرزند! تو (میرے ضرورت مند بندوں پر) اپنی کمائی خرچ کر، میں اپنے خزانے سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔“ ہمدردی کا یہ صلہ ہے کہ اللہ رب العزت اس شخص کا ذمہ لے رہے ہیں، جو اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرے اور ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرے کہ میں اپنے خزانے سے اس کو دوں گا اور اللہ کے خزانے تو بے شمار ہیں، اس کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے... امام شافعیؒ کے بارے میں ہے کہ وہ فرماتے تھے: ”میں اس آدمی کو بہت پسند کرتا ہوں جو ماہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنی سخاوت میں اضافہ کر دیتا ہے (اور اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرتا ہے)۔“

تو آئیے! ہم بھی رمضان کے اس بابرکت مہینے میں جہاں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت، ذکر و اذکار، تلاوت قرآن پاک اور نوافل و تسبیحات کا اہتمام کریں، وہیں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خوب امداد بھی کریں اور جہاں ان ضرورت مندوں تک پہنچنا ہمارے لیے ممکن نہ ہو، جیسے ترکی میں شامی مہاجرین تک تو اس سلسلے میں ہمیں ایسے اداروں کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا چاہیے، جنہوں نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا بیڑا اٹھایا، جیسے ”بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ“ جو دیانت داری کے ساتھ ایسے بے سہارا افراد کا سہارا بنا ہوا ہے، جو انبیاء کی اولاد ہیں اور جن تک براہ راست پہنچنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے... اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک کی بہاریں لوٹنے کے ساتھ ساتھ اپنے ضرورت مند اور بے سہارا مسلمان بھائیوں کا سہارا بننے کی بھی توفیق دے۔ آمین

آپ ڈیڑھ گھنٹہ عشاء و تراویح اور آدھا گھنٹہ تسبیح کے لئے مختص کر لیں۔ یہ آدھا گھنٹہ آپ تراویح کے لیے مسجد آتے جاتے نکال سکتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ذکر کرتے رہیں۔ ایک عام آدمی باآسانی 30 منٹ میں ایک پارہ پڑھ سکتا ہے۔ آپ ایک گھنٹہ روز قرآن کو دے دیں۔ باآسانی رمضان میں 2 قرآن شریف مکمل ہو جاتے ہیں۔ جن کی رفتار زیادہ ہے اور وہ 15 منٹ میں سپارہ پڑھ لیتے ہیں ان کے 4 قرآن پاک باآسانی مکمل ہو جاتے ہیں۔

باقی بچا ایک گھنٹہ، اس میں آپ تسبیح پڑھ لیں۔ قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر پڑھ لیں۔ عقائد کی کوئی کتاب یا کوئی اور اسلامی لٹریچر پڑھ لیں۔ صرف 4 گھنٹے روز کی اس مشق سے آپ 2 سے 4 قرآن شریف ختم کر سکتے ہیں۔ قریباً 5 لاکھ کے قریب تسبیح کے دانے پڑھ سکتے ہیں

اور قرآن پاک کا ترجمہ ختم کر سکتے ہیں، جب کہ آپ کی روزمرہ زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ آپ افطار سے پہلے عصر کے بعد ایک پارہ پڑھ لیں اور ایک فجر سے پہلے یا بعد میں۔ تراویح کے بعد سونے سے پہلے ترجمہ و تفسیر پڑھ لیں اور چلتے پھرتے ذکر کرتے رہیں۔

آپ صرف مندرجہ ذیل کاموں سے احتیاط رہیں

تویہ 4 گھنٹے باآسانی دستیاب ہو جاتے ہیں۔

1 فیس بک کا استعمال نہ کریں۔ اگر ضروری ہو تو کم از کم 4 گھنٹوں کے لیے ترک کر دیں۔

آپ اپنی سہولت کے مطابق 4 گھنٹے خود ہی متعین کر لیں، مثلاً تہجد سے فجر تک، عصر سے مغرب تک اور عشاء و تراویح سے سونے تک۔

2 واٹس اپ کا استعمال ترک کر دیں یا کم کر دیں۔

3 T.V نہ دیکھیں۔ یقین جانے دنیا پھر بھی چلتی رہے گی۔

4 وقت پر سو جائیں، تاکہ صبح تازہ دم ہو کر تہجد پڑھ سکیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سفر پر جاتے تو ریل میں کھڑکیوں کے پردے گرا دیتے۔ فرماتے کہ آدمی راستوں میں محو ہو جائے تو منزل پر پہنچ کر آنکھیں تھک جاتی ہیں۔

اپنی خواہشات کی قربانی، غریبوں کا احساس اور اللہ کی رضا رمضان کی منزلیں ہیں۔ خدارا! وی شوز اور سوشل میڈیا پر اپنی آنکھوں کو نہ تھکائیں۔

اگر اللہ توفیق دے تو اعتکاف کا اہتمام ضرور کریں۔ دس دنوں کے لیے اپنے آپ کو دنیا سے نکالیں۔ یہ آپ کے دل سے نکل جائے گی۔

ڈھیروں شاپنگ کر کے میں حیدری مارکیٹ سے باہر نکل آئی۔ عید قریب تھی۔ مجھے یوں بھی شاپنگ کا شوق تھا۔ میں نے کئی جوڑے خریدے تھے، جن کی قیمت پانچ سے دس ہزار تک تھی، پھر میچنگ کی سینڈل جیولری وغیرہ۔ عموماً میرا رمضان مارکیٹوں میں ہی

انسوکھی فروانی

فوزیہ خلیل

کرنے کے بعد اس نے برتن دھوئے کہ نماز کا ٹائم ہو گیا، اس نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگی۔ میں اپنی ساری شاپنگ سمیٹ کر الماری میں ٹھونسے لگی۔ جب میں اس کام سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی تو سیکنہ نماز پڑھ چکی تھی، وہ نہایت خشوع اور خضوع سے دعا مانگ رہی تھی۔ آنسو ایک تواتر سے اس کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔ مجھے اپنی تھوڑی دیر پہلے مانگی ہوئی دعائیں یاد آ گئیں۔ ”پچیس ہزار روپے اور نئے پردے۔“ اچانک میری نظر سیکنہ کے کپڑوں پر پڑی تو مجھے فوراً اس کا سوٹ اور چوڑیوں کا خیال آیا۔ میں جلدی سے دونوں چیزیں اٹھالائی اور اس کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا: ”لو... سیکنہ! تمہاری دعائیں قبول ہو گئیں۔“

پھر میں نے پانچ سو روپے اس کے قریب رکھتے ہوئے کہا: ”ان پیسوں سے کچھ برتن بھی خرید لینا۔“ میں نے خود کو حاتم طائی تصور کیا۔ ”مم، میری دعائیں قبول ہو گئیں...؟؟“ اس نے حیرت سے مجھے دیکھا۔ ”کیا آپ جانتی ہیں کہ میں کیا دعا مانگ رہی تھی؟“ ”اوہ! ہاں... آج کل تو سارے مسلمان یہی دعائیں مانگ رہے ہوں گے۔“ وہ آہستہ سے بولی۔ میں اس کی بات کچھ سمجھی نہیں۔ میری دی گئی تھیلیوں کی طرف تو اس نے نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ مجھے کچھ جستجو ہوئی۔ ”کیا دعا مانگ رہی تھی تم...؟؟“ میں نے اس سے پوچھا۔ ”یہی کہ اے پروردگار!! انتیں کے بجائے تمیں کا چاند ہو۔“ اس نے کہا۔ ”اوہ...! ہاں۔“ میں نے سوچا کہ اس کامیاں

گزر رہا تھا۔ کپڑوں اور جوتوں کی خریداری کے بعد کراکری خریدنے کی باری آئی، اس کے بعد بیڈ شیٹس وغیرہ... غرض! ایک لمبی فہرست تھی۔ آج مارکیٹ سے باہر نکلتے ہی مجھے سیکنہ بی بی کا خیال آیا کہ اس کے لیے بھی ایک عید کا جوڑا لے لوں۔ سیکنہ بی بی میری ماسی تھی۔ میرے گھر پر برتن دھونے آتی تھی۔ اس کے پاس صرف دو ہی سوٹ تھے۔ دونوں ہی دھل دھل کر خراب ہو چکے تھے۔ سیکنہ کا خیال آتے ہی میں نے دیکھا کہ مارکیٹ کے باہر کچھ کاٹن کے سوٹ بک رہے تھے ہزار ہزار روپے میں۔ میں نے ایک سوٹ اور سستی سی چوڑیاں بھی اُس کے لیے خرید لیں۔ گھر اگر میں بستر پر گر گئی۔

”اوہ! کتنی شاپنگ کر لی... آج تو بہت تھک گئی۔“ بستر پر لیٹتے ہی میری نظر پردوں پر پڑی۔ ”اوہ! ان پردوں کو لیے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔ بہت پرانے لگ رہے ہیں، اگر میاں مجھے بیس سے پچیس ہزار مزید دے دیں تو میں نئے پردے بھی خرید لوں گی۔“ میں لیٹے لیٹے دعا مانگنے لگی۔ دروازے کی گھنٹی بجی اور سیکنہ بی بی آتی دکھائی دی۔ صفائی

ہار بندوں کا ٹھیلہ لگاتا ہے۔ رمضان میں تو اس کی اچھی بکری ہوتی ہوگی۔ رمضان کے ایک ایک دن میں کافی کمالیتا ہوگا۔ ماسی نے میرے خیالات کو توڑتے ہوئے کہا: ”بابی! میں دعا پوری کر لوں...؟؟“ اس نے اجازت طلب نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے اجازت دے دی تو وہ دوبارہ دعا میں مشغول ہو گئی، اس کے لب آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ میں نے اس کے الفاظ سننے کی کوشش کی۔ ”اے میرے پروردگار...!! میری خواہش ہے کہ اس مرتبہ انتیں کے بجائے تمیں کا چاند ہو، تاکہ ایک دن اور ہم تیری رحمتوں اور برکتوں سے فیض اٹھا سکیں۔ پورے رمضان تو ہم تیری عبادت کا ٹھیک سے حق ادا نہ کر سکے... شاید اسی دن ہم ڈھنگ سے تیری عبادت کر لیں۔ اے میرے رب! ہمیں مایوس نہ کرنا۔“ اس کے الفاظ کی جگہ سسکیوں نے لے لی۔ مجھے پتا بھی نہ چلا کہ کب میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہی ہوں...!!



Perfect[®]
Freshener

رہو خوشبوؤں میں

CREATE
THE MOOD
WITH JEANS



/perfectairfreshener



Imported & Marketed by
Shakeel Enterprises
www.se.com.pk



”کسر“ نکالی جاتی ہے۔۔۔۔۔ واہ، کیسے مبارک وہ لوگ تھے جنہیں اعمال میں اس قدر مشغولیت رہتی کہ عید سر پر اکھڑی ہوتی اور پتائی نہ چلتا، اب عید کے لیے رمضان گزارا جاتا ہے اور اس کی خوشی میں سارا رمضان ضائع کر دیا جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب عبادت میں ”اللہ کی رضا“ اور ”نیکی کے تصور“ سے دھیان ہٹ جائے تو پھر رمضان کریم ہو یا کوئی اور عبادت سب رسم بن جاتی ہے۔ ہماری راتیں سحری اور دن افطاری کی فکر اور بھاگ دوڑ میں گزر جاتے ہیں۔ اسی افراتفری میں ہم رمضان کریم کے مقصود اصلی یعنی تقویٰ سے غافل ہو جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اب رمضان کا وہ مزہ نہیں رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا۔

ہمارا نفس ہمارے کیسے کرائے پر پانی پھیر رہا ہے۔ غیر محسوس طور پر ہم اپنے اکاؤنٹ میں نیکیوں کا اضافہ کرنے کے بجائے بعض اوقات گناہوں کا بوجھ لاد رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ رمضان مبارک میں نیکی کا ثواب کئی گنا بڑھ کر ہے لیکن اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر اس کی عظمت کا تقدس کا پامال ہو، اسے کم تر سمجھا جائے تو پھر گناہ بھی سنگین اور سخت ہو گا۔

آئیے ذرا اپنا جائزہ لیں کہ

ہم سے کہاں غلطیاں ہو رہی ہیں۔

رمضان سیزن تو ہے، مگر کس چیز کا؟ کتنی عجیب بات ہے رمضان جو نیکیوں کا سیزن اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے اجر و ثواب کے حصول کا سنہری موقع ہے۔ اس میں اعمال

حسنہ سے ہٹ کر ہر طبقہ نے رمضان کریم کو اپنے کاروبار کا سیزن بنا لیا ہے۔ اس میں بجائے نیکیاں کمانے کے راتیں بازار میں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں اور دن افطاری کی تیاری میں۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کو بازار کی نذر نہ کریں تو جواب ملتا ہے: ”شریعت نے منع تو نہیں کیا۔“ جی آپ کی بات درست ہے، مگر یہ بھی تو بتائیں ناکہ اگر منع نہیں کیا تو حکم کہاں دیا ہے۔۔۔ ہمارا تاجر رمضان کریم میں منافع خوری کے ریکارڈ توڑ دیتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوٹنے کی کوشش کرتا ہے، کیا یہ لوٹ مار کا سیزن ہے بھلا؟ سال بھر کے کپڑے بھی عموماً ہم رمضان میں بنواتے ہیں، کوئی حرج نہیں، مگر کیا ایسے ہوتی ہے عید کی تیاری؟ ایک دن منانے کے لیے پورا مہینہ برباد کرنا کون سی عقل مندی ہے۔

ہمارا شکوہ: ہم کہتے ہیں کہ رمضان کا وہ لطف نہیں رہا جو پہلے ہوا کرتا تھا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا رمضان ہی صحیح نہیں گزرتا۔ اگر ہم صرف رمضان ہی میں درست چلیں، اپنی عبادات بالخصوص معاملات کو دیانت سے بجالائیں اور گناہوں

”اس مرتبہ کتنے قرآن مجید ختم کیے؟“ حمیرا نے فون پر اپنی کزن سدرہ سے پوچھا۔ ”بس، تین تو ہو چکے ہیں آگے دیکھو کیا ہوتا ہے؟ تم اپنا ساؤ؟“ ”یار، ہمت ہی نہیں ہو رہی اس بار، ابھی تک بیسواں پارہ چل رہا ہے۔“



”دیکھ لیں محترمہ کو۔ روزے میں بھی بے پردہ نکلتی ہیں، وہ بھی پورا میک اپ کر کے۔“ ”رافعہ! چھوڑو تم اس کو! اللہ اسے ہدایت دے! ہم بھی تو روزے سے اس کی غیبت کر رہے ہیں۔“



”اس بار زکوٰۃ کس کو دو گی؟“

”بچا ہی کیا ہے دینے کے لیے؟ سب کچھ تو عید کی تیاری میں چلا گیا۔“ وہ لاپرواہی سے بولی۔ پھر چسپ کا ٹکڑا اٹھاتے ہوئے گویا ہوئی: ”ویسے بھی یہ ذمہ داری تو ”ان“ کی ہے، ہماری تھوڑا ہی ہے اور ہاں، کام والی ماسی کو سال بھر کچھ نہ کچھ دیتے رہتے ہیں، یہ کیا کم ہے۔“



رمضان

اور ہماری کوٹاہیاں

زبیر فرید

”اور بھئی، کیسے جا رہے ہیں روزے؟“

عامر نے بے زار لہجے میں جواب دیا: ”بس، بہت ہو گیا، اب نہیں ہوتا، کل سے نہیں رکھوں گا۔“



وہ دفتر جانے کے لیے گھر سے نکلے، گاڑی پر نظر پڑے ہی نوکر پر برس پڑے: ”کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ شیشے اچھی طرح صاف کیا کرو۔ کیوں رمضان میں منہ کھلوا رہے ہو۔۔۔“

رمضان کریم اور ہمارا حال: محترم قارئین! یہ الفاظ غیروں کے نہیں بلکہ آج کے مسلمان کے ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود صرف غفلت اور بے دھیانی کی وجہ سے ایسے جملے بول جاتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ ایک زمانہ تھا جب رمضان المبارک کی آمد کے احترام میں ٹی وی پر پردہ ڈال دیا جاتا یا اسٹور میں رکھ دیا جاتا، مگر اب رمضان میں ٹی وی عبادت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔۔۔ وہ بھی کیا وقت تھا جب رمضان کریم شروع ہونے سے قبل ہی گناہوں سے خوب اچھی طرح بچا جاتا جب کہ اب صرف رمضان کریم میں گناہوں سے بچتے ہیں پھر رمضان کے بعد اس کی



سے بچیں تو کوئی شک نہیں کہ باقی گیارہ مہینے بھی ضرور اچھے ہو جائیں۔

روزہ: رمضان المبارک کی سب سے اہم عبادت روزہ ہے۔ ہم روزہ تو رکھتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں کہ کھانے پینے کے علاوہ دیگر اعضا بھی روزے سے ہیں، زبان کو جھوٹ، غیبت اور فحش کلمات سے، آنکھیں بد نظری سے، ہاتھ پاؤں کو برے افعال سے، سوچ و گندے خیالات سے بچانا بھی روزے کا حصہ ہے کیوں کہ ان کاموں سے روزے کی روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمارا روزہ ہمیں برے کام سے نہیں روک سکتا تو دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا فائدہ کیا۔۔۔؟؟ خود ہی فیصلہ کریں جب ہم اپنے مریض کو دوائی کھلاتے ہیں تو اس کو پرہیز بھی کرواتے ہیں، کیوں کہ جب پرہیزی نسخے پر عمل نہ کیا جائے تو دوا اپنا اثر کھودیتی ہے۔ کیا ہم روزے کی دوائی کے ساتھ غیبت، جھوٹ، غصے سے پرہیز کرتے ہیں؟

قرآن مجید: یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں ہم قرآن مجید سے بے رُخی تو نہیں کر رہے، کیا ہم نے قرآن مجید کو چھوڑ تو نہیں دیا؟؟؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اللہ کا رسول قیامت کے دن کہے گا کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔“ (فرقان: 30) متعدد اہل علم نے یہاں چھوڑنے کا مطلب اس میں غور و فکر کو چھوڑنا اور اس پر عمل کرنے کو چھوڑنا لکھا ہے، جس میں آج کل مسلمانوں کی اکثریت مبتلا ہے۔

ایک اہم کوتاہی: رمضان المبارک میں ایک کوتاہی جو تراویح میں قرآن مجید سے متعلق ہے۔ بہت سے مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ رمضان کریم میں ایک مرتبہ تراویح میں قرآن مجید سننا ضروری ہے، چنانچہ جہاں کم سے کم روزہ تراویح کا انعقاد ہو، وہ اس میں شرکت کر کے باقی ماہ تراویح کے اہم فریضے سے بری الذمہ خیال کرتے ہیں، حالانکہ وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ جس طرح تراویح میں قرآن پاک سننا الگ سنت ہے بالکل ایسے ہی روزانہ تراویح ادا کرنا علیحدہ اور مستقل سنت ہے۔ اصل عبادت کیا ہے؟ محترم قارئین! ڈھیر ساری عبادت ایک طرف، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے کسی گناہ کو اپنی زندگی سے ختم کرنے کی کوشش کی؟ کیا ہم ایک دوسرے سے اس معاملے میں مقابلہ نہیں کر سکتے کہ اس ماہ کتنے گناہ چھوڑے۔ کون سی نئی نیکی کو اپنایا۔۔۔؟ جس کے لیے ہمیں قرآن مجید بار بار متوجہ کرتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ (ترمذی) غور فرمائیں! یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں عبادت کرو یا اتنی نمازیں پڑھو، بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے بلکہ عبادت یعنی بندگی کی اصل روح کو سمجھا یا وہ یہ کہ گناہوں سے بچو۔

زکوٰۃ: دین اسلام کے اس عظیم الشان رکن کے ساتھ بھی ہمارا رویہ روکھا اور سرد

سا ہے۔ گورنمنٹ کے خوف سے ہم ٹیکس تو دیتے ہیں۔ بجلی کا بل اور دوسرے بل بھرنے کی تو فکر ہے، نہیں ہے تو اللہ کے عطا کردہ مال کا بل (زکوٰۃ) جو بنتا ہی کتنا ہے صرف ڈھائی فیصد، پھر بھی غفلت کا یہ عالم ہے کہ ان بلوں کی تو آخری تاریخ یاد رہتی ہے، مگر خود پر زکوٰۃ ب اور کتنی فرض ہوئی اس کی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے ہم۔

قارئین کرام! اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیے تو پھر ہمیں درج ذیل کام اس رمضان المبارک میں ضرور کرنے چاہئیں۔۔۔۔

1 سب سے پہلے تو ہم اپنا محاسبہ کریں۔ کاغذ قلم لے کر گزشتہ ایام کا جائزہ لیں۔ کیا پایا، کیا کھویا۔ جو کھویا اس پر استغفار کریں اور جو پایا اس پر شکر اور مدامت کریں۔

2 عزم کر لیں کہ اس رمضان المبارک میں فلاں گناہ چھوڑنا ہے۔ جو گناہ نہیں چھوڑنا، اُس کے لیے ہمت کریں۔

3 اپنی کوتاہیوں (جیسے نماز میں سستی وغیرہ) اور گناہوں (جیسے فجر کی قضا، غیبت وغیرہ) کی فہرست بنائیں۔ کوتاہی پر استغفار کے ساتھ ساتھ صدقہ اور نماز سے تلافی کریں۔ پھر بھی خدا نخواستہ کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس مقدار میں اضافہ کر دیں۔

4 نماز کا اس درجہ اہتمام ہو کہ تکبیر اولیٰ نہیں چھوٹی چاہیے۔

5 نیت کر لیں کہ اس مرتبہ کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید کو مکمل سمجھنا بھی ہے۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل علم کی مجلس سے فائدہ اٹھائیں۔

6 زکوٰۃ کی فرضیت کا وقت معلوم کریں اور مکمل دیانت کے ساتھ ضرور ادا کریں۔

7 حتی الامکان کوشش ہو کہ رمضان سے قبل ہی عید کی تیاری سے فارغ ہو جائیں اور اگر پھر بھی ضرورت پیش آجائے تو نماز وغیرہ کے اوقات کا خیال رکھتے ہوئے باہر نکلیں اور جلد سے جلد فارغ ہونے کی کوشش کریں۔

8 رمضان کریم غنیمت، خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ اس لیے پڑوسیوں، رشتہ داروں میں چھپے سفید پوش گھرانوں کا خیال رکھیں اور اگر وہاں وسعت نظر آتی ہے تو قومی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں، بہنوں جیسے برادر شام و دیگر کو بھی اپنے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ بیت السلام و بیلغیر ٹرسٹ کو جزائے خیر دے، جس نے عالمی سطح پر اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو ہمارے لیے آسان کر دیا ہے۔

محترم قارئین! یہ تمام باتیں ایک طرف، اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ان اعمال کو رمضان المبارک کے بعد بھی برقرار رکھا جائے۔ تب ہی رمضان کریم کے مقصد کو صحیح معنوں میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!



ایمان، اسلام، احسان، یہ تین سیڑھیاں ہیں، جو یکے بعد دیگرے چڑھی جاتی ہیں۔ نیز ایمان کی بنیادیں استوار کیے بغیر اعمال کا تقاضا کرنا الہی دستور کے خلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان پہلے اندر سے مسلمان ہوتا ہے، پھر باہر سے۔ دل و دماغ کی جو کیفیت ہوتی ہے، اعضا و جوارح اسی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی مرتبہ باور کرایا ہے کہ اس نے ہمیں آرمان کے لیے پیدا کیا ہے، چنانچہ سورۃ ملک میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (الملك : 2)**

یعنی جس نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا، تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔ دیکھیں دنیا کے تو امتحان دے دے کر چشمے لگ جاتے ہیں، کمر دھری ہو جاتی ہے اور آدھا سر گنجا ہو جاتا ہے، لیکن آخرت کا امتحان دینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا، حالاں کہ ہر قابلِ قدر چیز کی طرح جنت کی بھی ایک قیمت ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

إِلَّا أَنْ يَسْلَعَهُ اللَّهُ عَالِيَةً
إِلَّا أَنْ يَسْلَعَهُ اللَّهُ الْخِزْيَةَ (ترمذی)

ترجمہ: ”سن لو! بے شک اللہ کا سودا، مہنگا سودا ہے، بیشک اللہ کا سودا جنت ہے۔“ محض خواہش سے تو

بندہ مری، بھی نہیں پہنچ سکتا، جنت تو بہت دور کی بات ہے، لیکن ہم نے جنت کو نانی اماں کا گھر سمجھا ہوا ہے کہ سائیکل پر بیٹھ کر ادھر پہنچ جائیں گے۔ امتحانوں سے ہی بندہ آگے بڑھتا ہے، اگر اسکول میں بچی کا داخلہ کراتے وقت یہ شرط لگائیں کہ یہ بہت لاڈلی ہے، اس کا امتحان نہ لیجیے گا تو بیٹا رانی دس دس سال تک پہلی جماعت میں ہی رہے گی۔ اگر اسکول والے امتحان نہ لیں تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں، لیکن ہم پڑھنے والے تو نہیں... نیز امتحانوں سے ہی کھرے اور کھوٹے کا فرق پتا چلتا ہے۔ ایک صحابی تھے، جن کو کافروں نے ظلم و ستم کا نشان بنایا ہوا تھا، وہ کافر چلا کر پوچھتے تھے کہ ”کہاں ہے تمہارا رب؟ وہ تمہیں کیوں نہیں بچاتا؟“ تو صحابی جواب دیتے: ”جب تم مٹکا خریدتے ہو تو اس کو بجا کر آزماتے ہو نا کہ یہ مضبوط ہے یا کھوکھلا تو میرا رب بھی مجھے آزارہا ہے کہ میں جنت کے قابل بھی ہوں یا نہیں۔“

اس امتحان میں ”امتحان لینے والا“ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسی نے امتحان کی کتاب قرآن کریم کو ہمارے لیے اتارا ہے۔ ہم نے تو محض قرآن

کی تلاوت کی حد تک اپنی زندگیاں محدود کر رکھی ہیں۔ اسی لیے امتحانوں کے وقت ہمارا وہ حال ہوتا ہے، جو ہمیں معلوم ہے۔ آخر کتاب پڑھے، سمجھے بغیر امتحان کیسے دیا جاسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم ترجمہ اور تشریح پڑھ لیتے ہیں، لیکن ہم میں سے بہت تھوڑے لوگ ایسے ہیں، جنہوں نے عمل بالقرآن کو اپنا شیوہ بنالیا ہو، حالاں کہ آپ ﷺ تو مجسمہ قرآن تھے۔ **كَانَ خُلَافَةُ الْقُرْآنِ (صحیح بخاری)** اور جس طرح دنیا کے امتحانوں

میں کچھ تھیوری (Theory) اور کچھ پریکٹیکل (Practicle) ہوتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ہمیں دونوں طرح کے امتحان دیتے ہیں۔ تھیوری والے امتحانات میں تو ہم لے دے کر پاس ہو ہی جاتے ہیں، لیکن پریکٹیکل والوں (اور زیادہ تر پریکٹیکل والے امتحان ہی ہوتے ہیں) میں ہمارا کوئی حال نہیں ہے۔ ”استاد“ نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **رَأَيْتُمُ بَعْضَ مُعَلِّمِي** (ابن ماجہ) یعنی ”میں علم سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ استاد کی صرف نعیتیں تو نہیں پڑھنی ہیں۔ استاد کا تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان سے پوچھ

ایمان اور آزمائش

زینب واسع (رحمہ اللہ)

پوچھ کر قدم اٹھایا جائے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
(حشر : 7)

یعنی ”اور جو رسول تم کو دیں تو وہ لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے باز رہو۔“

امتحان کس چیز کا ہے؟ گھروں اور گاڑیوں کا، گریڈوں اور نمبروں

کا؟ نہیں... بل کہ **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** یعنی ”تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔“ اعمالِ حسنہ! یہی آخرت کی کرنسی ہے اور **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** اسی کے لیے ہماری دوڑ ہونی چاہیے۔

نتیجہ کب آئے گا؟ نتیجہ آخرت میں آئے گا۔

فَمَنْ ذُو حَرْجٍ مِنَ النَّارِ وَادْخُلِ الْجَنَّةَ تَغْفِلَ فَاذَ (ال عمران: 185)

کام یاب وہ شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور ناکام وہ شخص ہوگا جو جہنم میں گیا جیسے برّ معونہ کے واقعہ میں جب ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شہید کیا گیا تو بنو عامر کے ایک شخص نے حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے جب اپنے سینے سے نیزے کی کئی نکتے دیکھی تو پکار اٹھے :

فُرْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! یعنی ”رب کعبہ کی قسم! میں کام یاب ہو گیا۔“ (بخاری)

قاتل یہ بات سن کر حیرت میں ڈوب گیا کہ میں نے اس کو قتل کیا اور اس نے کہا کہ میں کام یاب ہو گیا، پھر جب اس کو پتا چلا کہ اسلام میں کام یابی اور ناکامی کے تصورات نے آخرت کی وسعتوں کو سمیٹا ہوا ہے اور وہ محض اس دنیائے فانی تک محدود نہیں ہے تو اس نے رب العالمین کے سامنے اپنا سر جھکا دیا اور مشرف بالاسلام ہوا۔ (فتح الباری)

اور یہ دنیا کیا ہے؟ یہ تو محض کمرۃ امتحان ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (کہف: 7)

امتحان کے ختم ہونے کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جائے گا۔

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا (کہف: 8)

اب اگر دنیا کمرۃ امتحان ہے تو کمرۃ امتحان کس طرح ہوتا ہے؟ کمرۃ امتحان میں کوئی یہ تو نہیں پوچھتا کہ میں کیسا لگ رہا ہوں؟ میرے کپڑے اور بال کیسے ہیں؟ اس وقت تو سب آخری آخری باتیں دوہرا رہے ہوتے ہیں اور سب کو اپنی اپنی فکر ہوتی ہے کہ میں کسی طرح عزت کے ساتھ پاس ہو جاؤں۔

پھر یہ کہ دنیا میں جو کچھ ہے، وہ سب اسباب الامتحان اور ہمارے پرچے ہیں۔

بہن بھائی سے لے کر گاڑی اور گھر تک

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تغابن: 15)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے اموال اور اولاد آزمائش ہیں۔“

ان پرچوں کو ہم نے بحسن و خوبی حل کر کے اپنا مقصد (جنت رضائے الہی) حاصل کرنا ہے، نہ کہ ان ہی کو مقصد بنانا ہے۔ ہم نے ان ہی میں ہی گم نہیں ہو جانا، جیسے اگر بچہ امتحان کے دوران امتحان دینے کے بجائے، اپنی پنسل اور شاپر دکھاتا رہے کہ یہ میرے چاچو دُہئی سے لائے ہیں۔ دیکھو! کتنا اچھا لگ رہا ہے اور کتنا اچھا شاپر کرتا ہے اور اسی طرح وہ دو تین گھنٹے گزار دے تو وہ فیل ہو جائے گا، اس لیے کہ اس نے اسباب امتحان کو سب کچھ بنا دیا، اسی طرح اگر خدا نخواستہ کسی کی بہن، بھائی یا کسی اور سے لڑائی ہو تو وہ جان لے کہ وہ بھی اس کا ایک پرچہ ہے، لہذا وہ اس سے صلاح کر لے، ورنہ وہ فیل ہو جائے گا۔

امتحان کے حوالے سے یہ بھی دیکھ لیں کہ جو امتحان دیا جاتا ہے، اسی کو حل کرنا ہوتا ہے۔ اگر امتحان لینے والا بالفرض آپ کو پرچہ دے، لیکن آپ کو وہ پرچہ پسند نہیں آتا، لہذا

اس کو پھاڑ کر آپ خود اپنا پرچہ بنا لیتے ہیں اور بڑی محنت کے ساتھ اس کو حل کرنے لگتے ہیں تو اس پرچے میں آپ کو کتنے نمبرات ملیں گے؟ اگر کتنا بچہ بھی دیا ہو اور پرچہ حل کر دے تو اس کو 40 نمبر مل ہی جاتے ہیں، لیکن ایسے امتحان کا انجام! اللہ ہی جانے۔ اسی طرح اللہ نے عورت کو معاشرے میں ایک مقام اور کردار دیا ہے، وہ نبی نہیں، بل کہ نبی کی ماں ہوتی ہے۔ عورت وہ کارخانہ حیات ہے، جس کی گود میں امتیں پلتی ہیں، لیکن آج کی مغرب زدہ عورت کو یہ امتحان پسند نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ پردہ، گھر، یہ کیا پینڈو پینڈو سوال ہیں، میں نے تو مرد کے شانہ بشانہ چلنا ہے۔ اس نے ایک خود ساختہ پرچے کو ترتیب دیا اور اس کو حل کرنے میں اب اپنے دل و جان کی صلاحیتوں کو کھپا رہی ہے۔

امتحان میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر تھوڑی دیر بعد ایک نئی نسل (Batch) آتی ہے اور اس کا از سر نو امتحان ہوتا ہے، جیسے مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی اور ہر طرف سے مشکلات نے گھیر لیا۔ ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کا غم تو کافی تھا، اس کے باوجود اتنی مزید مشکلات؟ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ نے تو مختلف امتحان دے کر اعلیٰ درجات پالے تھے، لیکن مسلمانوں کی اب ایک نئی کھپ آگئی تھی اور اب ان کا امتحان ضروری تھا۔ پھر یہ کہ پچھلے امتحانوں سے بھی سیکھا جاتا ہے، اس لیے کہ سوال اور طرز سوال دوہرائے جاتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے قصے ہمیں اتنی مرتبہ کیوں سنائے، اس لیے کہ ہم ہر دور میں ان کرداروں کو پائیں گے۔

**آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے**

واقعات دوہرانے کا یہی مقصد ہے کہ ہم ان کرداروں کی پہچان ان کے انجاموں سے واقفیت، نیکو کاروں سے حوصلہ اور بدکاروں سے عبرت کے اسباق حاصل کریں۔ جن لوگوں نے اس حیات زندگی کو آزمائش جان کر گزارا، ان کی بلندیاں ہی اور تھیں اگر یہ تصور ذہن میں بیٹھ جائے تو سوچ اور عمل کی بہت سے کجیاں دور ہو جاتی ہیں۔ آج دنیا میں بھی جو مسلمانوں کے حالات ہیں، اللہ پاک چاہیں تو ایک لمحے میں انھیں درست کر سکتے ہیں، لیکن یہ دراصل ہماری آزمائش ہے اور اللہ پاک دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ حق اور باطل کی کشمکش میں کیا ہم محض تماشائی بنے بیٹھیں گے یا اپنا حصہ ڈال کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ (ملئہ: 48)

یعنی ”اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن (الگ شریعتیں اس لیے دیں) تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے، اس میں تمہیں آزمائے۔“

اللہ پاک ہم سب کو کام یاب کرے۔ آمین



Grannitto®

GAS GENERATORS

1 KW to 20 KW

- Low Noise
- 100% Copper
- 4 Wheel Trolley
- Imported Oil
- Imported battery
- Attached with AVR
- Oil alert system
- Automatic inlet regulator

Wide Range of Use



POWERED BY
HONDA



Display : Inam Centre Opp. PMA Building Sharah e Liaquat.Karachi
Contact Number 0321-8286553, 0300-2363333, 0335-2190826, 021-32411138-40

چند کھجوریں شامل کر کے صبح سحری میں اس کا شربت نوش جان کر لیا جائے۔ اس سے بھی توانائی اور معدے میں ٹھنڈک پیدا ہوگی اور روزے میں پیاس کی شدت محسوس نہیں ہوگی۔ ربانی اور پلاؤ کھانے سے بھی سحری میں حتی الامکان پرہیز کیا جائے یہ بھی پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔

افطار میں لیموں، فالہ، آلو بخارا اور صندل سے شربت تیار کر کے استعمال کیے جائیں۔ ان مشروبات سے دل کو فرحت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ تربوز بھی کھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ چاول اور کوئی مشروب نہ پیا جائے۔ آم کا موسم بھی آگیا ہے، افطار میں اس کا جو س تیار کر کے استعمال کیا جائے، اس سے بھرپور توانائی حاصل ہوگی۔ افطار میں پکوڑے، سمو سے اور کچوریاں کھانے کو جی چاہتا ہے، ان کو گھر میں عمدہ تیل میں پکا کر استعمال کیا جائے اور زیرہ سفید، پودینہ، انار دانہ میں حسب ذائقہ نمک شامل کر کے چٹنی تیار کی جائے اور اس کے ساتھ کھایا جائے تو معدے میں گرانی نہیں ہوگی اور نماز کے دوران گیس کی شکایت بھی نہیں ہوگی۔

روزے کا فاقہ بیماریوں سے آفاقہ

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو حضور ﷺ نے ایک پیالہ اُن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے حق تعالیٰ جل شانہ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتیں رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی سمجھ میں آتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ لگتا ہے، حتیٰ کہ دونوں عورتیں روزے کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں، اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر مفتی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بُری حالت ہوتی ہے۔ اس لیے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر



امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ”کیمیائے سعادت“ میں تحریر کیا ہے
”غذاؤں کی لذت تو بہت اٹھاپکے ذرا فاقوں کا مزہ بھی کچھ کر دیکھو۔“

ایک دور تھا جب ایمان کی روح پرور ہوا نیک چل رہی تھیں تو ذوقِ تلاوت اور شوقِ عبادت سے نہ مرد محروم تھے اور نہ ہی خواتین اس سعادت سے تہی دامن تھیں۔ ماؤں بہنوں اور بیٹیوں نے گھروں کی فضاؤں کو قرآن سے معطر کیا ہوا تھا۔ قرآن کی تلاوت سے درود یار صبح و شام گونجتے تھے۔ چھوٹے بچوں کو دودھ کی شکل میں جسمانی غذاؤں کے ساتھ ساتھ قرآن کی صورت میں روحانی غذا بھی مل جاتی تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ ادھر بچے نے دودھ پینا چھوڑا اور ادھر قرآن حکیم کا کچھ حصہ حفظ ہو چکا ہوتا۔ کہاں وہ مبارک دور اور کہاں آج کل پر آشوب ماحول کہ جس میں بچوں کو ایسی ماؤں کا دودھ پینا پڑتا ہے جو موسیقی پر تھرکتی اور گانوں کی آواز پر سرور میں آتی ہیں۔ ان کے دن کا آغاز بھی موسیقی کی آوازوں سے ہوتا ہے اور اختتام بھی ڈھول ڈھمکے سے ہوتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے، لیکن جو رقت و اثر صحابہ کرامؓ اور تبع تابعینؓ کے دل پر ہوتا تھا وہ کیفیت ہمارے دلوں میں کیوں نہیں پیدا ہوتی۔ (بقیہ ص 32 پر)

صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ بھلانے کا مشغلہ بنا رکھا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا مِمَّا يُدْخِلُ فِيهِ مَالَهُ (الطلاق: 4)

اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا فرمادے گا، چنانچہ اگر ہم پورے احتساب کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے لیے آسانی فرمائیں گے۔

طبی نکتہ نگاہ سے روزے میں پیاس کی شدت ان لوگوں کو زیادہ لگتی ہے جو جسمانی اعتبار سے فربہ ہوتے ہیں اور مرغین غذاؤں کے کثرت استعمال سے ان کے جگر میں چربی ہو جاتی ہے، چنانچہ ایسی غذاؤں کا انتخاب کیا جائے کہ جن سے جسمانی وزن اعتدال سے بڑھنے نہ پائے۔ روزے دار اگر پیاس کی شدت سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو سحری میں بلکی غذاؤں استعمال کریں مثلاً سو جی کی سیبیاں، بھوکا دلیہ، ساگو دانہ سرد تاثیر رکھنے والی سبزیاں مثلاً لکڑی، ٹنڈا، تورٹی اور قلفہ کا ساگ وغیرہ۔ تھجلا، پھینسی، انڈہ فرنی، چکن اور تیز مسالہ دار اشیاء پر ہیز کریں۔ سحری کے اختتام پر ایک گلاس پانی میں چند چمچے دیہی شامل کر کے اس کو نوش کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک گلاس پانی میں



میرے سعادت مند بیٹے! ہزار باد عائیں

بیٹا! دولت مند ہو یا غریب، محل میں رہنے والا ہو یا جھوپڑی میں، تعلیم یافتہ ہو یا ان پڑھ، تاجر ہو یا ملازمت پیشہ، بادشاہ ہو یا فقیر سب کی ایک ہی چاہت و خواہش ہے کہ کسی طرح دل کو سکون حاصل ہو جائے اور اس سکون کے لیے اپنی سوچ کے مطابق مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے۔ صاحبِ ثروت لوگ بیرون ملک جا کر سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں، کوئی اپنی تجارت چمکا کر راحت و سکون حاصل کرنا چاہتا ہے، کوئی اپنا اعلیٰ اسٹیٹس قائم کر کے سوسائٹی میں سرخرو ہو کر اپنے آپ کو راحت پہنچانا چاہتا ہے۔ کوئی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر اعلیٰ منصب پر فائز کر کے سمجھتا ہے کہ چین و سکون پالوں گا، کوئی خوبصورت مکان تعمیر کر کے سکون چاہتا ہے لیکن اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کرنے کے باوجود جس سکون کی تلاش میں وہ سرگرداں رہتا ہے وہ اسے میسر نہیں آتا، گو کہ کچھ لوگ خواب آدھ گولیاں کھا کر وقتی طور پر ڈپریشن دور کر لیتے ہیں، لیکن پھر بھی وہ قدرتی نیند سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد: 28)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ذکر سے مراد ہر وقت ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھنا مقصود نہیں، نہ ہی ہر وقت قرآن حکیم کی تلاوت اور کثرت سے نوافل پڑھنا مقصود ہے۔ اس سے مراد ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان ہو، اس کی پسند اور ناپسند کا ہر خیال رکھا جائے کہ کہیں وہ ہمارے کسی عمل سے ناراض نہ ہو جائے۔ گھر میں ہو یا بازار میں، تجارت میں ہو یا ملازمت میں اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری جائے، جو لوگ اللہ کی یاد سے اعراض کر کے صرف دنیاوی اسباب اور مادی وسائل میں سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے قرآن حکیم میں سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ آخَمًا قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتُ نَفْسِي آخَمًا وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا

قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْصَلِي (طہ: 124-126)

ترجمہ: اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

وہ کہے گا ”یارب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟“

اللہ کہے گا ”اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں، مگر تو نے انھیں بھلا دیا اور آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا۔“

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک جگہ اور ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلَهُمْ صُلٰوةٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلَهُمْ صُلٰوةٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلَهُمْ صُلٰوةٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآلَهُمْ صُلٰوةٌ (ال عمران: 14)

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوش نمابندی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر،

نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

بیٹا! کئی لوگ خواہشات کے اسیر ہو کر ڈپریشن کا شکار ہو گئے کیوں کہ ان کی خواہشات کی تکمیل نہیں ہو سکی، کئی ایسے مریض طب میں علاج معالجے کے لیے آتے ہیں جو نیند نہ آنے کی شکایت کرتے ہیں کہ آنکھیں بند ہوتی ہیں، لیکن ذہن جاگ رہا ہوتا ہے۔ رات بھر پریشان کن خواب آتے رہتے ہیں۔ ذہن منتشر اور مانوس رہتا ہے۔ قوت فیصلہ کمزور ہو چکی ہے۔ انھیں جب اللہ کا ذکر کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کئی مرتبہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کی، لیکن نیت باندھتے ہی گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے، مجبوراً نیت توڑ کر مسجد سے واپس جانا پڑتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تُطِيعُوا أَهْلَ قُلُوبِهِمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ قُلُوبَهُمْ هُتُوتًا (کہف: 28)

ترجمہ: اور کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

بیٹا! انسان کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے قُلُوبُكُمْ هُتُوتًا کہ انسان تو بھی کتنا پگلا ہے، انگاروں پر بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ تجھے ٹھنڈک نصیب ہو، گندگی کے ڈھیر پر بیٹھ کر چاہتا ہے کہ تجھے خوشبو کے دلوں جھونکے آئیں، کانٹوں پر بستر بچھایا ہے اور چاہتا ہے کہ جیھن بھی نہ ہو، تیل چھڑک کر تیلی جلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ آگ بھی نہ لگے۔ اپنے پالنے والے کو بھلا رکھا ہے اور چاہتا ہے کہ پریشانیوں



باپ کی بیٹے کو قیمتی نصیحتیں

محمد دانش

بھی نہ آئیں۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ اللَّكْرَ بِمِ (الانفطار: 6) ترجمہ: اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے اس پروردگار کے معاملے میں دھوکا لگا دیا ہے جو بڑا کریم والا ہے۔

☆ تجھے نہ سیم زمر کی چھنا چھن سکون دے سکتی ہے۔

☆ رقص و سرور اور میوزک تیری قلبی بیماریوں کا علاج ہے۔

☆ نہ منشیات کا استعمال تیرے قلب و دماغ کو سکون دے سکتا ہے۔

☆ تجھے سکون ملے گا تو میری یاد کی چھانوں میں ملے گا، میرے ذکر کی خوشبو سے ملے گا۔ اَلَا يَذُنُّكَ اللَّهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

پیٹا! حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے سکونِ قلب حاصل کرنے کے لیے بہت آسان نسخہ بتایا ہے کہ لذت گناہوں میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہے۔ چناں چہ جس چیز کو آپ لذت کا سامان سمجھ رہے ہیں، کبھی اس سے گزر کر اس کے دوسرے پہلو پر بھی نظر کیجیے، تب آپ کو اندازہ ہو گا کہ یہ ظاہری لذت اصل میں آپ کا جین و سکون برباد کرنے کے مترادف ہے۔ مشہور قاعدہ ہے کہ ہر چیز کی پہچان اس کی ضد کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ مینڈک گندے تالاب میں رہتا ہے اور وہ اسی میں پیدا ہوا وہاں چوں کہ صاف و شفاف پانی سے واقف نہیں، اس لیے اس کے نزدیک وہ سڑی ہوئی کیچڑ ہی صاف شفاف پانی ہے، لیکن اگر کبھی صاف شفاف پانی پر اس کا گزر ہو جائے تو اس کو اس وقت اس کیچڑ کی حقیقت فوراً واضح ہو جائے گی۔ اسی طرح ہم نے چوں کہ گندگی میں ہوش سنبھالا ہے، اس لیے ہم کو اس کی اچھائی یا برائی کی خبر نہیں۔ بطور آزمائش کے یہ کیجیے کہ ایک ہفتے کے لیے گناہوں کو چھوڑ دیجیے اور اپنے دنیاوی کاموں کو مؤخر کر کے اس دوران تلاوت اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہیے اور کسی قسم کا گناہ اس عرصہ میں نہ کیجیے۔ اس کے بعد اپنے دل کو ٹٹولیں کہ کیا کیفیت ہے؟ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اپنے قلب میں بہار اور چین پائیں گے۔ اس موقع کی مناسبت سے شاعر نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔

کسی کو	رات دن	سر گرم	فریاد	نفاں	پایا
کسی کو	فکر گونا گوں	سے ہر	دم	سرگراں	پایا
کسی کو	ہم نے	آسودہ	نہ	آسمان	پایا
بس اک	محبوب کو	اس غمگندہ	میں	شادمان	پایا

دعا گو

آپ کے ابو

اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصی نے دلوں کو رنگ آلود کر دیا ہے اور اس رنگ کو کثرتِ تلاوت اور موت کی یاد سے دور کیا جاسکتا ہے۔ حضرت محمد بن کعب قرظیؒ جلیل القدر تابعی گزرے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے جو قرآن پڑھے گا اسے ضرور عقل کی دولت حاصل ہوگی، خواہ اس کی عمر سو سال کیوں نہ ہو گئی ہو۔ قرآن حکیم ایک ایسا سمندر ہے، جس کی تہہ نایاب جواہر ریزوں سے لبریز ہے۔ اس سمندر میں غوطہ زن ہونے والے ہر شخص کو نئے نئے موتی ہاتھ آتے ہیں جو سعادت مند لوگ اپنا تزکیہ کرتے ہیں اور ڈوب کر قرآن پڑھتے ہیں ان کے سامنے قرآنی علوم و معارف کے نئے نئے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ رکنے میں نہیں آتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جنہیں عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ انتہائی خوفِ الہی رکھنے والے انسان تھے۔ حکومت و سلطنت دلوں کو سخت اور مواخذہ سے بے خوف بنادیتی ہے۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دل کو اس نے خشیتِ الہی سے لبریز کر دیا تھا۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے ان پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ خصوصاً ایسی آیات جس میں قیامت کے مناظر اور آخری محاسبہ کا ذکر ہوتا تو پڑھ کر بے حال ہو جاتے، ایک شب یہ آیت پڑھی: ”جس دن لوگ کبھرے ہوئے پروانوں کی مثل ہو جائے اور پہاڑ دھکی ہوئی اون کی مثل ہوں گے۔“ پڑھتے ہی زور سے چیخے اور اُچھل کر اس طرح ساکن ہو گئے معلوم ہوتا تھا کہ ختم ہو گئے ہیں، پھر ہوش میں آ گئے۔ ایک دن نماز میں یہ آیت پڑھی: ”انہیں ذرا رو کو

ان سے باز پرس کی جائے گی“ تو اتنے متاثر ہوئے کہ اسی آیت کو بار بار دہراتے رہے اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے، انتقال کے وقت بھی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور یہ آیت زبان پر تھی ”یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں نہ برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور عاقبت پر ہیزگار لوگوں کے لیے ہے۔“

جنت تکبر کرنے والوں کی جگہ نہیں، بلکہ اہل تواضع کا مقام ہے، جو لوگ زمین میں بڑا بنتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، انہیں جنت میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان سعادت مند انسانوں میں سے تھے جو دنیاوی عہدہ اور اقتدار کے باوجود آدابِ زندگی نہیں بھولے اور رب کی کبریائی اور جلال کے سامنے ان کی گردن جھکی رہتی۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے دریافت کیا کہ ”تو خدا کا ولی بننا چاہتا ہے؟“ اس نے کہا: ”ضرور چاہتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”دنیا اور آخرت کی کسی بھی چیز میں رغبت نہ کر اور اپنے آپ کو صرف حق تعالیٰ شانہ کے لیے خاص کر لے اور تو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جانا کہ وہ بھی ہمہ تن تیری طرف متوجہ ہو جائے اور تجھے اپنا ولی بنالے۔“ معزز قارئین! اس دنیا نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی، یہ بڑی دھوکے باز ہے۔ عربی کے مشہور اسکالر عبدالعزیز زمین کا مشہور مقلد ہے

ترجمہ: دنیا کی تمام لذتیں ایسی ہیں جیسے شہد میں ملا ہوا زہر۔

لَذَاتُ الدُّنْيَا كُلُّهَا كَسُومٍ بِالْعَسَلِ

ذرا ایک نظر اپنے عزیز و اقارب اور ساتھیوں پر ڈالے، ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جو پچھلے رمضان میں آپ کے ساتھ تھے، مگر اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اب ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے اور اس ماہ مبارک کے ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کو ہماری مغفرت اور جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے۔ آمین!



Your Friend In Real Estate

جُنَید امین

الحمد لله پورے اطمینان اور بھروسے کے ساتھ
بحریہ ٹاؤن، ڈی۔ ایچ۔ اے سٹی اور ڈیفنس کراچی میں
محفوظ اور منافع بخش سرمایہ کاری۔
معلومات اور مشورے کے لیے

جُنَید امین



نزد مسجد بیت السلام، خیابان جامی، فیز 4، ڈیفنس، کراچی

021-35313254 - 0300-9213373

junaidameen@live.com

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹنے پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

سوال: روزہ فاسد ہونے کی وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں؟

جواب: بلاعذر جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس سے روزے کی قضاء بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔ مثلاً: جان بوجھ کر کھاپی لینا، میاں بیوی کا ہم بستر ہو جانا جب کہ روزہ یاد ہو، خواہ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو، نسوار، سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ پینا۔ جن صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: وہ کون کون سے کام ہیں جن میں بظاہر کھانا پینا یا جسم کو طاقت فراہم کرنے والی چیزوں کو استعمال کیا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟

جواب: وہ کام جن سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے، یہ ہیں:

- 1 آنکھوں میں دوائی یا سرمہ لگانا۔
- 2 خود بخود قے آنا۔
- 3 بھول کر بیوی سے صحبت کرنا۔
- 4 بھول کر کھانا پینا۔
- 5 سر اور بدن میں تیل لگانا۔
- 6 مسواک کرنا۔
- 7 عطر یا پھولوں کی خوشبو سو گھننا۔
- 8 کسی بچے کو پیار کرنا۔

نہ ہو۔

31 دانتوں سے نکلنے والے خون کو نگل لینا،

بشرطیکہ خون تھوک سے کم ہو اور اس کا ذائقہ بھی محسوس نہ ہو۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے؟

سوال: کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: واضح رہے کہ مندرجہ ذیل چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے:

1 سونا جب ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

2 چاندی جب ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

3 نقد روپیہ اور مالی تجارت، بشرطیکہ مال تجارت کی قیمت چاندی کے نصاب (ساڑھے

باون تولہ) کے برابر ہو۔ مال تجارت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو خریدتے وقت آگے بیچ

کر نفع کمانے کا ارادہ ہو اور اب تک بیچنے کی نیت بھی برقرار ہو، لہذا

مکان، پلاٹ یا دیگر سامان جو بیچنے کے لیے خریدے ہوں اور اب بھی

یہی ارادہ ہو تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ ہاں! اگر یہ سامان ذاتی استعمال

کے لیے ہو یا خرید اتو تجارت کے لیے ہو، لیکن پھر اس کے بیچنے کا ارادہ

ملتی کر دیا ہو یا مکان اس نیت سے خریدا ہو کہ کرایہ پر دے کر نفع

حاصل کریں گے تو ان صورتوں میں زکوٰۃ فرض نہ

ہوگی۔

4 مذکورہ بالا اشیاء کے مجموعے پر، یعنی کسی کے

پاس کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، تھوڑے سے نقد

پیسے ہیں اور کچھ مال تجارت ہے اور ان سب کی مجموعی

مالیت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

۱۹ مفتی محمد توحید

- 9 کثرت سے نہانا۔
- 10 بچہ کو دودھ پلانا۔
- 11 مرگی کا دورہ پڑنا۔
- 12 نگیس پھوٹنا۔
- 13 کسی زہریلی چیز کا ڈس لینا۔
- 14 خون پڑھوانا۔
- 15 کلی کے بعد منہ کی تری کا حلق میں لگانا۔
- 16 تھوک نگل لینا۔
- 17 کسی بھی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔
- 18 ڈرپ چڑھوانا۔
- 19 کبھی وغیرہ کا بے اختیار حلق میں چلے جانا۔
- 20 کسی کو خون دینا۔
- 21 دھونی دینے کے بعد اگر بتی، لو بان یا عود سو گھننا، بشرطیکہ دھواں باقی نہ ہو
- 22 گرمی کی شدت کم کرنے کے لیے رو مال بھگو کر سر پر رکھنا۔
- 23 پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ میں باقی رہنا۔
- 24 بو اسیر کے مسوں کو طہارت کے بعد اندر بادینا۔
- 25 کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔
- 26 ناک سُروک کر رینٹ کا حلق میں چلا جانا۔
- 27 ضرورت کے وقت کوئی چیز چھ کر تھوک دینا۔
- 28 ٹو تھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا، بشرطیکہ وہ حلق میں نہ جائے۔
- 29 خالص آکسیجن لینا جس میں ادویات شامل نہ ہوں۔
- 30 بیوی سے بوس و کنار کرنا، بشرطیکہ جماع تک پہنچنے کا اندیشہ

فرض ہے۔ واضح رہے کہ سونا، چاندی اور مال تجارت کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) زکوٰۃ میں دینا ضروری ہے۔

5 فیکٹریوں، ملوں اور کارخانوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، بشرطیکہ ان کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر ہو۔ باقی فیکٹری کی مشینری، فرنیچر اور استعمال کی چیزوں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

31 واں روزہ

سوال: مختلف ممالک کے درمیان اوقات اور مطلع کے فرق کی وجہ سے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے ملک سے رمضان کے تیس روزے پورے کر کے آتا ہے اور جہاں وہ آتا ہے وہاں رمضان کا ایک دن باقی رہ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا ۳۱ واں روزہ بھی اس کے ذمہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئلہ میں احترامِ رمضان کے طور پر اس کو روزہ رکھنا چاہئے، باقی رمضان کا کوئی روزہ اب اس کے ذمہ باقی نہیں رہا، کیونکہ صریح حدیث کے بموجب رمضان کے زیادہ زیادہ تیس ایام ہی ہو سکتے ہیں، البتہ اگر یہ روزہ نہ رکھا جائے تو احترامِ رمضان کے منافی عمل ہونے کی وجہ سے گنہگار تو ہوگا، مگر قضا یا کفارہ واجب نہ ہوگا۔

تراویح میں ختمِ قرآن کے احکام

سوال: آج کل ماہِ رمضان میں نمازِ تراویح میں ختمِ قرآن کے حوالے سے ایک رواج چل پڑا ہے (خاص طور پر ملک کے بڑے شہروں میں) اور وہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے ابتدائی دنوں میں ختمِ قرآن



کی کوشش کی جاتی ہے: کہیں تین روزہ، کہیں پانچ روزہ تو کہیں چھ روزہ ختمِ قرآن! اس کے لیے اخبارات میں اشتہار بازی کی جاتی ہے اور شہر کی میں شاہراہوں پر بینرز آویزاں کئے جاتے ہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ تراویح میں ختمِ قرآن بھی شریعت کا ایک حکم ہے، آیا اس طرح ختمِ قرآن کا اہتمام کرنا جائز ہے؟ کیا اس سے قرآن کریم کی بے ادبی نہیں ہوگی؟

جواب: واضح رہے کہ رمضان المبارک میں تراویح میں ایک ختمِ قرآن سنت ہے، جسے لوگوں کی سستی کے باعث ترک نہیں کرنا چاہئے۔ دو ختم باعث فضیلت اور تین ختم افضل ہے، بشرطیکہ مقتدی پوری توجہ اور بشارت کے ساتھ سن سکیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ ہر رکعت میں دس آیتیں یا اس کے برابر پڑھا کرتے تھے نیز تراویح میں قرآن کی تلاوت اور ارکانِ نماز میں حد سے زیادہ جلدی کرنا مکروہ، جبکہ ترتیل کے ساتھ پڑھنا مطلوب ہے۔ تراویح میں ختمِ قرآن کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اتنا قرآن پڑھے کہ لوگ اپنی سستی کی وجہ سے جماعت سے بھاگنے نہ لگیں، اس لیے کہ جماعت کی کثرت لمبی قرأت سے زیادہ اہم ہے۔

دس دنوں سے کم میں تراویح میں قرآن ختم کرنے کا سلف صالحین کے یہاں نہ معمول تھا اور نہ فقہاء نے کہیں اس کو ذکر کیا ہے، چنانچہ مولانا شرف علی تھانوی فرماتے ہیں: رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنتِ موکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل (برداشت) نہ کر سکیں گے تو پھر ”الم تر کیف“ سے آخر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ سلف صالحین دین کے منشاء اور روح کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے اور ان کے تابعین و اصحاب ہمارے دور کے عوام سے نسبتاً زیادہ بہتر تھے، اس کے باوجود ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا، جبکہ ہمارے زمانے کا حال تو اس سے بہت برا ہے، مگر اس کے باوجود چار چار، پانچ پانچ ختم اور ہر مسجد میں تین تین ختم کا ایک رواج سا ہوتا جا رہا ہے۔

اس میں کئی طرح کے نقصانات ہیں: سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ایک ختم کے بعد بہت سے لوگ تراویح کی نماز ہی نہیں پڑھتے، حالانکہ وہ پورے ماہ مسنون ہے اور بالخصوص اہل تجارت اور کاروباروں کے یہاں تو یہ عام بات ہو گئی ہے کہ ایک ختم ایک ہفتے میں کر لیا اور اس کے بعد تراویح ہی چھوڑ دی۔

دوسرے، اس سے قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ بوڑھوں، کمزوروں اور معذوروں میں سے بہت سے لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور پھر وہ آرتھک مجبوراً شریک رہتے ہیں، حالانکہ تھکن اور کمزوری کی وجہ سے قرآن مجید سننے سے غافل اور بے توجہ ہو جاتے ہیں، چند ہی لوگ ہوتے ہیں جو اس قدر قرآن بشارت اور توجہ سے سنتے ہوں۔

تیسرے، اس سے تلاوت میں ترتیل، الفاظ کی صحیح ادائیگی کی رعایت نہیں ہوتی جو کہ مکروہ ہے۔ حضرت ان عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے ترتیل کے ساتھ کم پڑھنا ترتیل کے بغیر زیادہ اور تیز پڑھنے سے بہتر ہے، جبکہ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ اس قسم کے زیادہ پڑھنے والے حفاظ اکثر اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ سمجھ میں ہی نہیں آتے۔ چوتھے آج کل یہ ایک طرح کا مظاہرہ ہو گیا ہے کہ ہر حافظ اپنی تیز رفتاری اور حفظ کا مظاہرہ کرتا ہے اور اسے اپنے لیے فخر و مباہات کا ذریعہ بنالیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی کراہت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تراویح میں ختمِ قرآن کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے ماہ مبارک میں ایک ہی ختم کیا جائے جو یکم رمضان سے شروع ہو اور رمضان کی ستائیسویں یا اسیسویں کو ختم کیا جائے۔



Zaiby Jewellers

SADDAR

زيبى جويالرز

SINCE  1974

*Jewellery has the power
to be this one little
thing that can make
you feel unique.*



Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi
Tel: 021-35215455, 021-35677786
Email: zaiby.jeweller@gmail.com



بنت محمود رحیم

وہ دبے پاؤں بلی کی طرح چلتے ہوئے فائقہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ آہستہ سے دروازہ کھولا تو فائقہ کو لیپ ٹاپ میں مشغول پایا۔ اب اسے اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے کان میں زور سے چیخ ماری تو فائقہ جو پوری طرح لیپ ٹاپ میں مشغول تھی، اس نئی افادے گھبراہٹ اور فائقہ کی چیخ بھی نکل گئی، لیکن جب ساتھ بیٹھی منابل پر نظر پڑی تو اس کی جان میں جان آئی۔ ”تم میں کوئی انسانوں والی بات بھی ہے؟“ اب فائقہ منابل پر شروع ہو چکی تھی۔ جواباً منابل ہنس پڑی۔

”تم کر کیا رہی ہو؟“ منابل نے اسکرین پر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔
 ”یار! عید کی ڈریس سرچ کر رہی تھی۔ رمضان میں ایک مہینہ بھی نہیں رہ گیا۔“ فائقہ کی انگلیاں کھٹکھٹ چل رہی تھیں۔ ”ہاں! یہ تو ہے۔ ابھی سے شاپنگ شروع کریں گے تو عید تک ہی مکمل ہوگی۔“ منابل نے اس کی تائید کی۔

”اس لیے کہہ رہی ہوں۔ تم جلد اپنی ماما سے اجازت لو، پھر نکلتے ہیں شاپنگ کے لیے۔“ فائقہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔



”رمضان میں صرف 8 دن رہ گئے ہیں۔ اس مرتبہ رمضان امی، ابو، چاچو اور چاچی کے بغیر کیسے گزرے گا؟“ بلال باسی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔
 ”یہ بات ایک طرف کہ ان کے بغیر کیسے گزرے گا... اصل بات یہ ہے کہ گزرے گا

”مجھے بھوک لگی ہے۔“ یہ وہ جملہ تھا جو ننھی سارہ صبح سے ساتویں مرتبہ کہہ چکی تھی۔ سعدیہ نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔ ”بھوک لگی ہے تو میں کیا کروں...؟؟ کہاں سے تمہیں کھانا لا کر دوں...؟؟ بلال صبح سے گیا ہوا ہے، تم سے انتظار نہیں ہوتا کیا...؟؟ تمہاری عمر کی ندا بھی تو ہے، مگر اس نے ایک بار بھی کچھ نہیں کہا۔“ سعدیہ نے غصہ سارہ پر اتارا اور کروٹ بدل کر آنکھوں میں آنی آنی کو صاف کرنے لگی۔

سارہ کچھ دیر تو اس کی پشت کی طرف دیکھتی رہی، پھر ندا کی طرف متوجہ ہوئی۔
 ”ندا...!! تمہیں بھوک نہیں لگ رہی کیا؟“ حسرت سے پوچھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ بار بار زبان ہونٹوں پر پھیر کر ان کو تر کرنے کی کوشش کر رہی تھی، جو خشک ہو کر پھٹنے کے قریب تھے۔ ندا جو بڑی دیر سے چھت کو گھور رہی تھی، اچانک چونک پڑی اور اپنی اس کزن کو دیکھا جو اس سے چند ماہ چھوٹی تھی۔ ”نہیں!!“ اس نے دھیرے سے کہا اور دوبارہ چھت کی طرف دیکھنے لگی، جیسے کسی معجزے کی منتظر ہو۔

”چھا...!!“ وہ مایوس ہو کر بیٹھنے لگی۔ ”سعدیہ آپنی ٹھیک کہتی ہیں کہ میں امی ابو کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد زیادہ ہی غم کرنے لگی ہوں، میں بگڑ گئی ہوں۔“ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ ”پر سوں کھانا کھایا تھا تو کم از کم دو تین دن بھوکا رہنے کی عادت تو ڈالنی چاہیے۔ اب تو ایسا ہی ہونا ہے تو یہ بات میں کیوں نہیں سمجھتی۔“ زیر لب بولتے ہوئے وہ لیٹ چکی تھی اور سعدیہ یہ سن کر بے آواز رو پڑی۔



کیسے؟؟“ سعدیہ نے اپنے بڑے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے مایوسی سے کہا۔ ”آج بھی سارہ کو میں نے ڈانٹ کر چپ کر دیا، لیکن میں اپنی بے بسی کو ڈانٹ کے ذریعے کب تک چھپاؤں گی؟ امی ابو کو بھی جانے کی جلدی تھی... ہمیں لاوارثوں کی طرح چھوڑ گئے ہیں۔ کب تک ان حالات کا مقابلہ کریں گے۔ کب تک ترکی میں رہیں گے۔“ وہ ہستے ہوئے آنسوؤں سے اپنے بھائی سے پوچھ رہی تھی۔

”بچوں جیسی باتیں مت کرو۔“ بلال نے ہاتھ روک کر خفگی سے سعدیہ کی طرف دیکھا۔ ”ان لوگوں سے بہت بہتر ہو جواب تک شام میں ہیں۔ ان کی طرح تم بھاگتی تو نہیں پھر رہی۔ یہاں کم از کم زندگی کی رفق تو ہے۔“ بلال نے دھیمے لہجے میں سمجھایا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے، لیکن آگے کا تو سوچو۔ یہاں آتو گئے ہیں، لیکن ہمیں اب تک سر چھپانے کو جگہ نہیں ملی ہے۔ دو دیواریں ہیں جن پر کپڑا ڈال کر گھر نما بنادیا ہے۔ دو دو دن کھانے کو کچھ نہیں ملتا، نہانے کو پانی نہیں ہے، گرمی ہے اور دن بدن بڑھتی چلے جا رہی ہے۔ تم اور میں برداشت کر سکتے ہیں، ان بچیوں کا تو سوچو۔“ اس نے سارہ اور ندا کی طرف اشارہ کیا جو بے خبر سو رہی تھیں ”یہ کیسے برداشت کریں؟ ان کے لیے ماں باپ کی جدائی، کسی بڑے سانحے سے کم نہیں ہے، پھر اس طرح کے حالات...“ سعدیہ نے چہرے سے آنسو صاف کیے۔ ”ندا تو اس خوف کے مارے کچھ نہیں کہتی کہ ہم اس کے کزن ہیں، لیکن سارہ تو اڑ جاتی ہے...“ سعدیہ نے بے بسی سے کہا تو بلال نے کھانا چھوڑ کر دیوار سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند لیں۔ ”یہ سانحہ ایک دو کے لیے نہیں سعدیہ! ماں باپ سے جدائی، وطن سے جدائی ہمارے لیے بھی کسی سانحے سے کم نہیں، لیکن گزارا تو کرنا ہے نا۔ رو کر نہیں تو ہنس کر، ہنس کر نہیں تو رو کر۔“



”مکہدھر کی تیاری ہے تم لوگوں کی؟“ فائقہ، منابل اور سبرینہ کو تیار ہو کر جاتے دیکھا تو فائقہ کی ماما نے پوچھا جو فائقہ کی دادو کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔

”ماما! شاپنگ کے لیے جا رہے ہیں۔“ سبرینہ نے جواب دیا۔

”کس چیز کی شاپنگ؟“ دادو نے عینک کے پیچھے سے گھورتو فائقہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔

”دادو... میری بھولی دادو... عید قریب ہے تو عید کی ہی شاپنگ ہوگی نا۔“

”ابھی سے؟“ دادو پر گویا حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ”ابھی شعبان کے کچھ دن ہیں، پھر رمضان کا پورا مہینہ ہے۔ اتنا پہلے کیوں؟“

”دادو! اتنے سارے کپڑے لینے ہیں، پھر ان کے ساتھ کی سینڈلز، جیولری وغیرہ... بہت کچھ ہے لینے کو۔ یہ تو ابھی بھی منابل کی وجہ سے کافی لیٹ ہو گیا ہے۔“ فائقہ نے تفصیل بتائی۔

”کتنے کپڑے لینے کا ارادہ ہے اس بار؟؟“ فائقہ کی ماما نے پوچھا۔

”ماما! اس مرتبہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے، جتنے پچھلی عیدوں میں لیتے رہے ہیں، اس بار بھی اتنے ہی لیں گے۔ ایک چاند رات کا 6 عید کے دنوں کے لیے اور باقی دو تین کپڑے اس کے علاوہ۔“ فائقہ نے لاپرواہی سے کہا۔

”عید کے چھ جوڑے؟ غضب خدا کا! عید کے چھ جوڑے۔“ دادو نے دہرایا۔

”تم لوگ چھوٹے بچے ہو، جن کو بار بار کپڑے تبدیل کروانے پڑتے ہیں، احساس نام کی کوئی چیز ہے تم لوگوں میں؟“ دادو کا غصہ عروج پر تھا۔ فائقہ اور سبرینہ نے مدد طلب نگاہوں سے ماما کی طرف دیکھا تو انھوں نے نظریں جھکا لیں۔

”ارے کچھ تو خدا کا خوف کرو... پوری دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، اس کے متعلق بھی سوچو... اگر فرصت ملے تو۔ یہاں دس دس جوڑے بنائے جا رہے ہیں، وہاں ان کے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں، بھوک مٹانے کے لیے کھانا

نہیں ہے، وہ کھلے آسمان تلے گزرا کر نے پر مجبور ہیں۔“ دادو رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں۔ ”چلو! جلدی کرو... دیر ہو جائے گی تو پھر ماما ناراض ہو جائیں گی۔“ منابل نے کوفت زدہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں ہی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دادو ان کو تاسف سے جاتا دیکھتی رہیں۔

”یا اللہ! کتنی گرمی ہے۔ اپنی رحمت برسا دے۔“ سعدیہ نے دوپٹے سے چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا۔ ”اور اگر اللہ نے رحمت برسا دی تو ہم کہاں رہیں گے، کچھڑ میں؟؟“ بلال نے گویا طنز کیا۔ ”بھینا! افطاری کے لیے بھی سوکھی روٹی ہوگی؟“ سارہ نے اس کو ہلا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔



رمضان میں رحمتیں ہوتی ہیں، لیکن وہ اس مہینہ میں رحمتیں تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کھلے آسمان تلے شدید گرمی میں روزے رکھنے پر مجبور تھے۔ سحری میں روٹی کے باسی ٹکڑے ہوتے، جنہیں وہ زبردستی حلق میں اتارتے، پینے کے لیے پانی بھی موجود نہ تھا، افطاری میں بھی کوئی پھل مل جاتا تو کھا لیتے، ورنہ پانی سے روزہ کھولتے۔ ان سب کی حالت بہت ردی تھی۔ ندا اور سارہ یہ روزے رکھ رہی تھیں، اگرچہ وہ دونوں ابھی 9 سال کی تھیں، لیکن چھوٹی عمر سے جو عادات اس کے والدین نے روزے رکھنے کی ڈالی تھی، وہ پختہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ان سخت حالات میں بھی روزہ چھوڑنے پر تیار نہ تھیں۔ ”نہیں چندا... میں کھانے کی تلاش میں نکلتا ہوں، شاید کھانے کو کچھ مل جائے۔“ بلال نے پیار سے اس کے گال تھپتھپائے۔

”ارے... یہ ندا نظر نہیں آ رہی۔“ اچانک سعدیہ کو خیال آیا تو وہ دونوں چونک گئے۔ بلال فوراً اٹھ کھڑا اور تیزی سے باہر کی طرف نکلا۔ سارہ اس کے ساتھ تھی۔ دور دور تک وہ کہیں نظر نہ آئی۔ بلال تیز تیز قدم اٹھاتا کبھی ایک طرف تو کبھی دوسری طرف جا رہا تھا۔ ”بھینا... وہ دیکھیں اس طرف۔“ سارہ نے چلا کر ایک طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں اس طرف تیزی سے چل پڑے۔ قریب جا کر دیکھا تو بلال کا دل کٹ کر رہ گیا۔ اس جگہ پر تھوڑا پانی جمع ہو گیا تھا۔ ندا اس جگہ کے قریب تیز زمین پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔

”ندا! بلال نے اسے سیدھا کیا۔“ تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟ اس جگہ کیا کر رہی ہو؟“

”بھینا! اس جگہ تھوڑی ٹھنڈک ہے۔ اس وجہ سے یہاں لیٹ گئی تھی۔ پیاس بہت لگ رہی تھی نا...!!“ وہ کم زور آواز میں کہہ رہی تھی تو بلال کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہاں سے واپس جاتے ہوئے سارہ یہ سوچ رہی تھی کہ ندا کے کپڑے تو خراب ہو گئے ہیں، وہ دوسرے کپڑے کہاں سے لائے گی؟؟



”یا خدا! اتنی گرمی...!!“ فائقہ نے شاپنگ بیگز صوفے پر رکھے اور اے سی چلا کر نیچے کشن پر دادو کے قریب دھپ سے گر گئی۔

”تمہیں کس نے کہا تھا اتنی گرمی میں شاپنگ پر جانے کے لیے؟“ ماما نے اندر آتے ہوئے کہا اور ٹھنڈا شیک اس کی طرف بڑھایا۔ ”بیٹا! یہ کیا کر رہی ہو...؟ اس کا روزہ ہے۔“ دادو نے بہو کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے دادو! یہ گلاس مجھے دیں۔ بہت پیاس لگ رہی ہے۔“ فائقہ نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر منہ سے لگا لیا۔ ”کیا مطلب...! آج تم نے روزہ نہیں رکھا کیا؟“ دادو نے صد سے سچو آواز میں پوچھا۔

”نہیں دادو! آج شاپنگ کے لیے جانا تھا اور اتنی گرمی ہے، اس لیے روزہ نہیں رکھا۔“ فائقہ نے گلاس ٹیبل پر رکھ کر شاپنگ بیگ کھولنے شروع کیے۔



”اچھا! آپ اس بات کو چھوڑیں اور میری شاپنگ دیکھیں۔“ وہ اپنی شاپنگ دکھانے لگی اور دادو دکھ سے اسے دیکھتی رہیں۔

”دادو! آپ کیا سوچ رہی ہیں؟“ فائقہ نے ان کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

”میں یہ سوچ رہی تھی کہ جس طرح تم نے ڈھیر ساری شاپنگ کی ہے، کبھی ان مسلمانوں نے بھی کی ہوگی، جن کے پاس آج پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں۔ روز کتنے لوگ مر رہے ہیں اور جوان کے لواحقین ہیں، ان کے لیے کیسار رمضان اور کیسی عید؟“ افسردگی سے کہتے ہوئے دادو کی آنکھیں بھر آئیں۔

”دادو! بہت سے لوگوں نے ترکی کی طرف ہجرت کر لی ہے تو اب وہاں تو اس قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔“ آج پہلی مرتبہ فائقہ نے اس معاملہ میں دلچسپی لی تھی۔

”بیٹا! وہاں پہنچنے کے بعد بھی ان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ ترکی نے ان سب کو جگہ تو دی ہے، لیکن ان سب کے اخراجات اٹھانا اور سر چھپانے کے لیے جگہ دینا آسان نہیں ہے اور رمضان میں تو ان کی پریشانیاں مزید بڑھ گئی ہیں، وہ بے چارے گرمی میں روزہ رکھنے پر مجبور ہیں، باوجود اس کے کہ ان کے پاس نہ سحری میں کھانے کے لیے کچھ ہے اور نہ افطاری میں۔ عید کی تیاری تو دور کی بات رمضان میں ان کے پاس پہننے کے لیے اتنا خاص کچھ نہیں ہے۔“ دادو رنجیدہ لہجے میں بتا رہی تھیں۔ فائقہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا کہ اتنی آسانگوں کے باوجود اس نے روزہ ترک کر دیا تھا۔

”لیکن دادو! یہ مسلم ممالک کیا کر رہے ہیں؟ ایک نے اگر زمین دی ہے تو باقی کم از کم سامان تو مہیا کریں۔“ سبرینہ بھی دادو کے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔

”بیٹا! کوئی ملک اتنی خاص مدد نہیں کر رہا۔ پاکستان میں سے بھی ”بیت السلام“ ولفیئر ٹرسٹ، اس کام میں آگے بڑھا ہوا ہے اور اس نے وہاں کے مہاجرین کے لیے ٹینٹس، ایمبولینس، کھانے کی اشیاء اور دیگر ضرورت کی اشیاء فراہم کی ہیں اور آگے بھی کرتا آرہا ہے۔“

”دادو! رمضان کے اعتبار سے بھی کیا ان ٹرسٹ والوں نے کچھ اہتمام کیا ہے؟“ فائقہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

”ہاں! غالباً گیا ہوگا۔“ دادو کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔

”غالباً نہیں... یقیناً اماں جان!!“ فائقہ نے والد نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ”بیت السلام“ ولفیئر ٹرسٹ نے رمضان کے لیے نصرت مہم شروع کی ہے اور اس کے مختلف پیکیجز شہر کیسے ہیں، جس میں فوڈ پیکیج، کچن پیکیج اور دیگر شامل ہیں اور وہ بہت زیادہ بھی نہیں، بل کہ معمولی رقم ہے۔ اگر ہم میں سے ہر فرد اس پیکیج کو اختیار کرے تو وہاں پر ہماری وجہ سے بہت سے لوگ رمضان اور عید بہت اچھے طور پر گزار سکیں گے۔“ فائقہ نے والد نے تفصیل بتائی۔

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد فائقہ نے اپنا پرس کھولا اور اس میں موجود رقم اٹھا کر اپنے والد کے ہاتھ پر رکھ دی۔



”میں نے ابھی عید کے 4 جوڑے خریدے ہیں اور 6، 7 ابھی خریدنے باقی تھے، لیکن میرے لیے یہ 4 بھی کافی ہیں۔ اگر میری وجہ سے کسی کا رمضان اور عید اچھی گزر سکتی ہے تو یہ میرے جوڑوں سے زیادہ قیمتی ہے۔“ فائقہ نے کہا۔

سبرینہ نے بھی پرس کھول کر رقم اپنے والد کی طرف بڑھائی۔ فائقہ کے بڑے بھائی نے بھی والٹ سے پیسے نکالے اور ان کا ہاتھ بھائی بھی اپنے کمرے کی طرف، اپنے وہ پیسے جو اس نے عید کے لیے جمع کیے تھے، لینے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔

”اور ہاں! میں اس نصرت مہم کے متعلق اپنی فرینڈز کو بتاتی ہوں، تاکہ وہ بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو سکیں۔“ فائقہ پُر جوش انداز میں بولتی ہوئی موبائل ہاتھ میں لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور دادو اسے مسکراتی نظروں سے جاتا دیکھتی رہیں۔



”بھئی! کیا میں عید میں یہی کپڑے پہنوں گی؟“ سارہ نے جو اپنے بھائی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی، پوچھا۔

”رمضان کے روزے بڑی مشکل سے رکھے جا رہے ہیں اور تمہیں عید کی فکر لگی ہوئی ہے۔“ سعدیہ نے غصے سے کہا۔ ”اور کیا امی، ابو کے بغیر تمہیں عید اچھی لگے گی؟“ ”امی کہتی تھیں کہ رمضان کے روزوں کے بعد عید اللہ کا انعام ہوتی ہے تو کیا اللہ ہمیں یہ انعام نہیں دیں گے۔“ ندا نے معصومیت سے پوچھا۔

”اللہ تو انعام دے رہے ہیں، مگر سعدیہ آپنی ہی لینے نہیں دے رہی۔“ سارہ نے جملے کٹے انداز میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ”چلو ندا! تھوڑی دیر کے لیے باہر چلتے ہیں۔“ یہ کہہ کر وہ نکل گئی اور ندا بھی اس کے ساتھ تھی۔

”تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیوں اتنی تلخ ہو گئی ہو؟ وہ بچیاں ہیں، جتنی مشکل سے یہ گزر رہی ہیں، اگر ان کو تھوڑی سی خوشی مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی اور جب اللہ تعالیٰ موقع فراہم کر رہے ہیں تو تم رکاوٹ کیوں بن رہی ہو؟“ بلال خفگی سے سعدیہ کو کہہ رہا تھا۔ ”رکاوٹ میں بن رہی ہوں یا حالات؟“ سعدیہ نے تلخی سے کہا۔ ”کہاں سے کرواؤ گے ان کو عید کی تیاری؟؟“

”اللہ! کوئی نہ کوئی انتظام ضرور...“ بلال کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ ندا اور سارہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ ”بھئی! جلدی اٹھیں... ہمارے ساتھ باہر چلیں۔“ دونوں کے چہرے خوشی سے سرخ ہو رہے تھے۔ بلال جلدی سے اٹھ کر باہر آیا تو فرط مسرت سے اس کے آنسو بہہ پڑے۔ بہت سارے کنیٹیز موجود تھے اور اس میں سے کھانے پینے کا سامان، کپڑے، جوتے اور بھی بہت سی اشیاء کے ڈبے اتارے جا رہے تھے، ان کی طرح اور بھی بہت سے شام کے مہاجرین ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ ان کے چہروں پر گویا زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ مُردہ جسموں میں جان آگئی تھی۔ بلال نے صحیح کہا تھا: ”اللہ نے اپنے پیاروں کے ذریعے رمضان اور عید کا انتظام کر دیا تھا۔“

”یارِ راحمہ...!! میں نے درزی کو کچھ کپڑے دینے ہیں۔ میرے ساتھ باہر چلو گی...؟“ مسفرہ نے گاڑی کی چابی ہاتھ میں گھماتے ہوئے پوچھا۔
 راحمہ اور مسفرہ اچھی پڑوسین ہونے کے ساتھ ساتھ اچھی سہیلیاں بھی تھیں۔ عموماً شاپنگ پہ بھی ساتھ ہی جایا کرتی تھیں۔
 ”ہاں ضرور...!! میں نے بھی کچھ دوپٹے پیکو کرانے ہیں۔“ راحمہ نے فوراً غامی بھری اور کپڑوں کے تھیلے اٹھانے لگی۔
 ”اور سنو مسفرہ...!! تمہاری رمضان کی تیاریاں کیسی جارہی ہیں اور عید کا جوڑا بنوایا یا نہیں؟“ راحمہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
 ”عید کا جوڑا بھی کہاں... دراصل سارے ڈیزائنرز کے ایگزیشنز تو رمضان میں

ہی لگتے ہیں، لہذا عید کے جوڑے تو رمضان میں ہی خریدوں گی۔ البتہ ہر جمعہ کا نیا جوڑا سلوا لیا ہے اور جمعۃ الوداع کے لیے سوچ رہی ہوں کہ کوئی ریڈی میڈ جوڑا خرید لوں۔ ابھی

زیور کا

بنتِ عالم

نکوحۃ



”عبادت...!! کیا مطلب...؟“ مسفرہ کو کچھ اچنبھا سا لگا۔
 ”مطلب یہ کہ میں زکوٰۃ کا حساب لگا رہی ہوں۔ اگرچہ ضروری نہیں ہے کہ زکوٰۃ رمضان میں ادا کی جائے، مگر میں اپنی زکوٰۃ کا حساب رمضان میں کرتی ہوں، لہذا اب زکوٰۃ رمضان میں نکالنی ہے۔“ راحمہ نے سمجھایا۔
 ”تو اس میں حساب کتاب کرنے کی کیا ضرورت ہے...؟؟“ مسفرہ نے کہا۔
 ”کیا مطلب...؟؟ بغیر حساب کتاب کے زکوٰۃ کیسے نکلے گی...؟؟ تم کیا کرتی ہو...؟؟“ راحمہ نے پوچھا۔
 ”میں... وہ میں ماسیوں کو رمضان میں تھوڑا بہت راشن دے دیتی ہوں اور کچھ پرانے جوڑے بھی۔“ مسفرہ نے بتایا۔

”مگر مسفرہ! زکوٰۃ شریعت کا حکم ہے۔ یہ درست نہیں ہے کہ جس کا جتنا دل چاہے اتنا دے دے، بل کہ کل مال کا ڈھائی فیصد اللہ کی راہ میں نکالنا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس

شادی کے زیورات ہیں، جن کی ہم مالک ہیں۔ اس میں سے بھی تو زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔“ راحمہ نے سمجھایا۔
 ”اگر شادی کے زیور کی بھی زکوٰۃ نکالنے بیٹھی تو کافی رقم بن جائے گی۔ اتنے پیسے میں کہاں سے لاؤں گی...؟؟“ مسفرہ نے بے چارگی سے کہا۔
 ”مسنی میجنٹ! بھئی! اس دن جو تم نے کپڑوں کی ایک طویل فہرست سنائی تھی، اس میں سے کچھ کمی کرو۔ بولو تو ایک سیمینار منعقد کروادوں۔“ راحمہ نے شرارتاً کہا۔
 ”نہیں، نہیں... مہربانی تمہاری...!!“ مسفرہ ہاتھ جوڑتے ہوئے مسکرائی۔
 ”دیکھو مسفرہ! اللہ کا حکم پورا کرنے پر دائمی جنت کا وعدہ ہے، اگرچہ اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ کر مال نکالنا دل پر بوجھ لگتا ہے اور حدیث میں بھی آتا ہے کہ جو بندہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا ہے... رمضان کے روزے رکھتا ہے... زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور کبیرہ گناہ سے بچتا ہے تو اس بندے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تُو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔“ راحمہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔
 ”شکریہ راحمہ! تم نے میری آنکھیں کھول دیں۔ واقعی! دائمی جنت پر ہمیں چار دن کی دنیا کی رنگینی کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ میں آج ہی جا کر اپنے زیورات کا حساب لگا کر پوری پوری زکوٰۃ دوں گی۔“ مسفرہ نے بُرے عزم لہجے میں کہا۔

درزی کو ایک جوڑا دوں گی، دراصل میری نند کے بیٹے کا تراویح کا ختم قرآن کا کھانا بھی تو ہوگا۔ رہا سوال افطار پارٹیوں کا... تو اس میں پرانے کپڑوں سے ہی کام چلا لوں گی۔“ مسفرہ نے سادگی سے کہا۔
 ”اُف اللہ...!! مسفرہ اتنے کپڑے...؟؟“ راحمہ نے حیرت کا اظہار کیا۔
 ”کیا کروں یار مجبوری ہے، ورنہ سسرال میں ناک کٹ جائے گی۔“ مسفرہ نے بے چارگی سے کہا، جس پر راحمہ انگشت بدنداں رہ گئی۔



”میں ذرا مارکیٹ جا رہی ہوں۔ تمہیں کوئی کام تو نہیں؟“ مسفرہ نے دروازے سے اندر آتے ہی پوچھا، پھر ٹھٹھک کر راحمہ کو دیکھا۔
 ”ارے...!! یہ تم رمضان میں ریاضی کا پرچہ کیوں حل کرنے لگ گئی...؟؟ عبادت کرو... ثواب کماد...!!“ مسفرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”یہ بھی عبادت ہی ہے۔“ راحمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔



رَمَضَانَ كَرِّمَهُ

DEAR ALLAH
PLEASE ACCEPT OUR FASTS
IN THIS BEAUTIFUL RAMADAN



SPECIAL UMRAH PACKAGES
available as per your requirement.



HEAD OFFICE

Plot #. 17-C, Shop #. 4, Sunset Commercial Street 4, Phase 4, near Bait-us-Salam Masjid, DHA Karachi.
Landline: (92-21) 35392220-21 Mobile: 0333-0317284 / 0333-0317283

BALOCH COLONY BRANCH
Landline: 021-34375577
Mobile: 0300-2314701

ORANGI TOWN
Landline: 021-36654444
Mobile: 0333-3905063

BAHADURABAD
Landline: 021-34855999
Mobile: 0343 2418219

MIRPURKHAS BRANCH
Landline: 023-3874800
Mobile: 0321-3482070

BAHAWALPUR BRANCH
Landline: 062-2201260
Mobile: 0307-7333395

MULTAN BRANCH
Landline: 061-6770710
Mobile: 0301-8778333



ہیں ”موقع سے فائدہ اٹھانا“ اور عاسلہ طمانیت سے مسکرا دی۔
 ”ویسے جازم! ایک بات تو بتائیں... یہ برانڈ ویسے ہم روٹین میں خریدنے نکلیں تو یقیناً ڈیزائنرز گل احمد، شائستہ، الکرم وغیرہ ہم انورڈ نہیں کر سکتے اور ہر سال سیزن کے اختتام پر ہر برانڈ ہی ففٹی پور سینٹ ڈسکاؤنٹ کر دیتی ہے، تو کیا اس سے کمپنی کو نقصان نہیں ہوتا...؟؟“ تھوڑی دیر بعد عاسلہ نے جازم کو مخاطب کیا۔ سیل مین بہت مصروف تھا۔ بیچ خریداروں سے کچھ کھج بھرا ہوا تھا۔ عاسلہ نے فارغ بیٹھنے سے بہتر اپنے خیالات کا اظہار سمجھا۔

”نہیں یار...!! جب کسی کمپنی کا معیار عوام میں بہت مقبول اور قابل اعتماد ہو جاتا ہے تو وہ کمپنی پھر بس اپنے نام کی قیمت وصول کرتی ہے۔ چار گنا زیادہ قیمت لگا کر اپنی پروڈکشن کو مارکیٹ میں پیش کرتے ہیں۔ سیزن کے شروع میں جو بک جاتا ہے، ان کا سارا حساب کتاب اسی میں پورا ہو جاتا ہے اور جو بچ جاتا ہے، اس کو پھر بھی سیل کے نام پر دگنی قیمت پر ہی بیچتے ہیں... ہاں! چھوٹی کمپنیوں کو شاید ہوتا ہو نقصان...!!“ جازم نے سیل مین کو اپنی جانب متوجہ پا کر بات سمیٹنے کی کوشش کی۔



”جازم! اس سال تو ماشاء اللہ! رمضان المبارک ایسے گرمی کے وسط میں آ رہا ہے کہ گرمی کا بھی سیزن اور رمضان کا بھی عید کا بھی۔“ عاسلہ نے حساب کتاب میں اُلجھے جازم کو مخاطب کیا۔

”ہوں...!!“ مصروف سا، مختصر جواب... کپڑے استری

”جازم! (پکارا وہ کرنے والا) یہ دیکھیں انصاف فبرکس، پرنس محل، ڈیزائنرز، سب نے 50 فیصد رعایت کا اعلان کیا ہے۔ چلیں! پلیز... مجھے کچھ برانڈ سوٹ دلوادیں۔“ عاسلہ (پریزگار) نے جازم کے سامنے موبائل میں فیس بک کھول کر چند مشہور دکانوں کے ٹائٹل دکھاتے ہوئے منت بھرے انداز میں کہا۔
 ”اوہ یار...!! سیزن ختم ہو رہا ہے۔ اب سردی کا بس اختتام ہے۔ گرمیوں میں کر لینا شاپنگ۔“ جازم نے ایک نظر موبائل پر ڈال کر کچھ اکتائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

”جازم! آپ بھی ناں حد کرتے ہیں... برانڈ، برانڈ ہی ہوتا ہے۔ اب سیل لگی ہے تو ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کچھ نہیں پتا چلتا کہ خاندان میں کب کہاں اور کیا فنکشن ہو جائے۔ یہ برانڈ سوٹ بہت کام آتے ہیں اور گفٹ دینے کے لیے بھی بہت کام آتے ہیں اور برانڈ کے گفٹ دینے کا آپ کو تو پتا ہی ہے، کیا تاثر قائم ہوتا ہے اور خود پہننے کے لیے کہ عین وقت پر بہت مہنگی خریداری نہیں کرنی پڑتی۔“ عاسلہ کے پاس اپنی فرمائش پوری کروانے کے لیے تمام جواز تیار تھے۔ بالآخر جازم کو مانتے ہی بنی۔



اگلے دن جب وہ دونوں میاں بیوی شاپنگ کے لیے اپنی مطلوبہ دکانوں پر پہنچے تو یوں لگتا تھا کہ گویا پورا شہر ہی ”سیل“ کے انتظار میں تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جازم نے حالات کا جائزہ لے کر اہستگی سے اپنی بیوی کو داد دی کہ اس کو کہتے

کرتی عاسلہ نے اپنا کام چھوڑا اور جازم کے پاس جا کے بیٹھ گئی۔

”کیوں الجھ رہے ہیں؟“ عاسلہ نے نرم سی فکر مندی سے پوچھا۔

”کچھ نہیں بس! رمضان کے لیے فروٹس کی قیمتوں کا اندازہ لگا رہا ہوں۔“ جازم نے سیکلو لیٹر سے رقم جمع کرتے ہوئے بتایا۔

”ہوں...!!“ عاسلہ نے اس کے سامنے بکھرے کاغذات دیکھے اور نا سمجھنے والے انداز میں وہاں سے اٹھ گئی۔ دو گھنٹے بعد جب وہ اپنے کام نمنا کر سونے کے لیے کمرے میں آئی تو بھی جازم اپنے کام میں مستغرق تھا۔

”بس کریں جازم! کل کر لیجیے گا باقی کام...!!“ عاسلہ نے نیند سے بوجھل آواز میں فکر مندی سے کہا۔

”کل چاند نظر آجائے گا۔ صبح صبح منڈی میں بھاؤ تاؤ کرنا ہے۔ سارے رمضان کی قیمتوں کا انحصار اسی شیڈول پر ہوگا۔ تم سو جاؤ پریشان نہ ہو۔“ جازم نے وضاحت کے بعد ذرا توقف کر کے اس کو تسلی دی۔

”ٹھیک ہے دودھ رکھا ہوا ہے۔ آپ پی لیجیے گا یاد سے۔“ وہ گہری نیند میں بمشکل بول پائی تھی۔

”ٹھیک ہے بیگم!!“ ان کی اس قدر محبت اور فکر اتنی مصروفیت میں بھی اس کو دلی طمانیت بخش رہی تھی۔ تھکن سے چور ہیں، مگر پھر بھی مدہم مسکراہٹ لیے، وہ اپنے کام کی جانب متوجہ تھے۔



رمضان المبارک کا چاند نظر آچکا تھا۔ ہر طرف رمضان المبارک کی خاص گہما گہمی اور رونق تھی۔ مسجدیں قرآن کی تلاوتوں سے گونج رہی تھیں... گھروں میں عورتیں سحری و افطاری کی فکر میں ہلکان تھیں... بچے عید آنے کی خوشی اور رمضان المبارک میں عام دنوں سے بڑے دسترخوان کی خوشی میں مگن تھے۔ ایک خاص پُر نور ماحول سے فضا معطر تھی۔

”جازم...!! ہر چیز کو جیسے آگ لگ گئی ہے... سبزی تک اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ ایک ہفتے میں ہی بجٹ آوور ہو رہا ہے۔ عام دنوں میں 20 روپے میں کتنے سارے لیموں آجاتے ہیں اور اب رمضان المبارک میں جو گرمی کا روزہ ہے 20 روپے کے دو لیموں آ رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے جازم...؟؟“ عاسلہ سر پکڑ کر بیٹھی تھی، جیسے اب رو ہی پڑے گی۔ ”عاسلہ! یوں پریشان نہیں ہوتے۔ اللہ برکت دے گا۔“ جازم نے نرمی سے اس کو تسلی دی۔

”آپ کو پتا ہے جازم کہ مہنگائی نے کیا ستم ڈھایا ہے امت مسلمہ پر... ہر کوئی ہماری طرح کھینچ تان کر بجٹ پورا نہیں کر سکتا۔ میں صبح درزن کو کپڑے سلنے کے لیے دینے گئی تو اس کی بیٹی بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا



: کیوں رو رہی ہے تمہاری بیٹی...؟ اس نے بتایا کہ باجی اس کا تم کھانے کو دل کر رہا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ یہ تم کا موسم ہے، مگر تم کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے... ہمارے جیسے لوگوں کو دو وقت کی سوکھی روٹی پانی کے ساتھ ہی میسر آجائے تو غنیمت ہے... اب میں کہاں سے اتنے مہنگے آم خرید کے لاؤں۔ کسی دکان دار سے ایک آم مانگ لو تو ایسے گھورتا ہے، جیسے میں مفت میں مانگ رہی ہوں۔

باجی...!! اللہ نے تو یہ مہینہ نیکیوں کا سیزن بنایا ہے اور ایسا بنایا ہے کہ ہر نیکی کی قیمت کو کئی گنا بڑھا دیا (مطلب سستا کر دیا) چار فرضوں پر ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور نفل فرض کے برابر ہو جاتے ہیں، مگر باجی! اللہ رحم کرے ہمارے ملک کے حال پر، کیوں کہ ہم نے اس کو کمانے کا سیزن بنالیا ہے۔ رمضان سے پہلے جس چیز کی قیمت 100 روپے تھی، وہ اب 300 روپے ہو گئی ہے۔ باجی! ہمیں تو اس پیٹ کے جہنم کو بھرنے واسطے، اس نیکیوں کے سیزن سے بھی فائدہ اٹھانے کا پوری طرح وقت نہیں مل پاتا اور لوگ سارا دن خوب کما کرات کو سکون سے سوتے ہیں۔“ عاسلہ نے دکھ بھرے انداز میں درزن کی ساری بات جازم کے گوش گزار کر دی۔

”اور حیرت کی بات سنیں جازم! آج مغرب کی اذان کے وقت سامنے والی مسجد کے مؤذن صاحب نے دروازہ بجا کر روزہ کھولنے کے لیے کھجور یا پانی مانگا، کہہ رہے تھے: ”جو آسانی سے دے سکے وہ دے دیں۔“ جازم یہ حال ہو گیا ہے ہمارا... میں نے مؤذن صاحب سے پوچھا: ”کیا آج آپ کے پاس افطاری نہیں بھیجی محلے سے کسی گھر نے؟“ تو پتا ہے جازم انھوں نے کیا کہا؟ کہا: ”بہن! اللہ آپ کے گھر میں برکت دے... اتنی مہنگائی ہے کہ گھر کے افراد ہی خود پیٹ بھر کر روزہ کھول لیں تو بڑی بات ہے اور آپ کو پتا ہے بہن! یہ محلہ درمیانے طبقے والوں کا ہے۔“ جازم یہ تو نیکیوں کا سیزن ہوتا ہے نا؟؟ پھر ہم یہ دولت کا ڈھیر کمانے کا سیزن کیوں بنا رہے ہیں...؟؟“ جازم سر جھکائے اپنی بیوی کی باتیں سن رہا تھا۔ ”جازم! مجھے کل فرح بھابھی یہ بتا رہی تھیں کہ اس سال تقریباً سب دکان داروں نے اپنا مال رمضان میں کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ رمضان سے پہلے کپڑا نکل گیا تو رمضان کی مارکیٹ بیٹھ جائے گی۔ گرمی کی عید ہے، لوگ سادے کپڑے ہی پہنتے ہیں۔ اب تو زیادہ تر دکان داروں نے ”اسٹاک“ پیک کا پیک رکھ دیا ہے۔“ اب عاسلہ کی آواز بھیگ چکی تھی۔ جازم چپ چاپ اپنا محاسبہ کرنے پر مجبور تھا۔



”عاسلہ!! عاسلہ!! کہاں ہو بھئی؟؟“ کچن میں کھنکھین کے لیے لیموں نچوڑتی عاسلہ، لیموں ہاتھوں میں پکڑے پکڑے ہی باہر آئی تو (بقیہ ص 45 پر)

”یہ مہراپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے...؟ ایک بیٹی کا بیرون ملک میں رشتہ کیا ہو گیا کہ محترمہ کا خمرہ بھی ساتویں آسمان پر پہنچ گیا اور کہہ رہی ہے کہ ہم نے کبھی غرور نہیں کیا... اونہہ!!“ عفت استہزائیہ طور پر ہنسی ”صحیح کہتے ہیں... غرور نہ کرنے والوں کو بھی اس بات کا غرور ہوتا ہے کہ ہم مغرور نہیں ہیں۔“ عفت بیگم جب سے اپنی پڑوسن سے مل کر آئی تھی جلی کٹی ہی کہے جارہی تھی اور جن کو سنارہی تھی، وہ صوفے پر ٹیک لگائے زیر لب ورد کر رہے تھے۔

جب عفت نے اپنی کہی ہوئی بات کا کوئی رد عمل نہ دیکھا تو اسے حسبِ عادت طیش چڑھا: ”میں کوئی دیواروں سے باتیں نہیں کر رہی سکندر صاحب!!“

”جی... پتا ہے مجھے! آخر انھیں اپنی پوزیشن درست کرنا ہی پڑی۔“ کیا پتا ہے...؟؟ اگر پتا ہوتا تو ہاتھ نہ ہاتھ دھرے یوں نہ بیٹھے ہوتے...!!

یہ ساتھ والی مہر کی بیٹی اپنی اسما کے ہم عمر ہے، لیکن دیکھئے قسمت...!! کینیڈا سے رشتہ آیا ہے اور ماں ایسے سب کو بتاتی پھر رہی ہے، جیسے ہم تو غریب، لاچار، کنویں کے مینڈک ہیں...!! آپ سن رہے ہیں میری بات...؟؟“ وہ سکندر صاحب کو ایسے گھور رہی تھی، جیسے ابھی سالم نکل جائے گی۔

”آپ کا روزہ نہیں ہے عفت؟“ انھوں نے بیوی کی بات پر ایک سر دہا بھری۔

”جی...!!“ سوال گندم، جواب چنا کے مصداق عفت بیگم کو ایسے لگا، جیسے انھوں نے موضوع بدلنے کی کوشش کی ہے۔

”کیا مطلب...؟؟ کیوں نہیں ہے... الحمد للہ! مسلمان ہوں میں۔“ عفت بیگم نے فخریہ کہا۔

”پھر کیوں دوسروں کی غیبتیں کر کے آپ اپنا روزہ خراب کر رہی ہیں۔“ انھوں نے نرم لہجے میں ان کی تصحیح کرنی چاہی۔

”تو کیا میں اب آپ سے کوئی بات بھی نہ کروں...؟؟“ وہ روہانسی ہو گئی۔

”میں یہ نہیں کہہ رہا، میں تو...“

”بس میں سمجھ گئی... آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔“ عفت بیگم نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور برقعہ اٹھایا اور یہ جاوہ جا۔ سکندر صاحب تأسف سے سر جھٹک کر رہ گئے۔ واقعی کچھ عادتیں جاتے جاتے ہی جاتی ہیں...!!

میں نے دیا ہے... اور یہ چیزیں تمہاری جو بیوہ خالہ ہیں!!“ سکندر صاحب صحن میں رکھے صدقہ و زکوٰۃ کے سامان کے بارے میں ملازم لڑکے کو ہدایات دے رہے تھے اور اندر بیٹھی عفت بیگم کو ہول اٹھ رہے تھے اور بالآخر جب وہ سامان تقسیم کر کے اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی بیگم صاحبہ خوف ناک تپور لیے بیٹھی تھیں۔

”شکر الحمد للہ...!! سارا کام احسن طریقے سے ہو گیا۔“ بات کرتے کرتے دھیان جب بیوی کی طرف گیا تو انھیں کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

”کیا ہوا...؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے...؟؟“

”کچھ خیال بھی ہے گھر کا یا نہیں؟ اتنی مشکل سے میرا پیٹا اس لیے کما کر لاتا ہے کہ آپ سخاوت کرتے ہوئے ان غریبوں پر پیسا لٹا دیں۔ خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا مانگے اسے دینا ہی نہیں چاہیے، کیوں کہ وہ مستحق نہیں ہوتے... اور ایک آپ ہیں... کسی غریب کا بس پتالگ جائے اسے مالامال کرنا جیسے ضروری ہو جاتا ہے۔“ سکندر صاحب کو صرف چھیڑنے کی دیر تھی، وہ پھٹ پڑیں اور پھر مسلسل اپنے چہرے پر گڑی نظروں کا احساس ہوا تو جھینپ سی گئیں۔ شوہر کے چہرے پر سمٹی حیرت نے

ابلیہ مظفر

انھیں خاموش کر دیا۔

”مب بھوکی رہی ہیں آپ...؟؟“ وہ بہت دیر بعد بولے بھی تو کیا۔ عفت بیگم بری طرح شرمندہ ہوئیں۔

”دوسروں کی خوشی میں خوش رہنا آپ کب سیکھیں گی...؟؟ کیا جب لوگ آپ کی خوشی میں خوش رہنا ختم کر دیں گے...؟؟ یاد رکھیں عفت!! خوشیاں بانٹنے سے ہی بڑھتی ہیں اور یہ رمضان کے روزے صرف بھوکا رہنے کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں، یہ روزے کچھ ایسے اعمال کے ساتھ مربوط کیے گئے ہیں، جس سے میرا رب اور اس کے بندے خوش ہو جائیں۔

آپ سمجھ دار ہیں عفت!! اگر آپ کی بیٹی کا بیرون ملک سے رشتہ نہیں آیا تو یہ بد قسمتی نہیں ہے، بل کہ یہ تقدیر کا وہ فیصلہ ہے، جس سے انحراف ممکن نہیں ہے۔ کیا

پتا ہماری بیٹی کی قسمت اس سے بہتر ہو اور آپ جو کہہ رہی ہیں کہ آپ کے بیٹے کی کمائی میں ان غریبوں پر لٹا رہا ہوں...“

”نہیں میں یہ نہیں کہنا چاہ رہی تھی...“ انھوں نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔ سکندر صاحب مسکرا دیے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ وہ دل کی بری نہیں تھیں، بس زبان کثڑول میں نہ رہتی تھی۔

”ہم مم... ٹھیک ہے، لیکن کبھی دل میں یہ خیال لائیے گا بھی مت، کیوں کہ غریبوں کی ہی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اپنے مال میں سے اُن لوگوں کا بھی حصہ نکالیں جو بلاشبہ اس مال میں پورے کے پورے حق دار

ہیں۔ آئیں! آج سے عہد کرتے ہیں...“

”کیسا عہد باباجان؟“ لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے دونوں بچوں نے بیک وقت کہا۔ ”کہ ہم رمضان کا ہر وہ حق ویسا ہی ادا کریں گے، جیسا اُس کے ادا کرنے کا حق ہے اور ہمارا ہر قول و فعل رحمن کے حکم اور رضا کے مطابق ہو گا۔“ سکندر صاحب نے کہا۔ ”ان شاء اللہ!!“ تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

”عاسلہ...!! عاسلہ...!! کہاں ہو بھی...؟؟“ کچن میں ٹیکنجین کے لیے لیموں، نیچوڑتی عاسلہ، لیموں ہاتھوں میں پکڑے پکڑے ہی باہر آئی تو چھوٹا سا صحن مختلف پھلوں کی ٹوکریوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔

عاسلہ کی آنکھوں میں حیرت ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔ ”اتنے سارے فروٹ...!! کیا کروں گی میں ان سارے فروٹس کا...؟؟“ عاسلہ نے جازم کو متحیر ہونے والے انداز میں کہا۔

”یہ نیکیوں کا سیزن ہے... پورے محلے میں پیکیٹس بنا کر دے آؤ اور سب کو کہنا کہ پورے رمضان فروٹ ہمارے گھر سے لے لیا کریں اور عاسلہ! میں نے منڈی میں بھی اپنے مال کے دام عام دنوں والے کر دیے ہیں، شاید یہ قدم صحرا میں بارش کی پہلی بوند کی مانند ثابت ہو جائے اور سبزی اور فروٹ والے تمام دکان دار بھی اپنے ریٹ کم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔“ خوشی اور ناقابل یقین سی کیفیت میں عاسلہ کی آنکھوں سے بے اختیار دو موٹی پھلک پڑے۔

چند لمحے بعد دونوں میاں بیوی پیکیٹ بنا رہے تھے اور دھیرے دھیرے ٹوکریوں کا سارا پھل پیکیٹس میں تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رمضان میں نیکیوں کی، نوازشات کی، کرم کی، جود و سخا کی ہوا چلانے والی ذات کو یہ منظر کتنا بھایا

تھا... کیا اس مہربان سے بڑھ کر بھی کوئی اس سیزن میں نواز سکتا ہے؟؟



آج ماشاء اللہ! 25 روزے ہو چکے تھے اور 26 ویں روزے کی سحری کی تیاری میں سب مگن تھے۔ عاسلہ کی آنکھ کھلی تو جازم کے کھاتے، کتابیں حسب معمول بیڈ پر بکھرے پڑے تھے اور وہ خود تہجد پڑھ رہا تھا۔ نماز پڑھ کر دیر تک دعا مانگ کر، جب وہ سحری کھانے کے لیے کچن میں گیا تو عاسلہ کھانا تقریباً تیار کر چکی تھی۔

”بڑے دن بعد لگتا ہے رات حساب کتاب کیا آپ نے...؟؟“ عاسلہ نے کھانا سامنے پیش کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ”سوچ رہا ہوں کہ نہ ہی حساب کرتا تو اچھا تھا...!!“

”کیوں...؟ کیا ہوا...؟ نقصان ہو گیا کیا...؟؟“ ان کے سنجیدہ سے انداز پر عاسلہ پریشان سی ہو گئی۔

”عاسلہ! رمضان المبارک واقعی اللہ کا مہینہ ہے۔ پتا ہے عاسلہ! جس دن سے میں نے عام دنوں کا ریٹ لگا کر پھل بیچا تو گویا ساری منڈی میں گاہک مجھ پر ہی ٹوٹ پڑے... اگر عام دنوں میں میرے 10 گاہک ہوتے ہیں تو رمضان کی برکت سے 100 گاہک ہو گئے... اتنے بے شمار فروٹ محلے میں دینے کے باوجود منڈی میں پھل اتنا لگا کہ میں تھک جاتا تھا... پورے رمضان حساب کا وقت ہی نہ مل سکا... آج حساب لگایا تو پتا ہے اللہ کے سیزن سے میں نے کیا کمایا...؟؟ جتنا نفع میں عام دنوں میں 5 سالوں میں کماتا ہوں، اس سال اللہ نے صرف 25 دنوں میں دے دیا ہے۔“ یہ کہتے ہوئے جازم کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ”تم نے ٹھیک کہا عاسلہ! نیکیوں کا سیزن ہے یہ... اور ہم ہفتہ ہفتہ لگا کر رمضان کی خاص قیمتوں کا شیڈول ترتیب دیتے ہیں کہ سیزن ہے، ہم زیادہ کمالیں گے...!!“ جازم ہلکا سا ہنسا تھا۔ ”مگر عاسلہ! آج مجھے احساس ہوا کہ جو نظام اللہ نے بنایا ہے، ہم اس میں تغیر نہیں کر سکتے... ہمیں نیکیاں کمانے کے لیے قیمتوں کو کم کرنا چاہیے، نہ کہ مزید بڑھا چڑھا کر سیزن کشید کرنے کی کوشش کریں...!!“ رمضان واقعی رحمت کی برسات ہے... جود و سخا کی ہوا ہے... رحم و کرم کا سیلاب ہے، وہ تو اس ماہ مبارک میں اپنے ریٹ کم کر دیتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ریٹ بڑھا کر سیزن بنائیں گے؟؟ ہے کوئی اس کے برابر ریٹ کم کرنے والا...؟؟ ہے کوئی اس سے بڑھ کر مہربان...؟؟ ہے کوئی اس سے زیادہ قدردان...؟؟ بھوک تو ختم ہو چکی تھی، مگر ضمیر بیخبر تھا کہ اتنے عرصے سے ہم کون سا سیزن کشید کرتے رہے...؟؟ اصل سیزن تو اس سال دیکھا تھا...!!

ماہ رمضان شروع ہوتے ہی ”نورما“ کی مصروفیات میں اضافہ ہو گیا۔ پہلے وہ اسکول سے گھر آکر کھانا کھاتی اور جو سوئی تو عصر کے بعد ہی جاتی، پھر شام کی چائے کے بعد بچوں کی کچھ کامیاں چیک کر کے، پارک واک کے لیے بھی جاتی تھی، جہاں سے واپس آتے ہی رات کے کھانے کی تیاری اور کھانا کھانے کے بعد صبح اسکول جانے کی تیاری کر کے وہ جلد سونے کی کوشش کرتی تھی، کیوں کہ اسکول کی وین صبح سویرے 6:30 بجے آتی تھی اور اتنی دیر میں وہ بمشکل اپنے اور معاذ کے ناشتے کے ساتھ ساتھ چار سالہ ارباز کا بھی لچ تیار کرتی تھی، جسے اُس نے اس سال ہی اسکول داخل کروایا تھا، اس طرح اُس کا سارا دن اس قدر مصروف گزرتا کہ اُسے نماز اور قرآن کے لیے غائم ہی نہ ملتا۔ ایسے میں رمضان کے مہینے 30 دن خاصے غنیمت لگتے تھے، جن میں وہ کوشش کرتی کہ سال بھر کی عبادت ایک ساتھ ہی کر کے اپنے رب کو راضی کر لیا جائے، اسی لیے اس نے پہلے ہی سحری و افطاری کے لیے کافی کچھ بنا کر فریز کر لیا تھا، تاکہ اپنے غائم کی بچت کر سکے، پھر اسکول سے بھی جلد چھٹی ہوتی تھی اور نورما کوشش کر کے جیسے تیسے وہ نہ

مہینہ ہے، اس میں اللہ کی عبادت کرنی چاہیے، جس کا ہمیں انعام ملتا ہے۔“ نورما نے پیار سے اس کے گالوں کو چھوا۔
”مما...!!“ ارباز کچھ سوچتے ہوئے بولا ”کیا اللہ صرف رمضان کے مہینے میں ہی آتا ہے؟“ ارباز کے جواب نے نورما کو لاجواب کر دیا۔ اب اس کے پاس ایسی کوئی وضاحت نہ تھی، جس سے وہ اس معصوم بچے کو سمجھا سکتی اور اسی ایک چھوٹی سی بات میں ہمارے سوچنے کے لیے بہت کچھ ہے۔

ارباز کا جواب اپنی سوچ کے حساب سے بالکل درست تھا۔ نماز و قرآن تو ہم پر پورا سال فرض ہے، پھر کیوں ہم میں سے اکثر لوگ اپنی عبادتوں کے لیے رمضان کے محتاج ہوتے ہیں۔ اسلام نے دوسروں کی مدد کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا، پھر بھی ہم اسی ایک ماہ میں رحم دلی اختیار کرتے ہوئے دوسروں کے کام آتے ہیں اور جیسے ہی یہ مبارک ماہ ختم ہوتا ہے، ہم بھی اپنی تمام ترمذہ داریوں سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ مسجدیں خالی ہو جاتی ہیں، ایک ماہ اچھی طرح ڈھکے ہوئے سروں سے ٹوپیاں اتر جاتی ہیں، دوپٹے



سروں سے اتر کر پھر سے گلوں میں لٹک جاتے ہیں، وہ عاجزی و انکساری جو ماہ رمضان میں ہماری شخصیت کا خاصا بن جاتی ہے، رمضان کے رخصت ہوتے ہی وہ بھی رخصت ہو جاتی ہے۔!!

تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم صرف ایک ماہ کے مسلمان ہیں...؟؟ بحیثیت مسلمان، اس ایک ماہ کے بعد ہمارا کوئی فرض نہیں...؟؟ یا اس ایک ماہ کی ادائیگی زکوٰۃ تمام غربا کو ختم کر دیتی ہے اور پھر پورے 11 ماہ ملک میں کوئی غریب باقی نہیں بچتا...؟؟
یاد رکھیں...!! رمضان کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے طبیعت کو دوبارہ نیکی پر لانے کے لیے دیا ہے اور پھر باقی کے گیارہ مہینے یہ سب کام ہمت سے اور اپنی ذمہ داری سمجھ کر کرنے کے ہیں۔ یہ بھی رمضان المبارک کی ان مبارک گھڑیوں میں سوچنے کی بات ہے اگر آپ سوچیں تو۔۔۔

صرف پانچ وقت کی نماز پڑھتی، بل کہ رات میں آدھا سپارہ بھی پڑھ لیا کرتی تھی۔ آج دوسرا روزہ تھا اور وہ کل سے محسوس کر رہی تھی کہ اُسے نماز یا قرآن پڑھنا دیکھ کر ارباز مارے حیرت کے اپنے سارے کھیل کود چھوڑ کر اُس کے سامنے آ بیٹھتا اور جب تک وہ اپنا فرض ادا کرتی، اس کا پیٹا صرف اپنی ماں کو تنکے جاتا، جیسے کسی الجھن کا شکار ہو اور آج بھی ایسا ہی ہوا، وہ جیسے مغرب کی نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو ارباز اس کے قریب ہی نیچے کارپٹ پر آ بیٹھا اور خاموشی سے اپنی ماں کی حرکات و سکنات کو دیکھنے لگا۔ جب نورما نے سلام پھیر کر اپنے بیٹے کی جانب دیکھا تو مسکرا کر بولی:

”کیا بات ہے بیٹا! ماما پیارا آ رہا ہے کیا؟“
”مما! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟“ غالباً اس کا اشارہ نماز کی جانب تھا۔
”بیٹا! نماز پڑھ رہی ہوں۔“ جواب کے ساتھ ساتھ نورما تھوڑا شرمندہ بھی ہو گئی۔
”کیوں...؟“ ارباز کے ”کیوں“ نے نورما کو مزید شرمندہ کر دیا اور اسے سمجھ نہ آیا کہ اب وہ اس چار سالہ بچے کو کیا جواب دے اور کیسے سمجھائے... بالآخر وہ کچھ سوچ کر بولی: ”بیٹا! کیوں کہ نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ویسے بھی یہ رمضان کا





St. Ives

ORIGINAL
SWISS FORMULA

Brighten Up!
with

AMERICA'S NO.1 & AWARD WINNING
Scrub Brand

**Your face comes first, and when
it looks great, you do too.**

100% Natural Extracts
Paraben Free
Oil Free
Dermatologist Tested
Hypoallergenic

AT A PRICE, EVERY ONE CAN AFFORD



COMPLETE RANGE OF ALL SCRUBS BODY LOTION & BODY WASHES
AVAILABLE AT ALL MAKEUP CITY OUTLETS & LEADING STORES NATION WIDE

”احمد کو میرا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔“ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ ”شادی تو بس مجبوری ہے، جو بھائی پڑتی ہے ان مردوں کو بچوں کی خاطر۔“ زینب اپنے چھ سالہ بیٹے کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ دروازے کی زوردار گھنٹی نے اسے اپنے خیالات سے جگایا، وہ دروازہ کھولنے کے لیے اٹھی۔

”کون سا وقت ہے یہ آنے کا؟؟؟“ اس نے شریفان ماسی کو آڑے ہاتھوں لیا۔

”باجی! آج کام زیادہ تھا اور میری طبیعت بھی کچھ...!!“

زینب نے شریفان ماسی کی پوری بات سننے بغیر ہی دھاوا بول دیا:

”میرے گھر پہ وقت پر آیا کرو شریفان!“ زینب نے اپنے اوپر نکالے گئے غصے کو شریفان پر اتارا۔ ”کل سے اگر دیر ہوئی تو کہیں اور کام ڈھونڈ لینا۔ مجھے بہت کام والیاں مل جائیں گی۔ میں تمہارے انتظار میں یوں خوار نہیں ہوتی رہوں گی۔“ شریفان نے چپ چاپ زینب کی بات سنی، جو وہ فرش پر کچھ دیر سانس لینے بیٹھی تھی۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور کام پہ لگ گئی۔

کام سے فارغ ہو کر جب وہ بس کے اڈے پر پہنچی، تو اس کی بیٹی شہناز فوراً اس کا چہرہ بھانپ گئی۔ ”کیا بات ہے اماں...! تیرا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے...؟“

”6 سال سے کام کر رہی ہوں میں زینب کا... 10 دن کا تھا اس کا بیٹا جب میں کام پہ لگی تھی۔“ شریفان روہانسی ہو گئی، ”مالش کر کے سہلاتی تھی اس کے بیٹے کو۔ آج ذرا آنے میں دیر کیا ہو گئی... کہتی ہے دوسرا کام ڈھونڈ لینا۔“

”ارے... چھوڑو نا اماں!“ شہناز نے اپنی ماں کو حوصلہ دیا۔ ”دل پہ کیوں لیتی ہے... روزہ لگ رہا ہو گا نا زینب باجی کو آج...!!“

”کیا فائدہ ایسے روزے کا، جو کسی کا دل توڑ دے۔“

اتنے میں بس آگئی۔ وہ دونوں بس میں بیٹھیں اور گھر پہنچ گئیں۔ وہاں جا کر دیکھا کہ شہناز کا چچا حمید پہلے سے موجود ہے۔

”ہاں بولو... حمید بھائی! ایسا بھی کیا ضروری کام پڑ گیا تھا جو افطاری تک کا بھی انتظار نہیں کیا۔“ شریفان نے کرسی پر بیٹھ کر سانس لیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو بہن! مجھے اس وقت پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔ برائے مہربانی تم نے جو رقم مجھ سے قرض لی تھی، وہ مجھے جلد از جلد لوٹا دو۔“

یہ کہنا تھا اور شریفان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ آخر اس نے بھی تو کہیں ہاتھ صاف کرنا تھا نا...!!

”یہ تم کیا ہر دو دن کے بعد پیسے واپس لینے آ جاتے ہو۔“ شریفان نے اپنے تیور بدلے۔ ”قرض دیا ہے یا احسانِ عظیم کیا ہے۔“

”کیا...!!“ چچا حمید کے منہ سے اس کے سوا اور کچھ نہ نکل سکا۔

”میں بھی گھر گھر جا کر کام کر کے کماتی ہوں۔ کوئی فیکٹری نہیں چل رہی میری۔ ایک بار کہہ دیا کہ ساری رقم ایک ساتھ دو ماہ کے اندر لوٹا دوں گی تو تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ اب اگر دو ماہ سے پہلے نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔“ شریفان نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں جانے کے لیے کہا۔

”حد ہوتی ہے احسان فراموشی کی...!!“ اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے۔

حمید نے ابھی گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ ان کا 7 سالہ بیٹا عمر، دوڑا دوڑا آیا۔

”ابا! ابا! مجھے بھی جانا تھا شہناز باجی کے گھر۔ آپ مجھے کیوں نہیں لے کر گئے؟“

”چٹا...!!“ ایک زوردار طمانچہ عمر کے منہ پر پڑا۔

”ہائے میرے اللہ!“ عمر کی ماں کے منہ سے بے اختیار نکلا، ”کیا بات حمید! اتنی زور سے طمانچہ کیوں مارا؟“ عمر کی ماں نے بیٹے کو سینے سے لگایا۔

”خبردار جو دوبارہ تم نے اپنے منہ سے ان کا نام بھی لیا تو...!!“ حمید کا غصہ اپنے عروج پر تھا۔ ”آج بچے نے پہلا روزہ رکھا ہے اور آپ نے اسے تھپڑ مار دیا!“ عمر کی ماں نے کہا۔

”شریفان مجھے کہتی ہے کہ دو ماہ میں ہی پیسے واپس کروں گی اور اس سے پہلے میں نے رقم کا تقاضہ کیا تو اس سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ اس کے مشکل وقت میں، اس کی مدد کی میں نے اور وہ اب یوں آنکھیں پھیر رہی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔“ ابا کی تمام باتیں سن کر عمر کو سمجھ آ گیا کہ اسے آج یہ مفت کا تھپڑ کیوں پڑا۔

”اچھا...!! تو ابانے شریفان چاچی کا غصہ مجھ پر نکالا ہے۔“ عمر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے جب پیچھے مڑا تو اس نے دیکھا کہ اس کی تین سالہ بہن مریم نے اس کے بیگ سے اسکول کی کاپی نکال کر تقریباً پھاڑ دی ہے۔ یہ دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا۔ عمر کا دل چاہا کہ ایک زور تھپڑ وہ مریم کے منہ پر مارے اور پھر چلا چلا کر پورا گھر اکٹھا کر دے، لیکن پھر اسے اپنی استانی جی کی بات یاد آئی: ”روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں ہے۔ روزہ نام ہے خود پر قابو رکھنے کا، خود کو ہر غلط چیز اور برائی سے روکنے کا اور کسی کا دل دکھانا روزے کو ضائع کر دینے کے برابر ہے۔“ عمر نے سوچا کہ وہ ننھی مریم کا دل بالکل نہیں دکھائے گا اور اپنے غصے پر قابو رکھے گا۔ اپنے ابا کی طرح ایک کاغذ دوسرے پر نکال کر اپنا روزہ ضائع نہیں کرے گا اور پھر آج تو اس کا پہلا روزہ ہے نا...!!

اس طرح چھوٹے سے عمر نے انتہائی سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ابا کی بات، دل پہ نہیں لی اور ہاشمی صاحب کے چلنے والے غصے کے اس نیٹ ورک کو توڑ دیا۔



PARUS PLASTIC (Pvt) Limited.

Phone: +92 21 32593162, 0324 2266627, 0331 00PARUS (0072787)

E-mail: trade.enq@parusplastic.com | Website: www.parusplastic.com

Customer Feedback: cus.feedback@parusplastic.com

MANUFACTURER OF

- Kitchen Ware
- Bathroom Ware
- House Hold
- Food & Other Packagings

آسمان بھی رہگذر، حدِ سفر کچھ بھی نہیں
اب زماں ہو یا مکان، پیشِ بشر کچھ بھی نہیں
سوچے تو زندگی کی داستان بھی یہی ہے
دیکھے تو حاصلِ رقصِ شرر کچھ بھی نہیں
لفظِ دل سے کٹ چکے، دلِ درد سے عاری ہوئے
کتنی پُر لطف ہیں تقریریں، اثر کچھ بھی نہیں

پارہی تھی۔
میں پیشے کے حساب سے ایک جرنلسٹ تھی۔ میرا کام ہی ایسا تھا کہ میں قریہ قریہ، بستی بستی گھوم چکی تھی۔ ہمیں ہر اس خبر کی تشہیر کرنی پڑتی تھی، جو قارئین کو چونکا دینے والی، پاکستان کو بدنام کرنے والی اور اخبار کو زیادہ چلانے والی ہو... سو! ہمیں پیسے بھی اسی حساب سے ملتے تھے، کیوں کہ ہمیں لگتا تھا، جو آزادی، تحریر و تقریر کا مطالبہ کرتے ہیں، ان کے پاس نہ تو کہنے کے لیے کچھ ہوتا ہے اور نہ ہی تحریر کرنے کے لیے اور میں نے ایک قول، جو میں زمانہ طالب علمی میں کبھی نہیں بھولی اور میں اکثر اُسے دوسروں کے سامنے دہراتی رہتی تھی کہ ”اپنی مصروفیت کا جائزہ لو... کیوں کہ آپ کی مصروفیت گمراہی بھی ہو سکتی ہے اور عبادت بھی اور دونوں میں نفع و نقصان آپ ہی کا ہے۔“ اب



پروفیشنل زندگی میں اگر اسے میں قطعاً بھول چکی تھی۔

زندگی اسی ڈگر پر چل رہی تھی، جب میرب نے اگر ہماری زندگی میں ہلچل مچا دی...
فل عیال میں جب وہ پہلی دفعہ آفس آئی تو کئی تمسخرانہ نظریں، اس کی طرف اٹھی تھیں، لیکن وہ سلام کر کے ناک کی سیدھ میں چلتی ہوئی اپنی چیز پر بیٹھ گئی۔
اس کو کس نے آپائنٹ کیا تھا...؟؟ یہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا، اس لیے اس کے بارے میں فی الحال سکوت تھا۔ اس سکوت کو اگلے دن مسز ہمدانی نے میٹنگ میں توڑا۔
”آئیے!! ان سے ملے... یہ ہے میری بھانجی میرب سلطان۔“ اس کے تعارف پر ہم سب چونک گئے، کیوں کہ مسز ہمدانی جس ٹائپ کی تھیں، میرب ان کے ساتھ بالکل بھی میل نہیں کھاتی تھی۔

لیکن خاموشی بہتر تھی، اس لیے ہم سب خاموش تھے... آخر کب تک؟؟ سو! آفس میں اس کے بارے میں ہوتی چہ گوئیاں واضح تھی۔ کام سکھانے کے لیے مسز ہمدانی نے مجھے کہا تھا اور میں نے ان کے سامنے اپنی جھنجھلاہٹ بڑی مشکل سے چھپائی تھی۔
گزرتے دنوں میں مجھے سمجھ نہیں آیا کہ مسز ہمدانی نے مجھے ہی کیوں (بقیہ ص 53 پر)

وقت آخر دم بخود ہے باغبان کہنہ مشق
پیڑ تو کتنے ہی لگا ڈالے، ثمر کچھ بھی نہیں
عشق، حیرت، سُرخِ رُوئی، زندگی، شرمندگی
جو ہے پہلی بار ہے، بارِ دگر کچھ بھی نہیں
آدمی کی بے کراں آزادیوں پر بندشیں
سرحدیں، قومیں، علاقے، شہر کچھ بھی نہیں
آج رمضان کی ستائیسویں افطاری تھی۔ ہم کراچی ہال میں ایک افطار پارٹی میں شریک تھے۔ افطاری کا وقت قریب ہی تھا۔ اس پارٹی میں میری ایک تین سال پرانی کولیگ میرب بھی آئی ہوئی تھی۔ میں جب ہال میں پہنچی تو میرب غزل پڑھنے کے لیے اسٹیج پر آئی۔ میں بھی وہیں آخری رُو میں بیٹھ گئی۔ درد بھری آواز میں غزل پڑھ کر اب وہ اسٹیج سے اتر رہی تھی، لیکن ہال میں بیٹھے لوگوں کو جھنجھوڑ گئی تھی اور میں بھی ابھی تک آخری رُو میں بیٹھی اس غزل کی بازگشت سے نکل نہیں



میں اپنے تئیں اُن کو خدا کے حکم کے لیے شرم دلا کر بہت بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآں ہو چکی تھی۔

آنے والے اس ہفتے نے اس کی مصروفیت کو کافی بڑھا دیا تھا۔ وہ دن رات شاہنگ اور ملازمہ سے کھانے بنوا کر فریز کرانے میں مشغول رہی۔ پہلی سر میں اٹھنا اس کے لیے ایک محاذ سر کرنے کے برابر ہوا۔ وقت ختم ہونے سے بالکل پانچ منٹ پہلے پہنچ کر اس نے جیسے تیسے نوڈلز حلق میں اُنڈیلنا شروع کر دیے۔ عدیل جو سحری کھا کر اختتامی مرحلے پر تھا، اس کی سحری کو دیکھ کر حیرانی سے بولا: ”سنعہ! تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ یہ بچوں والی ذرا سی چیز کیوں کھا رہی ہو؟ روزہ نہیں رکھنا؟“ نوڈلز ختم کر کے جلدی سے گلاس پانی کا غٹا چڑھا کر وہ گویا ہوئی: ”ارے بھئی! اتنی حیرانی کی کیا بات ہے؟ کب سے رمضان کا انتظار کر رہی تھی۔ اب روزے کے ساتھ ساتھ لائیٹ فوڈ (ہلکی غذا) لوں گی تو جلدی ویٹ لوز (وزن کم) کروں گی نا۔“ یہ کہہ کر وہ مندی مندی آنکھیں لیے دوبارہ بستر میں جا گھسی۔

اے سی سے ٹھنڈے کمرے اور کھڑکیوں پر پڑے دبیز پردوں نے کچھ ایسا ماحول بنایا کہ اس کی آنکھ دوپہر دو بجے کھلی اور آنکھ کھلنے پر جس احساس نے اسے شدت سے ستایا، وہ انتہا درجے کی بھوک تھی۔ کروٹ پر کروٹ بدلنے پر بھی جب کچھ فرق نہ پڑا تو باتھ روم سے منہ دھو کر

روزہ

لائٹ فوڈ سے ویٹ لوز

بنت مسعود



وہ باہر نکل آئی۔ بھوک کی شدت اور خالی پیٹ کے بخارات سے اب اس کے سر میں بھی درد شروع ہو گیا تھا۔

”کیسے گزرے گا یہ وقت؟“ گھڑی کو دیکھ کر وہ بے چینی سے بڑبڑائی۔ گھر کا ایک چکر لگا کر بہ مشکل تمام اپنے کمرے میں پہنچ کر ایک بار پھر وہ بستر نشین ہو چکی تھی۔ اس معمولی سے پلنے جلنے نے ایسی نقاہت کر دی تھی کہ وہ آدھ گھنٹے تک اپنی سُدھ بدھ کھوئے ایک ہی کروٹ پڑی رہی۔ عصر کی اذان کان میں آئی ہی تھی کہ اس کے تن من میں خوش گواری کی لہر دوڑ گئی کہ اب کم وقت رہ گیا ہے افطار میں۔ روزہ کھانے کے بعد خود کو کنٹرول کرنا بے حد مشکل تھا۔ شروع کے دس منٹ تو اس کے ذہن میں اپنی

”تم تیار نہیں ہوئیں ابھی تک؟“ عدیل نے تجلت میں قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”نہیں! بس فائنل کُج ہے۔“ سنعہ اپنے آپ کو آئینے میں ناقدانہ نظر سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ”بس اب آ رہا ہے نارِ رمضان۔“ وہ خود پر پرفیوم کا اسپرے کرتی بڑبڑائی۔ تقریب میں ہر شخص آنے والے رمضان کے بارے میں بات چیت کر رہا تھا۔ وہ بھی مسز نگہت جن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ عام طور پر روزہ نہیں رکھتیں، وہ سب کو جتار ہی تھیں کہ وہ ایک روزہ بھی نہیں چھوڑتیں۔

”جی جی نگہت بھابی! پورے سال میں ہی تو ایک مہینہ ہے محنت مشقت کا، پھر تو بندہ پورے سال بُو فے اڑاتا ہے، لیکن بعض ایسے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں کہ اس میں بھی بہانے بازیاں کر کے ایک روزہ بھی نہیں رکھتے۔“ اُن کو تیکھی نگاہوں سے دیکھتی وہ نامناسب انداز



دن بھر کی ڈانٹنگ کی مشقت کا خیال بھی نہ آیا۔ بہر حال ہیٹ بھرنے کے بعد وہ بھرے ہیٹ کے ساتھ سر ڈالے اور گھسٹی رہی اور جیسے ہی ذرا طبیعت بحال ہوئی تو صبح سے جدا اپنے لاڈلے فیس بک، انسٹا گرام، واٹس ایپ اور ٹویٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔

اگلے دن پھر وہی ترتیب، غرض جیسے تیسے اس نے پندرہ روزے مکمل کر ہی لیے۔ آس پاس سے بیگانہ، رمضان کی عبادتوں سے نا آشنا، خود اپنی ذات سے بھی بیزار سنعیہ پر یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹ پڑی کہ اس کی پھوپھی ساس اس کے گھر چند روز کے لیے رکنے آئیں گی۔ وہ یہ سوچ سوچ کر ہول رہی تھی کہ انتہائی کم سحر و افطار کھانے کی وجہ سے اس میں اضافی طاقت تو تھی ہی نہیں، پھر وہ گھرائی مہمان کے ساتھ کیسے خوش اخلاقی برت پائے گی؟ کیسے اُن کے ساتھ وقت گزارے گی؟ مگر آنے والے دنوں نے اس پر حیرت کے کئی دروازے کھول دیے۔ اپنے سے ڈگنی عمر کی خاتون آخر کیسے روزے کی حالت میں اتنی چاق و چوبند رہتی ہیں کہ بلا ٹکان تلاوت قرآن اور نوافل پڑھنے میں مصروف رہتی ہیں، جب کہ وہ خود سارا دن صرف بھوک سے چکراتا محسوس کرتی تھی خود کو۔ نہ صرف اتنی ڈھیر ساری عبادت، بلکہ اس کے باوجود اُن کے چہرے پر چھائی تراوت اور تروتازگی بار بار اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ آیا یہ روزے سے ہیں یا بھی ابھی تازہ پھولوں کا رس پی کر بیٹھی ہیں۔ بچے اور عدیل تو رہے ایک طرف، گھر کے ملازمین بھی اور زیادہ دل جمعی اور خوش دلی سے کام کرتے دکھائی دیے اور کاموں کے بیچ میں ایک دوسرے کو نماز کی طرف توجہ دلاتے۔ عصر میں تو ایک گہما گہما کا عالم ہو گا۔

آخر اس سے رہانہ گیا۔ سوال سن کر اُن کے چہرے پر ایک دھیمی سے مسکان آگئی۔ اپنے تکیہ کلام سے آغاز کرتی وہ گویا ہوئیں: ”میری کیا مجال!! میرے اللہ کی توفیق ہے۔ بچی! رمضان تو ایسا مبارک مہینہ ہے کہ جنت بھی پورا سال اس کے استقبال کے لیے سجائی جاتی ہے۔ تمہیں تعجب ہے کہ میں باوجود روزے کے چاق و چوبند ہوں تو بھلا کیوں نہ ہوں،

جبکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ عام مہینوں میں، میں اپنی صحت اور غذا کا اتنا خیال بھی نہیں رکھ پاتی، مگر رمضان کی برکت سے چوں کہ مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، اس لیے پھلوں، جو سر اور مقوی غذا کی وجہ سے نہ صرف میری صحت اچھی ہو جاتی ہے، بلکہ میں زیادہ چاق و چوبند ہو جاتی ہوں اور کیوں نہ ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

المؤمن القویٰ اکسب الی اللہ من المؤمن الضعیف

کہ طاقت ور اور صحت مند مومن اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت کمزور مومن کے۔ اب ذرا خود بتاؤ کہ ہمارے رب کو ہمارے فائقے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو دراصل ٹریننگ کا مہینہ ہے کہ ان تیس دنوں میں حلال کاموں میں بھی اللہ کا حکم مانو، تاکہ پورا سال اس پر کاربند رہنا سیکھ پاؤ۔ اب اگر اس مہینے میں بھی صرف روزہ رکھا اور دیگر عبادتوں سے غافل رہے تو بھلا بھوک پیاس کے سوا اور کیا ملا؟ ہمارا دین اسلام ایک نہایت معتدل دین ہے، جہاں بزرگان دین نے اس ماہ میں جانوروں کی طرح صرف کھاتے پیتے رہنے کو مقصد بنانے پر ناپسندیدگی ظاہر کی ہے، وہیں یہ بھی ناپسندیدہ بتایا ہے کہ ”وزن کم کرنا“ جیسے دنیاوی مقاصد کے پیچھے اتنے عظیم مہینے کی برکتوں سے ہاتھ دھو لیے جائیں۔

اگر روزے کے ساتھ معتدل اور مقوی غذائی جائے تو اس کے دو فائدے ہیں: ایک دینی اور دوسرا دنیاوی۔ دینی تو یہی ہے کہ بدن میں طاقت ہوگی تو نیک اعمال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لوگی، ورنہ سستی اور نقاہت طاری رہے گی اور دنیاوی یہ کہ روزہ نہ صرف یہ کہ ہماری روح کی کثافت اور گندگیوں کو دور کرتا ہے، بلکہ طبی تحقیقات کے مطابق جسمانی بیماریوں کو بھی ختم کرتا ہے۔

وہ دھیمے سے مسکراتی اپنی چستی اور نیک اعمال میں سبقت کاراڑتا رہی تھیں، جبکہ سنعیہ دل ہی دل میں عزم مصمم کر رہی تھیں کہ بقیہ روزے اب کس کس پر گزارنے ہیں کہ مومن کی کمائی کا تو یہ بہترین موقع ہے

جائے گی جو ایک امانت کے طور پر میرے سپرد ہے...؟ میں خیانت تو کر لوں گی خالہ، لیکن اس خیانت کا بوجھ کیسے اٹھا پاؤں گی...؟ وطن کے اور دین کے خلاف لکھ کر میں قلم کی ”نہج قلیل“، قیمت تو لگا لوں گی، لیکن میرے ان جھوٹے الفاظ کی قیمت کسی اور کو چکانا پڑے گی۔ قلم میرے رب کی ابتدائی تخلیق ہے خالہ جانی جو سچائی کے ساتھ منسوب ہے۔ مجھے بے قیمت ہی رہنے دیں، میں قلم کا سودا نہیں کر سکتی...! اُئی ایم سوری۔“ یہ کہتے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا نوٹ پیڈ اٹھایا، استغفی لکھا اور صفحہ پھاڑ کر مسز ہمدانی کے سامنے رکھ کر سلام کرتی ہوئی نکل گئی اور مسز ہمدانی کا حال ”مکاتوں تو بدن میں لہو“ جیسا تھا۔



اور آج 3 سال بعد میں اُسے رمضان کی اس بابرکت تقریب میں درد بھری آواز میں غزل پڑھ کر اسٹیج سے اترتے دیکھ رہی تھی وہ آج بھی ویسی ہی تھی۔ بس! اس کی خود اعتمادی اور وقار میں تھوڑا اور اضافہ ہو گیا تھا۔ جھوٹ لکھ لکھ کر اور سن کر ہم بالکل ایسے ہو گئے تھے کہ اب جھوٹ اور سچ میں تفریق کرنا بھی مشکل تھا...! آیا کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ”سچ کو چاہے جتنے بھی پردوں میں چھپا دو، لیکن اس کا نور سارے جہاں کو منور کر کے رہتا ہے اور جھوٹ ساری دنیا میں چاہے مزین کر کے پھیلا دو، لیکن مقدار اس کا تاریک گڑھائی ہوتا ہے۔“ اور اس کی حقیقت میں آج دیکھ رہی تھی۔ سچائی کی روشنی پورے ہال کو جگمگا رہی تھی اور میں پیچھے کہیں سب سے آتری رو میں بیٹھی تاریکی کا ہی کوئی حصہ لگ رہی تھی اور اس کی طرف ہر بڑھتا ہوا ہاتھ سچ کو فاتح ٹھہرا رہا تھا۔



اس کو کام سکھانے یہ بات ماننے والی تھی کہ اس کے ہر انداز میں ایک وقار سا تھا، جو اگلے کو باباد کر دیتا تھا۔ ”وعلیکم السلام! ہاں خیریت ہی ہے، بیٹھو!“ وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے، ہاتھ صوفے کے ہتھے پر ٹکائے سوالیہ نظروں سے انھیں دیکھنے لگی۔ جب میرب کھکاری تو مسز ہمدانی نے بات شروع کی:

”دیکھو! میرب بیٹا...! اب بات ہمارے افس کی ساکھ تک آگئی ہے۔ اتنی صاف گوئی کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ایسا ہی لکھو جیسے تمام جر نلسٹ لکھتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے خالہ!“ اس نے مختصر سا جواب دیا۔ مجھے اس کی اتنی آسانی سے بات مان جانے کی امید نہیں تھی، لیکن نہیں...! ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی، وہ کہہ رہی تھی:

”میں لکھ لیتی ہوں جیسا آپ کہتی ہیں، لیکن پھر اس قلم کی آبرو پامال ہو

بقیہ

کے باہر کھڑی اسے آوازیں دے رہی تھیں، جب کہ اندر صرف خاموشی تھی۔ دو منٹ بعد وہ مایوسی اور دکھ سے واپس لوٹ رہی تھیں۔



پیدل چل چل کر وہ تھک چکا تھا، لیکن اسے اب تک کوئی اپنا نظر نہ آیا تھا۔ اس نے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھ کر گرمی سے بچنے کی کوشش کی، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ سورج آج اپنے جوبن پر تھا، اس پر جھلسا دینے والی تپش نے اس کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی تھی۔ ”یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ اس نے بے بسی سے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، لیکن سورج کی تیز جھلساتی روشنی نے اس کو آنکھیں نیچی کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے مثلاًشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی چیز نظر آجائے، جس کا سایہ لے کر وہ سورج کی تپش سے بچ سکے، لیکن وہاں کوئی ایسی چیز یا آڑ اس کو نظر نہ آئی۔ ایک خوف کا بادل اُن سب پر چھایا ہوا تھا۔ اس نے زبان ہونٹوں پر پھیری، جو ایسے خشک تھے کہ گویا کبھی وہ تر تھے ہی نہیں۔ پسینہ بہہ کر اس کے جسم پر تیر رہا تھا اور نیچے گر کر بہت سا اس کے قدموں میں جمع ہو چکا تھا، اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی، جس سے وہ پسینہ پونچھ سکتا۔ گرمی سے اُس کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ اچانک اُس کی نظر ایک طرف جمع ہو پڑی، وہ تجسس میں اس طرف بڑھنے لگا۔



”امی جان! ناشتے میں کچھ ملے گا یا نہیں؟“ حسان نے کچن میں جھانکنا تو اپنی امی جان کو برتن دھوتا دیکھ کر وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ”جلدی کریں، پہلے ہی آفس سے لیٹ ہو گیا ہوں۔۔۔“ حسان نے کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے کہا تو وہ خفگی سے اُس کے سامنے ناشتہ رکھنے لگیں۔

اس نے چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا اور ایک نظر سامنے کی طرف دیکھا۔ بہت وسیع میدان تھا، جو لوگوں سے کچھ کچھ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے۔ سورج بندوں پر گویا گرمی کی بارش کر رہا تھا، سب لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے، اس نے بے چینی سے ارد گرد نظر دوڑائی، لوگوں میں بھی بے چینی کے آثار نظر آ رہے تھے، ہر ایک بے چین اور خوف زدہ نظر آ رہا تھا، اس کی مثلاًشی نظریں اپنوں کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ کوئی اپنا نظر آجائے، لیکن کوئی اپنا نظر نہ آیا، اس نے خوف زدہ نگاہوں سے لوگوں کی طرف دیکھا، جو ادھر ادھر بھاگ رہے تھے، پھر وہ خود بھی ایک طرف چل پڑا۔



”حسان بیٹا! جلدی سے اُٹھ جاؤ! دیر ہو جائے گی۔“ امی جان نے دروازے پر دستک دی اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ ”کیا مصیبت ہے؟“ اس نے جھٹاکر اپنے اوپر سے چادر اتار دی اور تکیہ دُور پھینکا اور گھڑی کو خون خوار نظروں سے دیکھنے لگا، جیسے سارا قصور اُسی کا ہو۔ ”ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ دس منٹ پہلے اُٹھ جاؤں گا۔“ خود کلامی کرتا ہوا وہ دوبارہ بستر پر گر چکا تھا۔ ”اُحسن بیٹا! جا کر حسان کو اُٹھاؤ۔ کہاں رہ گیا ہے وہ؟“ امی جان نے سحری کے دوران اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا۔ ”جی امی جان۔۔۔!“ اُحسن اٹھنے لگا تو ابوجان نے روک دیا: ”بیٹھ جاؤ بیٹا! تم سحری کرو۔ وقت ختم ہونے والا ہے۔ اگر اس نے روزہ رکھنا ہوتا تو کب کا آچکا ہوتا!“

”آپ بھی حد کرتے ہیں، آپ کا تو دل ہی سخت ہو چکا ہے۔“ امی جان اُن کو خفگی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

”بیٹا! صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں، جلدی سے آجاؤ۔“ اب وہ حسان کے کمرے



”تم میں شرم نام کی کوئی چیز ہے؟“ ابو جان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک غصے بھری نظر اُس پر ڈالی۔ ”ایک تو خود رمضان میں روزہ نہیں رکھ رہے، پھر روزہ دار کا کوئی احساس بھی نہیں ہے۔ تمہاری ماں روزے سے گرمی میں کھڑی ہو کر ناشتہ بنا کر دے تو تمہارے حلق سے نوالا اُترتا کیسے ہے؟“ ابو جان غصے سے حسان پر برس پڑے تھے۔ حسان کا ہاتھ لقمہ منہ میں لے جاتے ہوئے لحظہ بھر کو تھکا۔ ساری بات سننے کے بعد اس نے سر کو جھٹکا اور دوبارہ ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔

”اچھا امی جان! اب میں چلتا ہوں۔“ حسان کرسی پیچھے کھسکا کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ”اور ہاں ایک بات اور۔۔۔“ وہ جاتے جاتے پلٹا۔ ”دوپہر میں جب میں لُنج کے لیے آؤں گا تو میرے آنے سے دس منٹ پہلے ہی میرے کمرے کالے سی چلا دیجیے گا۔ اتنی گرمی ہوتی ہے کہ اے سی سے کمرے کے ٹھنڈا ہونے میں بھی ٹائم لگ جاتا ہے۔“ یہ کہہ کر حسان نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور کیچن سے نکل گیا۔ ”معلوم نہیں، میرا یہ بیٹا کس پر گیا ہے؟“ ابو جان آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولے۔ ”میرا اچھو ناپیٹا بھی تو ہے، وہ تو پورے رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ ابھی دُنیا کی گرمی اس سے برداشت نہیں ہوتی آخرت کی گرمی کیسے برداشت کرے گا؟؟“

”آپ فکر کیوں کرتے ہیں؟؟ ابھی نا سمجھ ہے۔ اللہ سے دعا کریں تو اللہ بھی اسے ہدایت اور سمجھ دے دے گا۔“ امی جان نے گویا اُن کو تسلی دی، جب کہ اُن کے چہرے پر فکر کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

وہ چلتے چلتے تھک کر گر گیا، اب اس میں مزید ہمت نہ تھی کہ وہ اس مجمعے کی طرف چل سکتا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے کر چلنے کی ہمت بحال کر رہا تھا، لیکن فوراً ہی اس کو زمین سے اٹھنا پڑا کہ زمین بھی سورج کی تپش سے جل رہی تھی۔ وہ بے بسی سے رو پڑا۔ ”جاؤں تو جاؤں کہاں!! گرمی اتنی ہے کہ پسینہ گویا پانی بن کر بہہ رہا ہے، میرا حلق خشک ہو چکا ہے، پانی بھی نہیں کہ پی کر اسے تر کر سکوں، کوئی سایہ نہیں کہ جس کے ذریعے میں سکون حاصل کروں۔ کہاں جاؤں میں؟؟؟“ وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اچانک سامنے سے اُسے چند افراد دوڑتے نظر آئے، جو اس کی طرف آرہے تھے، وہ ہمت کر کے اُن کی طرف چل پڑا۔ ”بات سنیں ذرا۔۔۔ مجھے یہ بتادیں کہ پانی کہاں۔۔۔“ اس کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ ”جاؤ بھائی! کسی اور سے پوچھو، ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔“ وہ اس کی بات سننے بغیر ہی جلدی سے آگے بڑھ گئے تھے۔ اتنی بے حسی۔۔۔ اتنی خود غرضی۔۔۔ اس نے دُکھ سے سوچا تھا۔

”امی جان! آج افطاری میں کیا سپیشل ہے؟؟“ حسان نے میز پر رکھے گرم گرم پکوڑوں میں سے ایک پکوڑا اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”بھائی! افطاری روزہ داروں کے لیے ہوتی ہے اور میری ناقص معلومات کے مطابق آج بھی آپ نے روزہ نہیں رکھا۔“

احسن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”احسن! حسان نے بھی کرسی کھینچی۔ ”میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔“
”لیکن کیوں؟؟؟“

”اصل میں مجھ سے اتنی گرمی برداشت نہیں ہوتی۔ اگر رمضان سردیوں میں آئے تو بھی روزہ رکھنے کا سوچا جاسکتا ہے، لیکن گرمیوں میں تو بالکل بھی نہیں۔“ حسان نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے کہا تو احسن افسوس بھری نظروں سے حسان کو دیکھنے لگا۔

”بھائی جان! روزہ اسلام کا رُکن ہے، یہ فرض ہے، اللہ نے انسان کی ہمت دیکھ کر ہی یہ رُکن بنایا ہے۔ اگر انسان میں روزہ رکھنے کی ہمت نہ ہوتی تو اللہ کبھی اس کو فرض قرار نہ دیتے۔“ احسن لحظہ بھر کر رکھا۔ ”اگر آپ ابھی دُنیا کی گرمی برداشت نہیں کریں گے تو سوچیں آخرت کی گرمی کیسے برداشت کریں گے؟؟ اور ویسے بھی۔۔۔“ احسن کے الفاظ بیچ میں رہ گئے۔۔۔ ”تم لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟؟“ حسان غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ”جب جس کو موقع ملتا ہے، لیکچر دینا شروع کر دیتا ہے۔ آپ لوگ روزہ رکھتے ہیں، یہی کافی ہے۔“ حسان پیر پٹنٹا دھاں سے جاچکا تھا اور احسن سر پکڑے افسوس سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

جب وہ کھسکتے کھسکتے اس جگہ پہنچا تو اس نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ایک بہت بڑا کشادہ تخت جو تھوڑا اوپر کی طرف تھا، رکھا ہوا تھا اور وہ بہت خوب صورت تھا، اس پر ایک بہت ہی وسیع دسترخوان بچھا ہوا تھا، اس پر مختلف قسم کے ایسے کھانے رکھے تھے، جو اس نے زندگی میں کبھی نہ دیکھے تھے اور وہاں پر اُن کھانوں کی بہت ہی پُر لطف خوش بو پھیلی ہوئی تھی۔ مختلف قسم کے لذیذ مشروبات بھی رکھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک بادل آسمان پر نمودار ہوا اور اُس تخت پر مُعلق ہو گیا۔ اس گرمی اور بھوک پیاس کی شدت سے بے حال لوگ اس جگہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگے، وہ خود بھی اُن میں شامل تھا کہ اچانک اُن سب کو رگ جانا پڑا کہ اس کے ارد گرد اچانک سیکورٹی گارڈز نے گھیرا ڈال لیا تھا۔ اب وہاں تک کسی کی رسائی ممکن نہ تھی۔ پھر اچانک اس نے دیکھا کہ چند لوگ جن کے چہرے روشن اور چمکتے ہوئے تھے، خوشی خوشی اس میں جانے لگے اور گارڈز اُن کے چہروں کو غور سے دیکھتے اور اُن کا راستہ چھوڑ دیتے، وہ بھی اس طرف بڑھنے لگا کہ اس کو بھی داخل ہونے کی اجازت مل جائے، مگر بے سود۔ وہ سخت گیر گارڈز اس کو غصے سے پیچھے کی طرف دھکیل دیتے۔ مایوسی اور غصے کی سی کیفیت سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں اور وہ حسرت سے اُن لوگوں کو دیکھنے لگا، جو مزے سے کھانے پینے میں مشغول تھے اور گرمی اُن کو چھو کر بھی نہ گزر رہی تھی۔

سحری کے وقت حسان کو جاگادیکھ کر سب حیران رہ گئے۔
”آج بھائی بھی روزہ رکھ رہے ہیں۔“ احسن کو حقیقی خوشی ہوئی تھی۔
”چلو اچھا ہے اس رمضان کے پورے نہ سہی، کچھ روزے رکھ لے گا اور اگلے سال پورے رمضان کے روزے رکھے گا میرا بیٹا!“ امی جان نے پیار سے حسان کے

سر پر ہاتھ پھیلا۔ حسان سحری کرتے ہوئے حیرت سے اُن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ”آپ سے کس نے کہا کہ میں روزہ رکھ رہا ہوں؟ آج میں گھر چار بجے آیا تھا تو سوچا آپ لوگوں کے ساتھ سحری کر لوں۔ میرا روزہ رکھنے کا بالکل بھی ارادہ نہیں ہے۔“ حسان کی بات سن کر امی جان شکر ادا کر رہی تھیں کہ اب تک سحری کے لیے ابو جان نہیں آئے تھے، ورنہ اس کی بات سن کر انھوں نے جتنا اس کو کھری کھری سنائی تھیں تو صبح صبح ہی بدمزگی ہو جاتی۔ ”بیٹا! جب اللہ نے سحری کرنے کی توفیق دے دی تو تم روزہ بھی رکھ لو۔“ امی جان نے سمجھا یا۔ ”امی جان! پلیز۔۔۔!“ حسان نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ ”آپ لوگ مجھے لیکچر دینا بند کر دیں۔“

”بھائی جان! آپ روزوں کی اہمیت جاننے کے باوجود روزہ نہیں رکھ رہے۔ یہ اختیاری نہیں ہیں، یہ تو لازمی ہیں۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں؟“ احسن نے بھی سمجھانے کی کوشش کی۔ ”ہاں میں روزوں کی اہمیت جانتا ہوں۔“ حسان کھڑا ہو گیا تھا۔ ”آپ سب روزے رکھ رہے ہیں نا تو میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ جنت میں چلا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ تین بندوں کو جنت میں بھیجیں گے تو ساتھ میں ایک کی رعایت تو کر ہی دیں گے۔“ حسان لا پرواہی سے کہتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ”یا رحمان! اس پر اپنی رحمت فرما! میرے بچے کو ہدایت دے۔“ امی جان غم سے چُور لہجے میں دعا مانگ رہی تھیں۔



سورج بالکل سوا نیزے پر تھا، گرمی کی شدت بہت تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ آج تمام انسان لکھل پکھل جائیں گے اور ایسی سخت حالت میں سامنے خوش کن منظر ہونے کے باوجود اُس میں نہ جاپانا اس کو بہت اذیت دے رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر بہت چمکتے ہوئے بُر نور چہروں پر پڑی، جو اللہ کے دستِ خوان کی طرف بڑھ رہے تھے، اس کو وہ چہرے جانے پہچانے لگے، جب وہ قریب آئے تو وہ چونک اُٹھا۔ ابو جان، امی جان اور احسن خوشی سے اُس پر نور جگہ کی طرف بڑھ رہے تھے، وہ فوراً اُن کے پیچھے لپکا۔ ”امی جان! مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔“ وہ تڑپ کر کہہ رہا تھا۔ ”مجھے یہ گارڈز اندر نہیں جانے دے رہے۔“ امی جان نے نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹا کر چل پڑیں۔ ”احسن! تم ہی مجھے ساتھ لے جاؤ۔“ اب وہ احسن کی منت کر رہا تھا۔ احسن رگ گیا۔

”بھائی جان! آپ کو کتنا سمجھا یا تھا، مگر آپ نہ مانے تھے۔ آپ جانتے ہیں اس سخت حالت میں اللہ کی مہمان نوازی اور اللہ کی رحمت کا سایہ کس کے لیے ہے؟؟ یہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کے حکم سے دُنیا میں روزے رکھتے تھے، وہ دُنیا میں بھوکے رہے، اللہ اُن کو سخت پریشانی میں کھلا رہا ہے اور آپ وہ دروازہ دیکھ رہے ہیں۔“ احسن نے خوب صورت اور سونے کی طرح چمکتے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ”اس دروازے کا نام ریان ہے، یہ دروازہ صرف اُن لوگوں کے لیے

کھولا جائے گا، جو روزہ رکھنے والے تھے۔“ پھر احسن نے حسان کے کندھے پر ہاتھ رکھا: ”سوری بھائی جان! آج کے دن میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ یہ کہہ کر احسن آگے بڑھ گیا۔

”تم میرے بھائی ہو تو تم میرے کام آسکتے ہو۔ رگ جاؤ! خدا کے لیے رگ جاؤ! مجھے اس تکلیف میں چھوڑ کر مت جاؤ!“ حسان چیختا چلاتا احسن کے پیچھے لپکا تھا کہ ایک آواز پر اُس کو رگ جانا پڑا۔

”آج کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ آج کام آئیں گے تو صرف اعمال۔ اگر تم روزے رکھتے تھے تو تم بھی چلی جاؤ۔“ حسان نے ادھر ادھر دیکھا، لیکن بولنے والا نظر آیا۔ اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا، اچانک اس کو ایک خیال آیا کہ یہاں تو مجھے کون نہیں جانتا۔ ابو جان، امی جان اور احسن تو یہاں نہیں ہیں، اس نے زور زور سے چیخنا شروع کیا: ”ہاں میں بھی روزے رکھتا تھا۔“ اچانک اُس کو ایسا لگا کہ اس کی گویائی سلب کر لی گئی ہو۔ اب اس کی زبان، منہ، ہاتھ اور دیگر اعضا بول رہے تھے: ”اے اللہ! یہ جھوٹ بولتا ہے، اُس نے رمضان کے روزے نہ رکھے تھے، یہ مجھ سے ہی رمضان میں کھانا پیتا تھا۔“ سارے اعضا اس کے خلاف بول رہے تھے اور وہ بے بس تھا۔ ”لے جاؤ اُس کو اور جہنم میں ڈال دو، آج اس گرمی سے زیادہ گرم آگ میں ڈال دو، جس گرمی کی وجہ سے اس نے میرا حکم توڑا تھا۔ آج اس کو معلوم ہو گا کہ دُنیا کی گرمی کا سودا کر کے اس نے خسارے کا سودا کیا تھا۔ دو فرشتے اس کو پکڑ کر اس جہنم کی طرف لے جانے لگے، جس جہنم کی ستر ہزار لگا میں تھیں اور ہر ایک لگام کو کئی ہزار فرشتوں نے تھام رکھا تھا، اس کے باوجود وہ ان کو خاطر میں نہ لا رہی تھی۔ اس جہنم کے شعلے اور لپٹیں سورج کی گرمی کو مات دے رہی تھیں۔ اس جہنم سے اتنے دور ہونے کے باوجود اس کی تپش سے اس کے چہرے کی جلد ابھی سے جھلنے لگی تھی۔ حسان پورا زور پیچھے کی طرف لگا رہا تھا، اُس کی چیخوں سے کانوں کے پردے پھٹے محسوس ہو رہے تھے، لیکن فرشتوں کو اس کی پروا نہ تھی، اُس کی چیخوں سے فضا تھرا اُٹھی تھی۔ حسان جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔ اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود اس کا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ حسان نے اپنا چہرہ ٹٹولا: ”یا اللہ! تیرا شکر ہے! یہ خواب تھا۔“ حسان فوراً جگدے میں گر گیا۔ ”یا اللہ! مجھے معاف کر دے، میں دُنیا کی گرمی برداشت کر کے روزے رکھ لوں گا، لیکن آخرت کی گرمی اور آگ سے مجھے محفوظ کر دے! مجھے اپنی رحمت میں لے لے۔“ وہ بلک بلک کر رو رہا تھا اور امی جان جو اس کی چیخیں سن کر اس کے کمرے کی طرف دوڑی آئی تھیں، اسے اللہ کے ساتھ باتیں کرتا سن کر نرم آنکھوں کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس لوٹ رہی تھیں۔ اُن کے چہرے کی مسکراہٹ اور اطمینان بتا رہا تھا کہ اُن کو یقین ہو گیا ہے کہ اللہ نے اُن کے بیٹے کو اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔





Since 1978

BAQLAWA & BASOOSA

ARABIAN DELIGHTS

ISO 9001 2015
ISO 22000 2005
Certified



Halal PS3733



Badar Commercial, DHA V Ext. Karachi. 0331-3251199

mahmoodsweets.com f @mahmoodsweetspakistan

”یا ہو!! یہ مار!!“ عمیر، عمیر اور عفان تینوں پاگلوں کی طرح چیخ رہے تھے۔ ”ارے کیا ہو گیا ہے...!! غضب خدا کا ایسے شور مچا رہے ہیں، جیسے قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ ارے... عائشہ بیٹی! دیکھنا تو ذرا ان لوگوں کو۔“ دادی جان نے تسبیح روک کر عائشہ بیگم کو آواز لگائی۔

”اچھا اماں جان!! دیکھتی ہوں۔“ وہ کچن سے باہر نکلیں اور دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بچوں کے کمرے کی طرف گئیں۔ کمرہ کم... کباڑ خانہ زیادہ لگ رہا تھا۔ عمیر، عفان بیڈ پر کھڑے ناچ رہے تھے، جب کہ

ہی گھبراہٹیں شروع... عفان کا پاؤں مڑا اور وہ سیدھا عمیر پر اور عمیر نے پیاری دادی جان کو بچانے کی کوشش میں عفان سمیت ہی قلابازی کھائی۔ قلابازی لگاتے وقت وہ عمیر سے ٹکرایا اور عمیر دادی جان سے... یوں چاروں افراد زمین پہ آڑے ٹیڑھے پڑے ہوئے تھے۔ عائشہ بیگم ساس کو اٹھانے تیزی سے آگے بڑھیں۔ گھبراہٹ سے ناک پر سے دوپٹے کا پلو ہٹ گیا۔ روئی کے ذرات جیسے ہی سانس لیتے وقت ناک میں داخل ہوئے تو وہ دادی جان کے اوپر ہی پھینکنے لگیں۔

کامران صاحب آفس سے گھر آئے تو ماں اور بیوی کو روز مرہ کی جگہ پر پایا کر سیدھا بچوں کے کمرے میں آئے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی صورت حال ان کی سمجھ سے بالا تر تھی۔ عائشہ

رمضان کا پاس ورڈ



عمیر ان پر کُشن کھینچ کھینچ کر مار رہی تھی اور کشنز کی روئی پورے کمرے میں اڑ رہی تھی۔ عائشہ بیگم کو کمرے میں جاتے ہی چھینکیں لگ گئیں۔ بچوں کے شور کی آواز میں ان کی چھینکیوں کی آواز بھی کہیں گم ہو گئی۔ وہ واپس پلٹ گئیں، جب چھینکیں ذرا قابو میں آئیں تو ناک پر دوپٹے کا پلور کھ کر آگے بڑھیں اور اپنی چپل اتار کر عمیر کا نشانہ لیا۔ نازک سی چپل عمیر کے پہاڑ جیسے جسم سے ٹکرا کر زمین بوس ہو گئی اور عمیر کو خبر بھی نہ ہوئی۔

”اف...! خدا کی پناہ...!!“ عائشہ بیگم نے اپنا ہاتھ پیٹ ڈالا۔

”ارے...! ارے...! ارے...!“ جب عائشہ بیگم کے جانے سے بھی شور نہ تھا تو دادی جان خود ہی بہ نفس نفیس معاملہ معلوم کرنے آئیں، مگر یہاں آکر ان کی خود کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ عمیر اور عفان... ماہر ڈانسر کی طرح اسٹیپ لے رہے تھے۔ کشنز کی روئی سے دونوں کے سر اٹے ہوئے تھے۔ عفان نے تو باقاعدہ عمیر کا چھوٹا سا مفلر گلے میں ڈالا ہوا تھا اور عمیر نے عمیر کا موبائل ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ عائشہ بیگم چوں کہ الرجی کی مریضہ تھیں، اس لیے وہ اندر نہیں آسکیں، لیکن دادی جان اندر داخل ہو چکی تھیں۔ دادی جان کے کمرے میں آتے

بیگم کی ان کی طرف پیٹھ تھی، وہ اپنی ساس کو اٹھانے کو جھکتیں تو انھیں زوردار چھینک آجانی۔ کامران صاحب نے عائشہ کو ہٹایا اور سب سے پہلے اپنی ماں کو اٹھا کر صوفے پر بٹھایا۔

”کیا تماشا ہو رہا ہے یہ سب...؟؟؟“ انھیں دیکھ کر عمیر، عمیر اور عفان... تینوں نے شرافت کا چولا اختیار کر لیا۔ ”عمیر! کیا ہے یہ سب...؟؟؟“ سب سے پہلے عمیر کی شامت آئی۔

”پاپا!!... پاپا وہ...!!“ وہ کیا بتاتا کہ انھیں کون سا خزانہ مل گیا ہے۔

”کیا پاپا یہ... پاپا وہ... لگائی ہوئی ہے۔ آج مجھے اس بات کا جواب دے ہی دو کہ تم انسان ہو یا بندر... جب دیکھو اچھل کود کرتے رہتے ہو۔ تمہیں میں کیا نظر آتا ہوں۔“ اپنی پیاری اماں جان کو اس حال میں دیکھ کر انھیں ٹھیک ٹھاک غصہ آگیا تھا۔ ان کے بندر کہنے پر عائشہ بیگم مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی، جب کہ دادی جان نے ہنسی روکنے کے لیے دوسری



طرف چہرہ گھما لیا اور ان تینوں کی ہنسی روکنے کی کوشش میں شکلیں عجیب و غریب ہو گئی تھیں۔

اتنا کہنے کے چند لمحوں کے بعد ہی کامران صاحب کو جب احساس ہوا کہ انھوں نے کیا کہہ دیا ہے تو خود بھی تیزی سے باہر نکل گئے، تاکہ بچے ان کی ہنسی نہ دیکھ لیں۔ پاپا کے کمرے سے باہر جانے کی دیر تھی کہ بچے اپنی پیاری دادی کے گرد جمع ہو گئے۔

”پاپا کے سوالوں کے جواب ہمارے پاس تو نہیں ہیں دادی جان... پلیز!! آپ ہی اس سوال کا جواب دے دیں نا۔ کیا واقعی ہم کسی بندر کے بچے ہیں؟“ عفاف نے لہجے میں رقت طاری کرتے ہوئے مصنوعی آنسو صاف کیے۔

اے بچو!... خدا کو مانو!... کچھ نہ ملا تو یہ محفل کرنے بیٹھ گئے۔ شرم کرو تم سب... باپ سے ڈانٹ کھائی ہے، مگر ابھی بھی مذاق مستی نہیں چھوڑنی... ہمارے ”باداجی“ کبھی بھول سے بھی گھور دیتے تھے تو ہم تین دن تک اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے۔“ دادی جان نے عفاف کے سر کو اپنی گود سے پیچھے کیا۔ ”یعنی کہ دادی جان! فالج ہو جاتا تھا... اوہ! نو... پھر باقی تقاضے، مثلاً کھانا وغیرہ... چیچ چیچ... یہ تو ظلم تھا دادی جان!“ عغیر نے بھی حصہ لیا۔

”ارے خدا کو مانو! بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہو... اور عغیر تم بھی؟؟ تم تو لڑکی ذات ہو، ان لڑکوں کے ساتھ اُچھل کود کرتے ہوئے اچھی لگتی ہو بھلا...!!“ دادی جان نے اپنے مخصوص تنکیہ کلام سے بات کرنا شروع کر دی۔ ”دادی جان!! میرا کوئی قصور نہیں ہے، وہ تو پاسورڈ...“

”عغیر! پیاری بہنا...!! تمہاری برتھ ڈے آرہی ہے نا... کیا گفٹ لو گی؟“ عغیر نے تیزی سے عغیر کی بات کاٹتے ہوئے، اسے مکھن لگایا۔ ”ہم م م... وہ جو آپ کے دوست نے فراری کا وائٹ والٹ گفٹ دیا تھا، بس وہی دے دیجیے گا۔“ عغیر کو اس سے اچھا موقع کہاں ملنا تھا۔



رمضان قریب تھا۔ دادی جان ان سب کو مسلسل موبائل میں لگے دیکھنے سے تنگ آچکی تھیں۔ کامران صاحب سے بات کر کے انھوں نے مسئلے کا ایک حل نکالا کہ نیٹ بند کر دیا جائے۔ اب تینوں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے۔ غصے میں انھوں نے کوئی فیصلہ بھی نہ کر سکا تھا۔ نہ واٹس ایپ، نہ فیس بک اور نہ ٹیویٹ، یوں لگ رہا تھا کہ موبائل کی روح نکل گئی ہو۔ عغیر کسی کام سے عفاف کے پاس آئی، تو وہیں بیٹھ گئی۔ نجانے اس کے دماغ میں کہاں سے آئیڈیا آیا اور اس نے وائی فائی کی لسٹ میں ہر نام کے ساتھ کا من پاس ورڈ ڈالنے شروع کر دیے۔ اچانک ہی سامنے والے افتتاحی انکال کا وائی فائی اسٹارٹ ہو گیا۔ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ عغیر اور عفاف نے اسے دیکھا تو اس نے اپنا موبائل دکھایا۔ جس میں پورے تو نہیں کافی سنگل وائی فائی کے آرہے تھے۔ عغیر نے جلدی سے اس کا موبائل تھما اور عفاف کے گلے لگ گیا۔ عغیر نے اپنا موبائل مانگا تو عغیر بیڈ پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور عفاف کے ساتھ لڑی ڈالنے لگا۔



عغیر چائے بنانے کے بعد اپنا باکس لے کر بیٹھ گئی اور پاس ہی



عفاف بھی اپنی کتابیں پھیلائے بیٹھا تھا۔ دادی جان خدا کا شکر ادا کرتی اپنی پوتی اور پوتوں سے مطمئن ہو گئی تھیں۔ عغیر سر پر دوپٹہ لیے کتاب گود میں رکھ کر بیٹھی تھی، اس کے چہرے سے نور نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ دادی جان کو اس پر پیار آنے لگا۔ انھوں نے نظر کی دعا پڑھ کر دور ہی سے اس پر پھونکی اور ساتھ ہی عفاف پر بھی پھونکی۔ عغیر تو جنگ میں تھا، اسے نظروں میں لا کر دم کیا۔ عائشہ بیگم کپکن میں رکھ کر ساس کے ساتھ آکر بیٹھ گئیں۔

”ماشاء اللہ بہو! بچے اب سدھرتے جارہے ہیں۔ تم بلاوجہ پریشان رہتی ہو۔ دیکھو تو ذرا... کیسے نورانی چہرے دونوں کے ہو رہے ہیں۔“

”اماں جان! چشمہ لگائیں آپ یہ۔“ عائشہ بیگم اٹھیں، چشمہ پکڑا کر آہستہ آہستہ چلتی عغیر کے سر پر اکھڑی ہوئیں۔

”عغیر...!!“ جھک کے انھوں نے کتاب کے اندر سے موبائل اٹھا لیا۔ ”وائی فائی...!! یہ کس کے سنگلز آرہے ہیں عغیر...؟؟“ کھڑے کھڑے ان کا دماغ گھوم گیا۔

”وہ ما... اوہ انکل...!! وہ...!!“

”خدا کو مانو...!! لڑکی ذات ہو کے ایسی حرکتیں...!! سسرال میں جا کر ناک کٹوائے گی ماں اور دادی کی۔“

”ہائے نہیں دادی جان...!! میں ناک نہیں کٹواؤں گی۔ اگر ناک کٹ گئی تو آپ سانس کیسے لیں گی...؟“ عغیر نے پریشان ہو کر یک دم ہی باکس گود سے کارپٹ پر رکھا۔ ”اسدا کی بے وقوف بہن...!! ناک کٹ جانے سے سانس لینے کا کوئی تعلق نہیں۔ ناک تو سانس اندر جانے میں فلٹر کا کام دیتی ہے۔ ناک کٹ گئی تو نالیاں تو باقی رہیں گی نا...!!“ عفاف اپنا فلسفہ جھڑک کر عغیر کے سر پر جھڑماتا ہوا نودو گیارہ ہو گیا۔ ”یا اللہ! کیا ہو گا ان بچوں کا...؟“ عائشہ بیگم صوفے پر ڈھے گئیں۔

”مما آپ پریشان نہ ہونا۔ ہم سدھر جائیں گے۔ پلیز ماما! سوری دادی جان۔“ عغیر شرمندہ نظر آنے کی کوشش کرنے لگی۔ ”بیٹا! ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ رات دن تم لوگ پاس ورڈ کے چکروں میں پڑے رہتے ہو۔ ہر وقت موبائل... موبائل... کبھی کمپیوٹر کا پاس ورڈ، کبھی لیپ ٹاپ کا پاس ورڈ اور کبھی موبائل کا پاس ورڈ... کبھی یہ سوچا کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آ رہا ہے۔ اس رمضان کا بھی کوئی پاس ورڈ ہو گا...؟؟؟ بیٹا! ہم نے بھی اپنے زمانے کا گریجویشن کیا ہوا ہے، لیکن ساتھ ساتھ ہر کام میں طاق تھے۔ موئے ترقی کے نام پر انگریزوں نے بچہ بچہ کے ہاتھ میں موبائل تھما دیا ہے۔ یہ تو ترقی نہیں... بل کہ تنزلی کی جانب لے جا رہے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی آخرت کو بھلائے دے رہے ہیں۔ آخرت کے اندھیروں کو کون اجالا دے گا۔ کبھی آخرت کے پاس ورڈ کو بھی سوچو...!!“

یہ رمضان کا مہینہ سیل ہے سیل!! بڑے بڑے اسٹورز میں سیل لگتی ہے۔ کیسے دوڑے چلے جاتے ہو۔ رمضان کے مہینے میں کم وقت میں بھی زیادہ اجر مل رہا ہوتا ہے۔ یہ کفار کی سازش ہے مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کی۔ رمضان میں شیطان تو بند ہو جاتا ہے، لیکن نفس کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس نفس کو آزاد چھوڑ کے اللہ کو ناراض کرنا یہ اس رمضان کا بل کہ زندگی کا دائرہ ہے (بقیہ ص 61 پر)

چاند رات

بنیت ڈاکٹر عبدالغفور

سورۃ نساء اور سورۃ نور لکھا کرتی تھیں اور جہیز میں ساتھ لے جایا کرتی تھیں، تاکہ سبق اچھی طرح یاد ہو جائے۔ فاربیہ نے بھی ان سورتوں کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھنے کا ارادہ کیا۔

فاربیہ کے والد توصیف صاحب غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے سخت خلاف تھے، لیکن بیوی کے آگے مجبور ہو جاتے تھے۔

”سنو حماد! توصیف صاحب نے اپنے برادرِ نسبتی کو فون ملایا۔“

”جی بھائی صاحب! کیسے...؟“

”سنو یار... چاند رات کو تمہاری بہن بتا رہی تھی کہ تم نے ڈھولکی رکھی ہے فاربیہ کے لیے؟“

”جی، جی بالکل! آپ پریشان نہ ہوں۔ سب انتظامات ہو جائیں گے۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آپ کو بھی جس کو بلانا ہو ڈھولکی میں، بے شک بلا لیں۔“

”رے حماد! چاند رات اور ڈھولکی...؟؟؟ رمضان کا اختتام ہو رہا ہوگا اور ہم اس طرح گانے بجانے اور ڈھول بجانے میں لگ جائیں گے، بے پردگی الگ ہوگی اور چاند رات تو ایسے بھی لیلیٰ الجائزہ ہے، انعام کی رات ہے۔ اس رات کو اللہ جل شانہ سے رمضان میں کی گئی عبادات کی قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔“ توصیف صاحب نے فاربیہ کے ماموں کو سمجھایا۔

”بھائی صاحب! آپ کہہ تو بالکل ٹھیک رہے ہیں۔ میں تو خاندان والوں کے ڈر سے اس دن ڈھولکی رکھ رہا ہوں، کیوں کہ عید کے دنوں میں باقی خاندان والوں نے بھی اپنے اپنے گھروں میں ڈھولکی رکھ لی ہے، پھر سب مجھے طعنہ دیں گے کہ کیسا کجوس ماموں ہے۔“ حماد نے کہا۔

”ارے بھائی! خاندان والوں کے ڈر سے ہم کب تک اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے رہیں گے...؟؟؟ رمضان میں جو عبادات ہم نے کیں یا جو نیکیاں کیں... فوراً ہی اسے ضائع کر دیں کیا؟“ توصیف صاحب نے کہا۔

”جی بالکل! پھر کیا کریں... آپ ہی کوئی مشورہ دیں؟“

”اللہ سے دعا کرو اور سب کو متوجہ کر دو کہ چاند رات کی ڈھولکی فی الحال ملتوی ہے...!!“

توصیف صاحب نے سمجھایا۔ ”ٹھیک ہے!“ حماد نے کہا۔

”باقی اللہ مالک ہے۔“ اس کے ساتھ ہی توصیف صاحب نے فون بند کر دیا۔



ادھر فاربیہ اعینکاف میں بیٹھی اپنے مولا سے تعلق بنانے میں مشغول، جو عید کے کچھ دنوں بعد اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر شادی کر کے نئے گھر جانے والی تھی، جس گھر میں اس نے 23 سال گزارے، اس کی امی جو ہر وقت اس کی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے تیار رہتیں۔ گھر میں بہن، بھائی کو اگر کوئی کام ہوتا تو اپنے ابو کے سامنے فاربیہ کو سفارشی بناتے، کیوں کہ بڑی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ توصیف صاحب کو بہت عزیز تھی۔ وہ فاربیہ کی بات کم ہی رد کرتے تھے۔ وہ باپ کی لاڈلی بیٹی تھی۔ اتنے محبت بھرے ماحول اور پیار کرنے والے ماں باپ سے دوری، نئے لوگ، اجنبی ماحول۔ چاہے کتنے ہی اچھے ہوں، مگر ماں باپ کا نعم البدل تو نہیں ہو سکتا۔ یہ سب سوچتے ہوئے فاربیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور وہ بے اختیار روتے ہوئے اپنے اللہ سے باتیں کرنے لگی: ”یا اللہ! تو تو 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ مجھے اپنا مضبوط تعلق نصیب فرما۔ یا اللہ! یہ رمضان تو مہینہ ہی تجھ سے دوستی کا ہے۔ مجھے بھی اپنے دوستوں میں شامل فرما لے۔ تقویٰ کا نور عطا فرما۔ یا اللہ! اپنا وہ تعلق دے، جو مجھے آگے زندگی میں حوصلہ اور ہمت دے۔ اگلی زندگی کے لیے میری رہنمائی نصیب فرما۔“ دعا مانگ کر اس کو سکون ملا تو قرآن کی تلاوت شروع کر دی۔ اُسے ایک بزرگ کی کہی ہوئی بات یاد آگئی کہ پہلے مسلمان بچیاں اپنے ہاتھوں سے

فارہ جب اعتکاف سے اٹھی تو سب نے اسے مبارک باد دی اور امی اور بہنوں نے خوشی خوشی گلے لگا کر اسے پیار کیا۔

”بو!...!!“ فارہ نے کہا۔

”جی بیٹا...!!“ توصیف صاحب نے جواب دیا۔

”بو! مجھے آپ سے کہنا تھا کہ آپ تمام خاندان والوں کو ڈھونڈنے کے لیے منع کر دیں۔“ اس کا یہ جملہ سن کر زینہ بیگم اور چھوٹی بہن ماریہ ایک دم سے چیخیں: ”کیوں...؟؟؟ حماد ماموں کا تو میٹج آیا تھا کہ انھوں نے کسی وجہ سے پروگرام ملتوی کر دیا ہے، لیکن کل سے تو باقی خالوں اور پچاؤں کے گھروں میں جو پروگرامز ہونے ہیں، وہ کیوں نہیں ہوئے؟“ ماریہ بولی۔

”ساری انجوائمنٹ تو ان ہی ڈھونڈیوں میں ہوتی ہے... مزہ تو ان ہی میں آتا ہے... بٹھاگٹا ہوتا ہے...“ ماریہ نے بھانے ہوئے ہیں... شادی کی تقریبوں میں تو بس مہمانوں کو دیکھو اور کھانا کھا کر گھر آجاؤ۔“ چھوٹا فاروق بھی بولا۔

”اگر رمضان کے بعد بھی ہمیں گانے سننے اور ناچ گانوں کی محفلوں میں مزہ آ رہا ہے تو میرے بھائی ہمیں رمضان کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوا۔“ ماریہ نے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اپنی...!! پھر بھی شادی کوئی روز روز تو نہیں ہوتی نا... اللہ رب العزت تو بہت مہربان ہیں، معاف کر دیں گے۔“ چھوٹی ماریہ بولی۔

”ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ انسان تو ہے ہی خطا کا پتلا۔“ زینہ بیگم نے بھی چھوٹے بچوں کی تائید کی۔

”میری پیاری امی جان! اللہ بے شک بہت مہربان ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے۔“ فارہ نے اپنی بات جاری رکھی۔

”اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ رمضان کا مہینہ دیا، تاکہ میرا بندہ توبہ کے ذریعہ میرے پاس لوٹ آئے۔ اس کی رحمت کا شفقیت کا یہی انداز ہے، تاکہ غفلت بھری زندگی سے نکل

آئے میرا بندہ... اور مہربان کا مطلب ہم نے غلط لینا شروع کر دیا ہے کہ ڈنکے کی چوٹ پہ گناہ پر گناہ کرو اور کہہ دو کہ اللہ بہت مہربان ہے۔“

”اس کی مثال تو ایسی ہے کہ بینک والے کو پھٹا نوٹ دے کر نیا لوٹ لے لیا اور اسی بینک والے کے سامنے اسی کا دیا ہوا نیا نوٹ پھاڑ کر، بینک والے سے کہے کہ اس نوٹ کو پھر تبدیل کر دو، تو وہ بینک والا دھکے دے کر اس شخص کو باہر نکال دے گا۔“ توصیف صاحب بھی فارہ کی حمایت میں بولے!

”جی بو!...!! اور ایک اور بات... وہ یہ کہ شادی کی تقریب میں مردوں اور عورتوں کی نشست کا الگ الگ انتہام ہو، کیوں کہ ایک تو میں نے شرعی پردے کا انتہام کر لیا ہے۔ آپ لوگوں سے استقامت کی دعا ہے، کیوں کہ سورہ نور میں، میں نے پڑھا ہے کہ پردے کا حکم ہر مسلمان عورت کے لیے فرض ہے اور یہ حدیث بھی میری نظر سے گزری ہے کہ ”لعنت ہو دیکھنے والے پر بھی اور دکھانے والے پر بھی۔“ اگر شادی کی محفل مخلوط ہوگی... مرد، عورت ایک دوسرے کو آزادانہ دیکھیں گے تو کتنے لعنت زدہ ہو جائیں گے میری شادی پر۔ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی مول لے کر اپنا گھر کیسے آباد کر سکتی ہوں؟“ فارہ بولی۔

”بالکل صحیح کہہ رہی ہے میری بیٹی!“ توصیف صاحب نے خوش ہو کر کہا، اللہ پاک نے ان کی رمضان کی دعائیں قبول کر لی تھیں ”اللہ تمہیں اگلے گھر میں بہت خوش رکھے...!!“ یہ کہتے ہوئے توصیف صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ زینہ بیگم بھی خاموش ہو گئی اور شوہر کی بات پر آئین کہا۔

ہر ماں اپنی بیٹی کو خوش و آباد ہی دیکھنا چاہتی ہے... ایمان کی چنگاری تو ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے، بس! ذرا کریدنے کی دیر ہوتی ہے۔

واقعی فارہ کے حق میں یہ بات سچی ثابت ہوئی کہ ”رمضان بھی اللہ کی ولایت دیتا ہے اور قرآن بھی اللہ کی ولایت دیتا ہے۔ بس! طلب سچی ہونی چاہیے!!“

بقیہ



اس نفس کو آزاد چھوڑ کے اللہ کو ناراض کرنا یہ اس رمضان کا بل کہ زندگی کا دائرہ اس ہے اور نفس کو قید کر کے اللہ کو راضی کرنا رمضان کا بل کہ زندگی کا پاس ورڈ ہے۔ کم از کم رمضان جیسے مقدس مہینے میں تو یہ پاس ورڈ لگا لو۔ بیٹائی کرنا آسان ہے اور اسے سنبھال کر رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اس پر کم بخت یہ تصویریں کھینچ رہے ہوتے ہوئے... کبھی افطاری کی تو کبھی سحری کی۔ پھر کہاں اخلاص رہا، دکھاوا ہی دکھاوا ہو گیا۔ ”دادی جان بہت کم بولتی تھیں، لیکن آج ان کا دل شاید بہت زیادہ دکھ گیا تھا۔ پانی پی کے وہ وضو کرنے چل دیں۔ عمیر شرمندگی کے گہرے گڑھے میں تھی۔ کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا تو عمیر کو جنگ سے آکر صوفے پر سر جھکائے بیٹھا پایا۔ عفان بھی پاس ہی سوچ میں گم نظر آیا۔ عمیر کی انگلیاں حرکت میں آئیں... انکل کے پاس ورڈ کو ختم کر دیا۔ دادی جان کمرے سے نکلیں تو ان کے ہاتھ میں ایک بڑا شاپر تھا۔ ”بھئی بچو!! رمضان کے تحفے لے لو...!!“ ہمیشہ ہی دادی جان رمضان آنے سے پہلے تینوں بچوں کو سوٹ اور ان کی پسند کی چند چیزیں لا کر دیتی تھیں، حالانکہ بچے اب خود مختار ہو چکے تھے، لیکن دادی جان کی محبت کا یہ انداز ابھی تک قائم تھا۔ ”ایک بات اور کہ بلا اجازت کسی کا وائی فائی استعمال کرنا چوری میں داخل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔“ اب سوچ لو...!!“ دادی جان نے کہنے کے ساتھ ہی شاپر کی گرہ کھول دی۔

”سوری دادی جان!!“ عفان اور عمیر ایک ساتھ بول پڑے اور اپنے اپنے موبائل سے پاس ورڈ ختم کر دیا اور اپنے دماغوں میں رمضان کا پاس ورڈ ڈاؤن لوڈ کرنے لگے۔



میس مایا کے کلاس میں آتے ہی بچوں میں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے کہ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ فری پریڈ میں عید کی باتیں کریں گے۔
تمام بچے اپنی اپنی عید کی تیاریوں کے بارے میں بتا رہے تھے۔ سعدیہ خاموش بیٹھی تھی۔

میس مایا نے سعدیہ کو کھڑا کر کے پوچھا: ”آپ کیوں خاموش ہیں سعدیہ! کیا آپ نے عید کی تیاری نہیں کی...؟“

سعدیہ: ”نو، مس! ہم عید کی تیاری رمضان سے پہلے کر لیتے ہیں۔ ہماری تیاری مکمل ہے۔“

میس مایا: ”پھر کیا وجہ ہے؟“ سعدیہ: ”مس! رمضان کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے“

اس میں افطاری کے وقت روزانہ دس لاکھ بندوں کی مغفرت ہوتی ہے، لیکن تین شخصوں کی نہیں ہوتی:

1 شراب پینے والا 2 ماں، باپ کا نافرمان 3 قطع تعلق رکھنے والا یا دل میں بغض، کینہ اور حسد رکھنے والا۔

میس! جویریہ ہم سے ناراض ہے، اس نے ہم سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اب ہم دونوں کی مغفرت کیسے ہوگی؟“

یہ کہتے ہوئے سعدیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

میس مایا کھڑی ہوئیں اور سعدیہ کو پیار کیا اور سعدیہ سے پوچھا: ”آپ کے دل میں جویریہ کے لیے کوئی بات ہے؟“

”نو، مس!“ سعدیہ نے دوپونہ ہلاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔

”یہاں آئیے جویریہ!“ مس نے جویریہ کو بلایا ”آپ کیوں ناراض ہیں سعدیہ سے؟“ مس نے پوچھا۔

”ٹیچر! یہ ہفتے کو ہمیں اسکول سے واپسی پر اپنے ساتھ گھر لے کر نہیں گئی تھیں۔“ جویریہ نے مس کو بتایا۔

”کیوں سعدیہ! ایسا کیوں کیا آپ نے؟“ مس نے پوچھا۔

”ٹیچر! ہماری امی کہتی ہیں کہ چھٹی ہوتے ہی گھر آؤ اور جویریہ اسکول کے باہر کھڑے ہو کر دوستوں سے باتیں کرتی ہیں۔“ سعدیہ نے مس کو تفصیلاً بتایا۔

ہوں ”...!! تو یہ بات ہے۔“ مس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ اسکول سے سیدھے گھر جانا چاہیے، کیوں کہ والدین انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ دیر ہو جانے سے پریشان ہو جاتے ہیں

اور اگر کسی کی کوئی بات بری لگے تو بجائے منہ بنانے کے اسے نرمی سے سمجھانا چاہیے۔

آج جمعرات ہے اور 4 دن سے آپ لوگ بات چیت نہیں کر رہے، جب کہ 3 دن سے زیادہ کسی مسلمان سے قطع تعلق کرنے کا حکم نہیں ہے۔“

یہ کہہ کر مس نے جویریہ اور سعدیہ کا ہاتھ ملوایا، جس سے سعدیہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا

اب وہ واقعتاً خوش تھی، کیوں کہ اب رمضان میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔

تو پیارے بچو...!! اگر آپ بھی کسی سے ناراض ہیں یا آپ سے کوئی ناراض ہے تو اسے منالیں، تاکہ آپ کی بھی رمضان میں مغفرت ہو سکے۔

دوستی

ام ابوبکر



حجاب الحریم®

خصوصی پیشکش

عبایا (1200 روپے سے)

دوپٹہ، اسکارف (250 روپے سے)

حج و عمرہ کی مکمل ورائٹی

مدارس اور اسکول وکالجز کے اساتذہ اور طالبات کے لئے خصوصی رعایت۔

حج و عمرہ ٹور آپریٹرز کے لئے
حج و عمرہ کے ٹیکس پر خصوصی رعایت۔

0321-8216196



KARACHI

- * Tariq Road: Tel: 021-34559192, 34314882
- * Haidery : Tel: 021-36629832
- * Zamzama: Tel: 021-35375452
- * KDA: Tel : 021-34813442

LAHORE

- * Enem Store/Liberty : Tel: 042-35758001-3
- * Tip Top Fabrics/Liberty : Tel: 042-35760870
- * Hijabulhareem/Jail Road: 042-5717842-3
- * Hijabulhareem/Link Road: Tel: 042-35717842-3 Cell: 0300-8880450
- * Raja Sahab/Liberty, Link Road: Tel: 042-35168128, 35168190

ISLAMABAD

- * PWD: Plot# 12, Commercial Markaz. Tel: 051-5970701-02
- * F 10 Markaz Tel: 051-2107979
- * Jinnah Super Market, F-7 Tel:, 051-2650662

RAWALPINDI

- * Muree Road Rawalpindi. Tel: 051-4853078

PESHAWAR

- * Wadood Home Store: Tel: 091-5273717

FAISALABAD

- * Jharan Wala Road, Tel: 041-8544685

MULTAN

- * United Mall Abdali Road, Multan Tel: 061-4584787

”آج ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا ایک واقعہ پڑھیں گے۔“
باتھ میں ”حیاتِ صحابہ“ تھامے اور آنکھوں میں چمک لیے آمنہ خاتون اپنے بچوں سے مخاطب تھیں۔

”ٹھیک ہے امی! مگر ذرا جلدی...! مجھے ہوم ورک کرنا ہے۔“ آمنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی نور نے کہا تھا۔ آمنہ خاتون اپنے خاوند شیخ حسن اور تین بچوں کے ساتھ گھر کے بڑے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان کے ارد گرد بیٹھے

ہوئے تھے۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو تھیلیاں بھر کر پیش کی گئیں، جن میں ایک لاکھ سے زائد درہم تھے، انھوں نے صبح سے شام تک سب غریبوں میں تقسیم کر دیے، حالاں کہ وہ خود روزہ دار تھیں اور شام کو ایک روٹی اور زیتون سے روزہ افطار کیا۔“ انھوں نے تفصیلی واقعہ سن کر کتاب بند کی، ابھی کتاب سائید ٹیبل پر رکھی ہی تھی کہ سب منتشر ہونے لگے۔

”ارے! رکیں...! ابھی کچھ باقی ہے۔“ سب کے بڑھتے ہوئے قدم ایک دم رک گئے اور سب سوالیہ نگاہوں سے آمنہ خاتون کی طرف دیکھ رہے تھے۔
”یہ ہمارا صدقہ باکس ہے۔“

آج سے ہم بھی روز صدقہ کرنے کی سنت کو زندہ کریں گے۔“

ایک خوب صورت سا بڑے سائز کا مٹی کا بنا ہوا گنگ (باکس) سب کے سامنے کیا، جسے خوب صورت رنگوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

”واؤ...! سب بچے ان کی کہی ہوئی بات کو ذہن میں بٹھائے بغیر اس صدقہ باکس کے گرویدہ ہوئے جارہے تھے اور شیخ حسن صاحب ستائشی نگاہوں سے اپنی بیگم

ہماری صدقہ باکس

بنت گوہر



کی طرف دیکھ رہے تھے، جس نے ایک اچھی سوچ بچوں کے ذہنوں میں ڈالنے کی نیت کی تھی۔

”میں اس صدقہ کی ابتدا کرتی ہوں۔“

یہ کہتے ہوئے آمنہ بیگم نے الماری سے اپنا پرس نکالا، اس میں سے ہر انوٹ نکال کر مروڑا اور اسے اس گنگ کے چھوٹے سے سوراخ میں ڈال دیا۔

”اور ہاں...! ان پیسوں کو جہاں ہم خرچ کریں گے، وہ بھی ایک سرپرست ہے۔“ آمنہ خاتون نے سب بچوں میں سنسنی سی دوڑادی۔ دوسروں کو ابھارتی، وہ اب صدقہ باکس کو بچوں کی رائٹنگ ٹیبل کے نیچے رکھ رہی تھیں۔ سب نے غور سے بات سن لی تھی اور اب سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔



”ماما!! میں کیسے صدقہ کر سکتی ہوں؟“
ماہ نور نے کچن میں کام کرتی اپنی امی سے بڑے معصومانہ انداز میں سوال کیا تھا۔
”کیا مطلب...!!“ آمنہ کام چھوڑ کر اس کے معصوم چہرے کو تنکے لگی۔

”میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہوتے؟“ معصوم چہرہ اب دُکھی نظر آ رہا تھا۔
”اچھا جی...!! جو لچ کے لیے روزانہ آپ کو جیب خرچ ملتا ہے۔“ انھوں نے مسکراتے ہوئے چھوٹی گڑیا کو یاد دلایا۔

”وہ...!!“ اس نے اپنی چھوٹی سی عقل پر زور دیا ”پر اس سے تو میں اپنا لچ لیتی ہوں ماما۔“ اب نور اپنی ماں کے قریب نظر آ رہی تھی۔ ”تو...!!“ آمنہ کچھ سوچنے لگی ”آپ کو اتنے پیسے ملتے ہیں ناکہ اس میں سے تھوڑا حصہ آپ صدقہ میں دے دیا کرو...!!“

”تیکن ماما...!!“ نور ابھی بھی اپنی قیمتی جیب خرچ قربان کرنے پر پریشانی کا شکار تھی۔
”دیکھو بیٹا...! ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: ”آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالاں کہ اس کا مال تو وہی ہے، جو اس نے پہن کر بوسیدہ کر دیا... یا کھاکر فنا کر دیا... یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔“ آمنہ نرمی سے نور کے



بال کان کے پیچھے اڑ رہی تھی۔ اس کو مل سی گڑیا کے چہرے پر اب بھی حیرانی

و پریشانی کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

”الحمد للہ! آج 20 رمضان ہے اور صدقہ باکس بھی فل ہو گیا ہے۔ آج ہم اسے توڑنے والے ہیں۔“ آمنہ پُر جوش انداز میں بچوں سے کہہ رہی تھیں۔ بچے بھی ساتھ کھڑے تھے۔ آج سب کے چہروں پہ خوشی صاف نظر آرہی تھی۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم...!“ آمنہ نے آہستہ سے غلگ کو زمین پر پھینکا۔ اب زمین پر گلک کے ٹکڑے اور چھوٹے سکوں کے ساتھ نوٹوں کی ایک تعداد بھی نظر آرہی تھی، جسے بھرنے میں گھر کے ہر فرد نے اپنی بھرپور کوشش کی تھی۔

”واہ...!“ سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ ایک الگ سی مسرت تھی، جو سب اپنے اندر محسوس کر رہے تھے۔

آج سب اپنی کار میں ایک منزل کی طرف رواں دواں تھے۔

”ہم کہاں جا رہے ہیں ماما...؟؟“ نور نے کوئی تیسری بار آمنہ سے پوچھا۔

”سر پرانز ہے۔“ نقاب میں جھلکتی آنکھیں مسکرائی تھیں۔

کار ایک کچے علاقے میں داخل ہوئی۔ یہ تھوڑی دیر بعد کا منظر ہے۔ شیخ حسن، احمد، نور اور علی کار سے کپڑے نکال کر شام کے مہاجر بچوں میں بانٹ رہے تھے اور آمنہ کار کے تھوڑے فاصلے پر بیت السلام کے لگائے گئے ایک خیمے کے اندر، ایک خاتون کے ساتھ بیٹھی تھی۔

”باجی! آپ نے تو ہمارے بچوں کو ایک الگ سی خوشی دے دی ہے۔“ اس عورت نے کہا ”مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔“ وہ آنکھوں میں آنسو لیے شکر بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

”شکریہ کی تو کوئی بات نہیں بہن... مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی تکلیفیں سمجھنا، ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا تو ہمارا فرض ہے۔“ آمنہ نے خاتون کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر سمجھایا ”اور دوسرا ہم تو اس کے ذریعے سب سے قیمتی چیز حاصل کر رہے ہیں۔“

احمد، علی اور نور بھی والدہ کو بلانے آگئے تھے اور انھوں نے بھی آمنہ بیگم کا آخری جملہ سن لیا تھا۔ ”کیا...؟؟“ خاتون نے بے اختیار آمنہ سے پوچھا۔

”آپ کی دعائیں...!!“ آمنہ بیگم سے پہلے ان کے تینوں بچوں نے ایک ساتھ کہا۔ یہ سن کر بے اختیار وہ خاتون اور آمنہ بیگم ہنس پڑی تھیں۔

”نور...! چلو کیٹین چلیں۔“ ندانے اپنی کاپیوں کے گرد بیٹھی مصروف سی دوست کا کندھا ہلایا تھا۔

یہ ایک اسکول کا منظر تھا۔ سفید یونیفارم میں ملبوس، وہ بچیاں دوسری جماعت کی طالبات تھیں۔ ”تم نے آج کو لڈو رنک نہیں لی؟“ سمو سے کے ساتھ انصاف کرتی نور، ندا کے سوال پر چونکی۔ ”ہاں... وہ دراصل میری ماما کہتی ہیں...!“ ماہ نور نے ماما کی کہی ہوئی ساری بات اسے بتادی۔

”اچھا...!“ ندا اپنا جوس اپنے دائیں طرف رکھتی دلچسپی کے ساتھ سننے کے بعد بولی: ”میری ماما کہتی ہیں کہ اپنی چیز کسی کو نہیں دینی چاہیے... چاہے اپنا لچ ہی کیوں نہ ہو۔“ ندانا سمجھی سے بولی۔

”اچھا...!“ نور اس کی بات سن کر حیران سی ہوئی۔

دونوں سہیلیاں اب اپنا لچ کھانے میں مصروف تھیں۔

”واہ بھئی! ہمارا صدقہ باکس تو بھرا بھرا الگ رہا ہے۔“ آمنہ خاتون صدقہ باکس کو اٹھائے کھڑی تھی۔ ”علی، احمد اور نور... تم سب نے اپنا اپنا حصہ ڈالا؟“ آمنہ نے تینوں بچوں سے پوچھا۔

”امی...!!“ علی افسردہ شکل بنا کر کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ماہ نور نے بات کاٹی۔

”مما! میں روزانہ 30 روپے ڈالتی ہوں۔“ جوش سے نور اپنی ماں کی گود میں لیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور اشاروں میں حیرانی ظاہر کی۔

”یار احمد!“ فٹ بال کو احمد کی جانب لات مارتے ہوئے علی کہہ رہا تھا ”میں سوچ رہا ہوں کہ میں بھی اپنے جیب خرچ میں سے تھوڑی سی رقم صدقہ باکس میں ڈالا کروں۔“

”لیکن ہم نے تو اس دفعہ ”ایکس۔ باکس“ کی گیمز لینی تھیں۔“ احمد نے علی کو کچھ یاد دلایا اور فٹ بال کو لات مار کر علی کی طرف پھینکا۔

”چلو! اللہ کے لیے قربانی سہی۔“ دونوں ایک دم سے مطمئن



اسکول سے آتے ہی زنیہ نے انتہائی غصے سے برقع اُتارا... لاپرواہی سے بیگ پھینکا اور بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی... کچھ دیر شدید گرمی اور بھوک کے باعث دل ہی دل میں اپری پیچ و تاب کھاتی رہی، مگر جب کچھ سانس بحال ہوئی تو وہ اٹھی اور امی جان کے کمرے میں جا پہنچی۔

امی جان ابھی ابھی گھر کے کچھ کاموں سے فراغت پا کر قرآن پاک پڑھنے بیٹھی تھیں۔ زنیہ کو دیکھ کر ممتا سے بھرپور مسکراہٹ نے ان کے لبوں کا احاطہ کر لیا تھا، مگر زنیہ کا اس وقت روزے کی وجہ سے برا حال تھا۔ سلام کیے بغیر زنیہ نے بولنا شروع کیا: ”امی جان...!! جب آپ کو معلوم ہے کہ اتنی شدید گرمی میں میں عیس روزہ نہیں رکھ پاتی اور مجھ سے بھوک پیاس برداشت نہیں ہوتی تو آپ مجھے زبردستی روزہ کیوں رکھواتی ہیں...؟؟“

زنیہ کی بات سن کر امی مسکرائیں اور بہت پیار سے گویا ہوئیں: ”زنیہ پیٹا! میری جان! یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔“ امی کا محبت سے بھرپور انداز اس کو شرمندہ کر گیا۔ سر جھکا کر وہ امی کے پاس بیٹھ گئی۔ امی نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنا شروع کیا:

”میری پیاری بیٹی! آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان دروازوں میں سے کوئی بھی دروازہ رمضان المبارک کی آخری رات تک بند نہیں ہوتا اور میری پیاری بیٹی کو تو پتا ہے کہ یہ دروازے کس لیے کھلتے ہیں؟؟“ امی نے یہ کہتے ہوئے رگ کر زنیہ کی طرف سوالیہ نگاہوں سے

دیکھا۔ ”روزے داروں کے لیے کھلتے ہیں، یہ تمام دروازے۔“ زنیہ کے نفی میں سر ہلانے پر امی جان نے بتایا تو زنیہ حیران سی رہ گئی ”اور آپ کو معلوم ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام ”زبان“ ہے اور یہ دروازہ صرف اور صرف روزے داروں کے لیے ہے۔ اس دروازے سے جنت میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔“

”امی! میں بھی اس دروازے سے داخل ہوں گی؟“ زنیہ نے بے ساختہ پوچھا تھا۔ ”ہاں، بالکل! مگر ایک شرط ہے۔“ امی نے اس کے سوال پر مسکراتے ہوئے، سوچنے کی مصنوعی کیفیت ظاہر کی۔

”وہ کیا...؟؟“ زنیہ بے تاب سے بولی۔ ”وہ یہ کہ آپ کو ساری زندگی ہر رمضان المبارک کے سارے روزے رکھنے ہوں گے، کیوں کہ یہ دروازہ تو ہے ہی روزہ داروں کے لیے۔“ امی نے آہستہ سے کہا۔

”میں رکھوں گی انشاء اللہ!“ زنیہ تیزی سے بولی تو امی مسکرا دیں۔

”اور آپ کو پتا ہے کہ اس گرمی کے روزے میں آپ جو ایک سجدہ بھی کرو گی تو اس ایک سجدے کے بدلے میں ڈھائی ہزار نیکیاں ملیں گی اور جنت میں آپ کے لیے سرخ یا قوت کا ایک مکان بنا دیا جائے گا، جس کے 60 ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے لیے سونے کا ایک محل ہوگا، جو سرخ یا قوت سے آراستہ ہوگا۔“

”اف...!! اتنے انعامات۔“ زنیہ حیرت سے بولی۔

امی مسکرا دیں اور مزید گویا ہوئیں: ”اور میری پیاری بیٹی! جو رمضان المبارک کا پہلا دن کاروزہ رکھتا ہے، اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور روزہ دار کے لیے روزانہ صبح کی نماز سے لے کر، غروب آفتاب تک 70 ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے رہتے ہیں اور تو اور... کوئی روزہ دار دن میں سجدہ کرتا ہے تو اسے جنت میں ایک ایسا درخت

ملتا ہے، جس کے سائے میں سوار 500 سال تک چل سکتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے امی جان! کہ میں آج کا روزہ رکھ کر ان سب انعامات کی حق دار بن گئی ہوں؟“ زنیہ نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔ ”بالکل... آج پہلا روزہ تھا اور بھلا میری پیاری بیٹی اتنے سارے انعامات کیسے چھوڑ سکتی ہے۔ آج دنیا کی گرمی، دوزخ کی گرمی کے آگے کچھ بھی نہیں۔“ ”جی امی جان! واقعی“ میں اتنے بڑے بڑے انعامات ہر گز نہیں چھوڑ سکتی... میں انشاء اللہ پورے روزے رکھوں گی۔“ زنیہ کے لہجے میں ایک عزم تھا۔

”ایک بات یاد رکھنا زنیہ بیٹا! آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”کوئی شخص بغیر عذر کے رمضان المبارک کا روزہ چھوڑے اور پھر وہ ساری زندگی بھی روزے رکھتا رہے تو رمضان المبارک کے ایک روزے کے برابر ثواب نہیں پاسکتا!“ بیٹا! کبھی بھی دنیا کے ظاہری آرام اور ظاہری فائدے کے لیے روزہ نہ چھوڑنا!“ امی کی باتیں سن کر زنیہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے کا عزم کر چکی تھی۔



زبردستی کا روزہ

رویحہ رشید

عظمت قرآن مجید

قرآن پاک عزت و تکریم شدہ ہے
سردارِ دو جہاں سے تسلیم شدہ ہے
بس اس کی حفاظت کا ذمہ رب نے لیا ہے
ورنہ تو ہر کتاب ہی ترمیم شدہ ہے
لاتے تھے جبریل ہی وحی مقدس
روح الامین پاک سے تعلیم شدہ ہے
آیات اس کی چھ ہزار چھ سو چھیانوے
جن کا ہر ایک لفظ ہی تنہیم شدہ ہے
ہیں ایک سو چودہ سورتیں اور سات منزلیں
کل تیس سواریوں میں یہ تقسیم شدہ ہے
مکی مدنی سورتوں سے ہے یہ مزین
اس کا تمام سلسلہ تنظیم شدہ ہے
نازل ہوا ہے عرصہ تیس سال میں
وہ ضابطہ حیات جو عیم شدہ ہے
ہر ایک زمانے کے لیے اس میں نصیحت
ہر ایک دور کے لیے تقدیم شدہ ہے
پڑھنے سے اور سننے سے ملتی ہیں نیکیاں
اس پہ عمل کرنا ہی مستقیم شدہ ہے
موجود تھے موجود ہیں حفاظ بہترین
لاکھوں، کروڑوں دلوں میں مقیم شدہ ہے
جو ہر بیان اور کیا ہو عظمت قرآن
اصحابِ مصطفیٰ ﷺ سے یہ تعظیم شدہ ہے
جو ہر عباد

13 ان مول خوبیاں

(قرآن مجید چھ کرنے والے ہیں کے لیے)

- 1 اس میں قرآن حفظ کرنے والے بچوں کے لیے کچھ ہدایات ذکر کی گئی ہیں، اس کے مطابق ڈیزائننگ کر دیں۔
- 2 آپ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے آپ کے دل میں حافظ قرآن بننے کا جذبہ پیدا کیا، اس لیے ذیل میں چند ہدایات لکھی جاتی ہیں، جن پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔
- 3 اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظ قرآن بننے کا موقع فراہم کیا ہے۔
- 4 اپنے استاد کا احترام کریں اور ان کی کبھی بھی رائی نہ کریں، ورنہ یہ آپ کو علم سے محروم کر دے گی۔
- 5 اپنے اخلاق سنوارنے کی کوشش کریں اور اپنے آپ کو سنت نبویہ میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔
- 6 ہمارے لیے ہمارے نبی کریم ﷺ کے اچھے اخلاق بہترین نمونہ ہیں، ان اچھے اخلاق کا اپنے آپ کو عادی بنائیے، خصوصاً چار باتوں کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔
- 7 جھوٹ کبھی نہ بولیں اور گندی زبان استعمال نہ کریں۔
- 8 برے دوستوں، برے ماحول اور بری صحبت سے دور رہیں۔
- 9 آپ صرف فرض نمازوں کا ہی نہیں، بل کہ نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کریں۔
- 10 دعائوں کا خوب اہتمام کریں اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے اساتذہ کے لیے، اپنے رشتہ داروں کے لیے، تمام دینی اداروں کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ دعا سے ہر طرح کی مشکلات دور ہو جاتی ہیں اور بندے کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جاتی ہے۔
- 11 نیک لوگوں والا لباس پہنیں۔ غیر شرعی لباس سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔
- 12 سبق اتنا ہی لیں، جتنا آسانی سے یاد کر سکتے ہیں۔ جلد بازی کی کوشش نہ کریں۔
- 13 سبق اس طرح سنائیں کہ کوئی اٹکن نہ آئے، اگر خدا انخواستہ سبق کچا ہو گیا یا اس میں غلطی زبان پر چڑھ گئی تو اسے چھڑانے میں بڑی مشکل پیش آئے گی۔
- 14 سبق یاد کرنے میں تلفظ، مخارج کی صحیح ادائیگی اور وقف کی علامتوں کا خاص خیال رکھیں۔
- 15 ایک نسخہ پر پورا قرآن یاد کریں اور یاد کرتے وقت قرآن کریم کی آیتوں پر نظر جمائے رکھیں۔
- 16 سبق یاد کرنے کا بہترین وقت مغرب اور عشا کے درمیان کا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے اگر سبق یاد کر لیا جائے تو نیند کی حالت میں اللہ تعالیٰ سبق کو ذہن میں بٹھا دیتا ہے اور نماز فجر کے بعد دُہرانے سے سبق بالکل پکا یاد ہو جاتا ہے۔
- 17 حفظ میں چٹنگی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نفلی نمازوں میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کریں۔
- 18 ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہیں۔ خاص طور پر فلموں، ڈراموں، گانے بجانے، ویڈیو گیم، کمپیوٹر، موبائل فون، ٹی وی میں، کرکٹ میچ دیکھنے سے اور دوسری رانیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔
- 19 گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیں اور یہ سوچ لیں کہ میں قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کروں گا، نماز ہر گز نہیں چھوڑوں گا اور جھوٹ بولوں گا۔

مرسلہ: صابر مجید تونسوی

اظہار تشکر

ہم اپنے تمام اشتہار دینے والوں کے مسلسل تعاون کے شکر گزار ہیں جس سے
ہم اپنے قارئین تک مسلسل بابرکت زندگی کی رہنمائی فراہم کر پارہے ہیں۔
اور ہم اپنے ان مستقل قارئین اور سالانہ ممبران کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں
جو ہماری نیک کوششوں میں حوصلہ افزائی کا ذریعہ ہیں



**BAITUSSALAM
PUBLICATIONS**

اشتہارات کے لیے
اس نمبر پر رابطہ کریں
+92 314 298 1344



30-C, Basement 2nd Comm. Street, Phase-4, D.H.A Karachi, Pakistan

+92 323 3229313 | +92 21 35313274

شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی



”امی! امی! کیا اس سال بھی ہم عید نہیں منائیں گے...؟“ احمد کی یہ بات سن کر عطیہ بیگم کو بالکل تعجب نہ ہوا، کیوں کہ پچھلے سال بڑی عید سے کچھ دن پہلے ان کے دس سالہ بیٹے محمد کا انتقال ہو گیا تھا، جو احمد سے دو سال بڑا تھا، اس وجہ سے انھوں نے عید نہیں منائی تھی۔

”کیوں نہیں بیٹا! اس سال ہم ضرور عید منائیں گے۔“ انھوں نے احمد کے گالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پچھلے سال ہم نے عید کیوں نہیں منائی...؟“ احمد نے معصوم سی صورت بنا کر پوچھا۔ ”کیوں کہ تب تمہارے بھیا کا انتقال ہو گیا تھا... کیا تم بھول گئے؟“

”تو کیا... جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو عید نہیں مناتے؟“

”بیٹا! وہ تو بھائی تھے نا تمہارے، اسی لیے... جب ہمارے کسی عزیز کا جس سے ہم محبت کرتے ہوں، انتقال ہو جائے تو عید کیسے منائیں؟ عید تو خوشی کا نام ہے۔“ عطیہ بیگم نے مکمل

وضاحت کر دی، لیکن احمد کسی سوچ میں پڑ گیا...!!

”لیکن امی...! پھر تو ہم اس سال بھی عید نہیں منا سکتے؟“ اس نے سادگی سے جواب دیا۔ ”وہ کیوں؟“ عطیہ بیگم اس کے سوال پر حیران ہوئی۔

کیوں کہ ہمارے قاری صاحب نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ** کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، لہذا پوری دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ ہمارے بھائی ہیں۔ امی! وہاں شام میں ہمارے ہزاروں بھائی شہید کیے جا رہے ہیں تو کیا اس سب کے باوجود بھی ہم عید منائیں گے...؟؟؟“ احمد کی یہ بات سن کر عطیہ بیگم کچھ سوچنے لگیں، اتنے میں احمد کے بابا اسلم صاحب جو کافی دیر سے ان دونوں کی باتیں کرے سے باہر کھڑے ہو کر سن رہے تھے اندر آتے ہی بولے: ”احمد بیٹا! میرے پاس آؤ۔ میرے پاس ایک ترکیب ہے!“ اور اس کے بعد انھوں نے احمد کے کان میں کچھ کہنا شروع کیا، جس کے بعد احمد نے ایک زوردار نعرہ لگایا: ”پیارے بابا! زندہ آباد...!!“



آج عصر کے بعد احمد اور سلمان کی ٹیمیں گراؤنڈ میں پھیلی ہوئی نہیں، بل کہ ایک جگہ جمع نظر آرہی تھیں۔ احمد اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا: ”دیکھو بھائیو...!! ہمیں اپنے مظلوم شامی بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے، اس لیے میں اور میرے بابا نے یہ مشورہ کیا ہے کہ ہم اپنا گھنچ کر ایک چھوٹا سا گھر خرید لیں گے اور باقی پیسے ”بیت السلام ٹرسٹ“ والوں کے ذریعے وہاں بھجوا دیں گے اور میں اپنا ٹکٹ توڑ کر اس میں جتنے بھی پیسے ہوں گے، وہ سب بھی دے دوں گا اور تم سب میں سے کون میرے ساتھ اس نیکی کے کام میں حصہ لے گا...؟؟“

”میں...!“ یہ آواز سلمان کی تھی۔

”ہمیں کیا کسی ڈاکٹر نے منع کیا ہے... ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔“



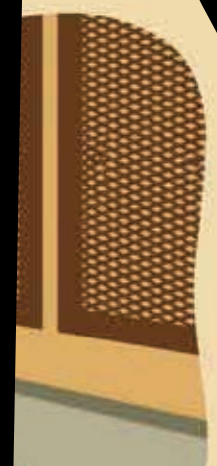
ظہر کی نماز کے بعد ابھی منصور صاحب دفتر کھول کر بیٹھے ہی تھے کہ دو درجن کے قریب بچے دفتر میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لفافہ تھا اور وہ احمد تھا: ”انکل! یہ تحفہ! ہماری طرف سے ہمارے شامی بھائیوں کے لیے ہے۔“ انھوں نے پیار سے ان سب کی طرف دیکھا اور لفافہ لے کر کمپیوٹر میں رسید بنانے لگے۔

”آپ کا نام؟“ منصور صاحب نے پوچھا۔

”شامی بھائیوں کے پاکستانی بھائی...!“



جی۔
 رکھنے کے لئے مجھے
 ساری بھی لگائی ساتھ
 نے بھی ملائی۔
 گول سے ڈی بھلا
 صبر کے لئے مگر پھر ابو ج
 کر کے لی آواز پر سب نے
 پہلا روزہ رکھنے پر گئے



الہیہ محمد فیصل





بچوں کے فن پارے



اس دفعہ مائرہ اور احمر دونوں کی روزہ کشائی تھی۔ مائرہ کو بھوک بہت جلدی لگتی تھی اور احمر کو پیاس۔ دونوں بچے سوچ سوچ کر پریشان تھے کہ آخر وہ روزہ کیسے رکھیں گے۔ ایک تو گرمی زوروں کی اور اوپر سے روزہ مائرہ کو تصور ہی سے بھوک لگنے لگتی اور احمر کا حلق خشک ہونے لگتا اور اسے واقعی محسوس ہوتا، جیسے وہ روزے سے ہے۔ ان دونوں کی حالت دیکھ کر گڑیا، پپو، گڈو، عاشی سب ہی بچے ہنسنے لگتے تھے۔ وہ ابھی چھوٹے تھے۔ انہیں روزے کا مطلب نہیں معلوم تھا۔ اس دن کھانے سے فارغ ہو کر دادا جان نے سب بچوں کو بلوایا اور پوچھا:

”روزہ کسے کہتے ہیں؟ کون بتائے گا؟ سب بچے خاموش کھڑے تھے اور ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔ تب عاشی بولی:

”دادا جان روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے خود کو روکنا۔“

”شباباش! میری گڑیا!“ دادا جان نے عاشی کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

”اچھا اب احمر آپ بتائیے روزے کتنے ہوتے ہیں؟ اور یہ کب رکھے جاتے ہیں؟“

احمر نے منہ بسورتے ہوئے سوچا اور پھر بولا: ”روزے کتنے ہوتے ہیں؟ شاید تیس ہوتے ہیں یا اس سے کم انتیس اور یہ رمضان کے مہینے میں آتے ہیں۔“ احمر کے جواب پر دادا جان مسکرائے اور بولے: ”احمر! معلومات تو آپ کی درست ہے، لیکن منہ کس بات پر بنا ہوا ہے؟“ دادا جان نے پوچھا۔

گڑیا بولی: ”دادا جان! میں بتاتی ہوں۔ دادی جان اس سال احمر بھائی اور مائرہ آپلی کاروزہ

رکھوانے کا کہہ رہی تھیں۔“ دادا جان نے سمجھایا: ”تو اس میں منہ بسورنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو بہت اعزاز کی بات ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے روزے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ افطار کے وقت بچے جو دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتے ہیں۔“

”سچ! دادا جان!“ احمر نے اشتیاق سے پوچھا۔ اسے نئی سائیکل جو چاہیے تھی۔ اس نے دل میں سوچ لیا کہ وہ یہ دعا ضرور مانگے گا۔ دادا جان اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر مسکرائے۔ ”لیکن دادا جان! روزہ اتنا طویل کیوں ہوتا ہے؟“

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی برداشت کو آزماتے ہیں بیٹا۔ فجر کی اذان سے پہلے ہم جو کچھ کھاتے ہیں، اسے سحری کہتے ہیں اور پھر اذان سے پہلے نیت کر کے سارا دن بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی کرنا، ہر بری بات سے خود کو بچانا، جیسے لڑنا جھگڑنا اور جھوٹ بولنا وغیرہ سے بچنا اور جب مغرب ہوتی ہے تو اذان سن کر روزہ کھولنا اسے افطار کہتے ہیں۔ اس لیے اس کا بڑا اجر رکھا ہے۔ جو لوگ اللہ کی خوش نودی چاہتے ہیں، وہ خوشی خوشی روزہ رکھ لیتے ہیں اور اللہ ہمت بھی دے دیتا ہے۔ اس روز رات کو رمضان کو چاند نظر آگیا تھا، دوسرے روز سے رمضان شروع تھا۔ بڑا سادستر خوان لگایا گیا تھا۔ دادا، دادی، امی ابو اور سب بچے بیٹھے افطار کر رہے تھے۔ دادی جان نے ماما کو بھی روزہ کھلوا دیا تھا۔ افطار کے بعد سب نماز پڑھنے چلے گئے۔ ماما نے دستر خوان سمیٹا۔ نماز پڑھی، پھر برتن دھوئے۔ جاتے ہوئے دادی جان کے کہنے پر امی جان نے اسے سحری کے لیے کھانا بھی دیا تھا۔

مائرہ نے دادی جان سے پوچھا: ”ماما نے روزہ تو افطار کر لیا تھا، پھر آپ کھانا کیوں دے رہی ہیں؟“ دادی جان نے بتایا: ”روزے دار کا خیال رکھنا بہت ثواب کا کام ہے۔ ماما غریب عورت ہے۔ گھر گھر کام کرتی ہے۔ بغیر سحری کا روزہ رکھ کر اس گرمی میں اس کا کیا حال ہو گا۔“

مائرہ سوچنے لگی: ”ہاں یہ بات دادی جان ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ امی ذرا سا کام اسے بولتی ہے تو اسے خود کو بھوک پیاس لگنے لگتی ہے۔“

روزہ کشائی میں بہت مزہ آیا۔ گھر میں سب مہمان جمع تھے۔ تحفے خوب آئے تھے، لیکن احمر تو سائیکل چاہتا تھا اور مائرہ کو چابی والا کھلونا چاہیے تھا۔ دونوں کا دل اُداس تھا۔ دادا جان کہتے ہیں کہ روزے کا اجر اللہ ضرور دیتا ہے۔ اب میں پورے روزے رکھوں گا۔ سارے گھر والے رمضان میں عشا کی نماز کے بعد ایک خاص نماز ادا کرتے ہیں، جسے تراویح کہتے ہیں۔ اس روز احمر نے بھی تراویح پڑھی اور اللہ سے خوب دعا کی، وہ شب قدر کی رات تھی۔ جب مائرہ نے ساری رات دادی جان اور امی کے ساتھ عبادت کی تھی تو یہ دعا بھی کی کہ اسے چابی والا کھلونا مل جائے۔ آخر عید آگئی۔ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ دادا جان کہہ رہے تھے کہ ”عید کا مطلب ہے خوشی۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے روزے رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہمیں عید کا تحفہ دیتے ہیں۔ احمر اور مائرہ کو واقعی سچی خوشی ملی تھی۔ عید پر ان کی دلی آرزو جو پوری ہوئی۔ ابو جان نے احمر کو سائیکل اور مائرہ کو چابی والا کھلونا دیا۔ دونوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سال بھی وہ پورے روزے رکھیں گے۔

روزے کا اجر

ڈاکٹر الماس روحی



ماہنامہ فہم دین جوہ کے نئے سوالات

سوال نمبر 1: رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی کس دور میں پوری ہوئی کہ آدمی اپنے ہاتھ میں سونا اور چاندی لے کر نکلے گا، مگر کوئی لینے والا نہیں ہوگا؟

سوال نمبر 2: علم والے شیعہ کیوں نہیں دیکھ پاتے؟

سوال نمبر 3: استنبول میں گولڈن ہارن کیا چیز ہے؟

سوال نمبر 4: عثمان انکل پاگل کیوں کہلاتے تھے؟

سوال نمبر 5: گوچی کس کی دوست تھی؟

بیارے بجو!

یقیناً آپ کے روزے بہت اچھے گزر رہے ہوں گے۔

اور بیارے بچوں کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ

رمضان کا روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہوتا،

بلکہ غیبت، چغلی خوری، جھوٹ، غرض ہر برائی سے بچنا ضروری ہوتا ہے،

تب ہی اللہ تعالیٰ روزوں کا پورا اجر دیتے ہیں۔

روزے میں کسی سے لڑائی بھی نہیں کرنی ہوتی، ورنہ روزے کا پورا ثواب نہیں ملتا،

اسی طرح اگر کسی نے آپ کو تنگ کیا ہو تو اسے دل سے معاف کر دینا چاہیے

اور اگر آپ نے کسی کو تنگ کیا ہو تو خوش دلی سے اس سے معافی مانگ لینی چاہیے۔

اس لیے کہ پھر روزے کا ثواب بھی تو بہت زیادہ ہے۔ پتا ہے کیا ہے روزے کا ثواب؟

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: حدیث قدسی ہے:

”روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر میں ہی دوں گا۔“

ایریل کے سوالات کے جوابات

سوال نمبر 2: پھیپھڑے

سوال نمبر 4: اردو

سوال نمبر 1: ہاتھ جل گیا تھا۔

سوال نمبر 3: امریکا میں رہنے والے سفیان نے

سوال نمبر 5: سترہ

جنوری کے سوالات کا درست جواب دے کر انعام جیتنے والے تین خوش نصیبوں کے نام

1... محمد حسن حفظ، 8 سال، کراچی

2... محمد عکاشہ، 16 سال، میرپور خاص

3... عریشہ ظہیر، 10 سال، کراچی

ان میں سے ہر ایک کو 300 روپے نقد

اور ماہنامہ فہم دین مبارک ہو۔

نوٹ: آپ کا بنایا ہوا پیارا سا فن پارہ ہو یا سوالات کے جوابات ہوں اس کے ساتھ اپنا نام، عمر، کلاس، ایڈریس اور فون نمبر ضرور لکھیے گا، ورنہ وہ قابل اشاعت نہیں ہوگا۔ اور پھر اسے ماہنامہ فہم دین کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیں، یا پھر وٹس اپ کے ذریعے 0304-0125750 پر ہمیں سینڈ کر دیں۔

نوٹ: بیارے بجو! اس صفحے پر جو سوالات آپ سے پوچھے جاتے ہیں، ان کے جوابات ایک شمارہ چھوڑ کر اگلے شمارے میں ذکر کیے جائیں گے، تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کے جوابات وصول ہو سکیں، پھر درست جواب دینے والوں کے نام بھی بتائیں گے اور اول، دوم، سوم کے لیے انعامات کا بھی۔

رمضان کا حدت مزہ اور پی کچھ ہے

اثر جون پوری

اذکار کا طاعت کا مزہ اور پی کچھ ہے
اس ماہِ محبت کا مزہ اور پی کچھ ہے
جو بطن تا بطن کو کیے دیتی ہے روشن
اس بھوک کی شدت کا مزہ اور پی کچھ ہے
ہے موسمِ سرما کا صیام اپنی جگہ پر
رمضان کی حدت کا مزہ اور پی کچھ ہے
مانا کہ سہولت بھی ہے انعامِ خدا کا
محنت کا مشقت کا مزہ اور پی کچھ ہے
دن کی بھی عبادت میں بڑا کیف ہے لیکن
رااتوں کی ریاضت کا مزہ اور پی کچھ ہے
دن بھر کی بگلی میں کہاں پائے گا کوئی
افطار کی لذت کا مزہ اور پی کچھ ہے
مخدوم کو مخدوم بنا دیتی ہے واللہ
احکامِ شریعت کا مزہ اور پی کچھ ہے
دراصل ہے یہ نامہِ محبوبِ حقیقی
قرآن کی تلاوت کا مزہ اور پی کچھ ہے
خود شرب و اکل لطف سے خالی نہیں لیکن
مہماں کی ضیافت کا مزہ اور پی کچھ ہے

بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے

بچوں نے عید پر جب نعرے بہت لگائے
ماں باپ نے بھی اپنے دکھڑے انہیں سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم خود ہی کہہ رہے ہو منگائی بڑھ گئی ہے
عام آدمی بچارا کیا کھائے؟ کیا بچائے؟
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
پتلون کی سلائی پچانے روپے دی
عرفی کے بوٹ سلائے چھ سو روپے میں آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بے میل سوٹ ہو تو بن جائے منہ زمین کا
سستی اگر ہو ٹوپی فیضانِ بھنبھنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچپن میں کھیلتے تھے مٹی کے ہم کھلونے
بجلی سے چلنے والے گڈے تمہیں دلائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچوں نے عید پر جب نعرے بہت لگائے
ماں باپ نے بھی اپنے دکھڑے انہیں سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم خود ہی کہہ رہے ہو منگائی بڑھ گئی ہے
عام آدمی بچارا کیا کھائے؟ کیا بچائے؟
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟

درس! جو رمضان کا ہے مت بھلاؤ مومنو

ارسلان امجد

آج یوم عید ہے خوشیاں مناؤ مومنو!
پُر مسرت دن ہے کچھ میٹھا بھی کھاؤ مومنو!
عید کا دن ہے لگاؤ ایک دوجے کو گلے
اس طرح اپنے گلے شکوے مناؤ مومنو!
جس طرح رمضان میں جاتے تھے ذوق و شوق سے
اسی طرح شوال میں مسجد میں جاؤ مومنو!
ہے مٹھائی، کھیر ہے، چھولے سویاں بھی تو ہیں
یوں خدا کے رزق میں سے خوب کھاؤ مومنو!
ہے خوشی کا دن، ملو سب رشتے داروں سے ضرور
ایک دوجے کے گھروں میں آؤ جاؤ مومنو!
مُفلسوں کو یاد رکھو اس مُسرّت کی گھری
تم جو کھاتے ہو، وہی اُن کو کھاؤ مومنو!
نیکیوں کی جو تمہیں توفیق دی اللہ نے
اُس پر اِترا کر اُسے تم مت گنواؤ مومنو!
پیارے بچو! لینا عیدی تم بزرگوں سے ضرور
اس روایت کو نہ ہر گز تم مناؤ مومنو!
آج کے دن تم بھلا کر ہر طرح کے اختلاف
ایک ہیں ہم سب، یہ دُعا کو دِکھاؤ مومنو!
عید کا دن رب کی جانب سے بڑا انعام ہے
جو تمہیں تقویٰ ملا، اُس کو بھلاؤ مومنو!
سال بھر یوں ہی رکھو تم نیکیوں کو برقرار
درس جو رمضان کا ہے مت بھلاؤ مومنو!
ارسلان! یہ عید کا پیغام ہے سب کے لیے
زندگی بھر تم کسی کو نہ سناؤ مومنو!

پتلون کی سلائی پچاؤ روپے دی
عرفی کے بوٹ ساڑے چھ سو روپے میں آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بے میل سوٹ ہو تو بن جائے منہ زمن کا
سستی اگر ہو ٹوپی فیضان بھنبھنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
بچپن میں کھیلتے تھے مٹی کے ہم کھلونے
بکلی سے چلنے والے گڈے تمہیں دلانے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
جائز نہیں تقاضا، لالچ بری بلا ہے
نعرے لگا کے تم نے گھر بھر پہ غم ڈھائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
تم نے تو اپنے دل کی امی سے کہہ سنائی
ابا کے دل سے پوچھو، پپتا کے سنائے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
یہ بات بھی گرہ میں پیوں کے ساتھ باندھو
پچی خوشی وہی ہے جو مفت ہاتھ آئے
بچو! تمہاری عیدی کیسے بڑھائی جائے؟
اچھا ہیں سویاں مل جل کے تم کھاؤ
ہم نے تمہارے پیچے اس عید سے بڑھائے
بچو! تمہاری عیدی ایسے بڑھائی جائے؟



PU

PERVAIZ UMAR ENTERPRISE

**Highly Experienced Clearing & Forwarding Agents
Advisors and Attorneys in Customs Cases**

We are a leading **CLEARING, FORWARDING** concern operating in Pakistan. We excel to the entire satisfaction of our long list of clientele who have always reposted their complete confidence on us. Imbued with this sense of achievement, we are proud of our countrywide clientele of repute. We are approved and enlisted Clearing and Forwarding Agents of all Commercial and National Banks in Pakistan.

We have vast experience of handling more than 65% imports of Heavy Plants, Machinery and Turn-Key Projects of "Textile, Sugar, Cement and Power Sectors" besides other industrial raw material and commercial consignments, which have enabled us to adopt and handle all sorts of imports and have become our permanent business associates.

Head Office, Karachi

1st Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road
TEL: 021-32630724 - 32633641 FAX: 021-32633646
EMAIL: pervaizumar@hotmail.com
headoffice@pervaizumarenterprise.com

Branch Office, Lahore

19-G, Gulberg II, Lahore.
Tel: 042-35764929 - 35764933
Fax: 042-35764934

معاذ یوسف، کشمیر سے لکھتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ہمد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: ”میں آپ کی ضیافت کرنا چاہتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”صرف میری؟“ اس نے کہا: نہیں! بل کہ سارے لشکر سمیت فلاں دن آپ فلاں جزیرے پر آجائیے گا۔“ حضرت سلیمان علیہ السلام مقررہ وقت پر وہاں جا پہنچے۔ ہمد نے فضا میں پرواز کی۔ ایک مکڑی شکار کر کے اس کے دو ٹکڑے کیے اور اسے سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگا: ”اے اللہ کے نبی! اگرچہ گوشت کچھ کم ہے، لیکن شور بہ بہت ہے۔ تناول فرمائیے! اگر کسی کے حصے میں بوٹی نہ بھی آئے تو شور بے پر ہی اکتفا کر لیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان اور آپ کا سارا لشکر مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

سور افلق کراچی سے لکھتی ہیں: دورِ جد میں جہاں اندازِ زندگی مشینی ہو گیا ہے، وہیں انسانی ذہن پریشانیوں اور الجھنوں کا شکار نظر آتا ہے۔ ہر معاملے میں دوسروں پر سبقت لے جانے کی فکر اور حسد، یہ ایسے روئے ہیں، جن سے نہ صرف ذہنی، بل کہ جسمانی صحت اور تندرستی بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ذہنی پریشانیوں سے نجات کا نہایت آسان اور



موثر علاج آپ کے اپنے پاس موجود ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ وہ کیا...؟؟ تو وہ علاج ہے ہنسنا، مسکرانا اور خوش رہنا۔ جی ہاں! مقدور بھر عام طور پر خوش رہیے، دوسروں سے خوش اخلاقی سے پیش آئیے، حسد سے بچئیے، گھر میں اور ہر جگہ شگفتہ انداز سے گفتگو کیجیے، اگر ذہنی پریشانی کو آپ دماغ پر سوار کر لیں گے، تو اس صورت میں آپ کے چہرے کے عضلات کھنچے ہوئے رہیں گے، جو آپ کی صحت کے لیے تو مضر ہے، بل کہ آپ کی شخصیت کی دل کشی بھی ماند پڑ جائے گی، جب کہ ہنسنے مسکرانے سے آپ کے چہرے کے مسلر اور رگوں پر نہایت مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ آپ خوش رہیں گے تو آپ کی ذہنی آسودگی کا عکس آپ کے چہرے پر نظر آئے گا۔

اس کے علاوہ جب تھکن کا احساس ہو رہا ہو یا کوئی افسردگی و غم پاس آجائے، دل پریشان ہو یا خدا نخواستہ کوئی الجھن ہو تو ایک ذرا سی مسکراہٹ آپ کی اداسیوں کے بادلوں کو چھانٹ دے گی۔ صرف آپ ہی کی بات نہیں آپ کی مسکراہٹ اور بہت سے لوگوں کو بھی خوشی عطا کر سکتی ہے۔ کدورت جو دور کر سکتی ہے، دوستی کا ہاتھ بڑھانے میں مدد دے سکتی ہے اور آپ کی شخصیت میں چار چاند لگا سکتی ہے۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ کی کرن فضا کی ساری تلخی کو سمیٹ سکتی ہے۔

زمانہ شناسوں کے کہنے کے مطابق ایک ہنستا مسکراتا چہرہ بھری محفل میں جان ڈال سکتا ہے۔ اداسیوں کی فضا کو نغمہ کی میں بدل سکتا ہے۔ زندگی کی مایوسی کو امید میں بدل سکتا ہے اور جینے کا ولولہ اور زندگی گزارنے کا حوصلہ عطا کر سکتا ہے۔ بیماری کی حالت میں تیمارداری یا معالج کی خوش مزاجی، مریض کی تکلیف دور کر دیتی ہے۔ خوش مزاج دکان داروں کا کاروبار خوب چمکتا ہے۔ بطور استاد... آپ کی دل آویز مسکراہٹ آپ کے طالب علموں کو آپ کا دل دادہ بنادیتی ہے، وگرنہ سخت گیر استادوں کو طالب علم ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بطور افسر، اگر آپ ماتحتوں کے ساتھ خوش اخلاقی و خوش مزاجی سے پیش آئیں تو وہ لوگ بھی وفادار اور مخلص رہیں گے، اگر آپ کا اپنا کوئی پیارا دوست، رشتہ دار یا کوئی بھی عزیز قلبی رشتہ آپ سے ناراض ہو تو آپ نرم، میٹھی مسکراہٹ، شیریں زبان اس گھٹن کے موسم میں ایک دم فضا کو بدل ڈالے گی اور دوسرا خود بخود اپنے دل میں آپ کے لیے نرم گوشہ پیدا کر دے گی۔ سو...!! مسکراتے رہیے کہ یہ ایک دل نشین انسانی صفت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی خوش اخلاقی سے دشمنوں تک کے دل موہ لئے تھے۔ اس مسکراہٹ نامی جادوئی نسخے سے آپ کے اندر کا موسم تو سازگار ہو گا، لیکن ساتھ ساتھ ارد گرد کی فضا بھی بہار ہو جائے گی۔

مہنگائی کے اس دور میں، اس انمول، ہر حال اور ہر شخص کی دسترس میں موجود ”قیمتی نسخے“ سے فائدہ اٹھائیے

کیوں کہ اس میں پیٹنگ لگے، نہ بھٹکری اور رنگ بھی چو کھا آجائے تو بس ایک بار مسکرا دیں!!!



کم ہستی

بعض لوگ گرمی کے روزہ میں پیاس کا عذر کرتے ہیں، مگر اس رمضان میں لوگوں نے دکھلادیا کہ یہ عذر محض ایک جیلہ اور بہانہ ہے، ورنہ اصلی سبب کم ہمتی ہے، کیوں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض لوگ صبح اٹھ کر کھیت پر بیٹھے ہوئے تیربوز کھاتے تھے۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ صبح کے وقت کون سی گرمی تھی؟ یہ وقت کون سی پیاس کی شدت کا تھا؟ گرمی اور پیاس تو عصر کے وقت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ تم نے روزہ رکھ کر تو دیکھا ہوتا، جب عصر کے وقت پیاس کی شدت معلوم ہوتی اور ضبط نہ ہو سکتا، جب ہی تو روزہ توڑا ہوتا، مگر اس کا کیا علاج کہ صبح ہی سے روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کر لیا اور افسوس اس بات کا ہے کہ پہلے زمانے میں بھی لوگ گناہ کیا کرتے تھے، مگر ان میں شرم و غیرت کا مادہ بھی تھا۔ سب کے سامنے رمضان میں کچھ نہیں کھاتے تھے۔ چوری چھپے کھا لیا کرتے تھے، مگر آج کل شرم اور غیرت بھی جاتی رہی، اب تو سب کے سامنے کھاتے پیتے ہیں اور ذرا لحاظ ان کو نہیں ہوتا کہ آخر رمضان کا مہینہ ہے اس کا بھی کچھ احترام کرنا چاہیے۔ (افلاطون العوام، ص: 126)

روزہ کی شانِ خاص

یہ تو سب جانتے ہی ہیں کہ روزہ فرض ہے اور اس فرض روزہ ہی کی فضیلت میں حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ ”جس شخص نے ایمان اور ثواب کے طلب کے واسطے روزہ رکھا، اس کے پیچھے گناہ سب بخشے جاویں گے۔“ لوگ اس فضیلت کو بھی جانتے ہیں، لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ کس شان کا روزہ ہے، جس کی یہ فضیلت ہے اور آیا یہ خاصیت ہر روزہ میں ہے یا وہ کوئی خاص روزہ ہے۔ سو یہ بھی حدیث سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر روزہ نہیں ہے، بلکہ خاص ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: رَغِمَ أَنْفُ مَنْ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغْمًا رَغِمَ أَنْفُهُ لِعَنِيَّ حُضُورِ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس کی ناک خاک میں مل جائے۔ اس کی ناک خاک میں مل جائے۔ اس کی ناک خاک میں مل جائے۔“ صحابہ نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہے؟“ فرمایا: ”تین شخص ہیں۔ ایک تو وہ جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور اس نے جنت نہ حاصل کی، (یعنی ان کی خدمت کر کے) دوسرا وہ جس کے سامنے میرا ذکر آیا اور اس نے درود شریف نہ پڑھا، تیسرا وہ جس کے اوپر رمضان کا مہینہ آیا اور اس نے گناہ معاف نہ کرائے اور وہ اسی طرح نکل گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان یا روزہ میں خود معافی کا اثر نہیں، بلکہ اس کے اندر خاص شان ہونا چاہیے اور وہ خاص شان وہ ہے، جس کو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”جو شخص روزہ میں باطل بولنا اور برا کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ چھوڑ دے اپنا کھانا اور اپنا پینا۔“ یہ ہے وہ شرط کہ جس کے پائے جانے سے روزہ کے اندر کے معافی کی شان آجاتی ہے اور اس شرط کا حاصل ہے معاصی کا چھوڑ دینا۔ سوا اس کی طرف عام کا التفات نہیں یا التفات ہے تو عمل نہیں۔

(فضائل صوم و صلوة از محمد اشرف علی تھانوی، صفحہ: 162-163)

پریشانی اور تکلیف میں دعا کے قبول ہونے کی علامت کیا ہے

یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض اوقات جب تکلیف کے اندر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اس کے باوجود وہ تکلیف اور پریشانی نہیں جاتی اور دعا قبول نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرنے اور عرض معروض پیش کرنے کی توفیق مل جانا ہی اس بات کی علامت ہے کہ ہماری دعا قبول ہو گئی، ورنہ دعا کرنے کی بھی توفیق نہ ملتی۔ اسی کے بارے میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”گفت آن ”اللہ“ تو لبیک ماست۔“ یعنی جس وقت تو ہمارا نام لیتا ہے اور ”اللہ“ کہتا ہے تو تمہارا ”اللہ“ کہنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ ہم نے تمہاری پکار کو سن لیا اور اس کو قبول بھی کر لیا، لہذا دعا کی توفیق ہو جانا ہی ہماری طرف سے دعا کی قبولیت کی علامت ہے۔ !!! البتہ! یہ ہماری حکمت کا تقاضا ہے کہ کب اس پریشانی کو تم سے دور کرنا ہے اور کب تک اس کو باقی رکھنا ہے۔ تم جلد باز ہو، اس لیے جلدی اس تکلیف کو دور کرنا چاہتے ہو، لیکن اگر اس تکلیف کو کچھ دیر کے بعد دور کیا جائے گا تو اس کے نتیجے میں تمہارے درجات بہت زیادہ بلند ہو جائیں گے، لہذا تکلیف میں یہ گلہ شکوہ نہیں ہونا چاہیے، البتہ یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ ”یا اللہ! میں کم زور ہوں، مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا، مجھ سے یہ تکلیف دور فرما دیجیے۔“ (اسلام اور دورِ حاضر کے شبہات، ص: 308)

آپ کے اشعار

مجھ سے مت کریا کچھ گفتار، میں روزے سے ہوں
ہو نہ جائے تجھ سے بھی تکرار میں روزے سے ہوں
شام کو بہر زیارت آ تو سکتا ہوں مگر
نوٹ کر لیں دوست رشتہ دار، میں روزے سے ہوں
ماہ رمضان میں یہ افطار و سحر کا انتظار
بے نشاط روح کا سماں برائے خاص و عام
پیش خیمہ عید کا ہے ماہ رمضان اس لیے
ہو مبارک سب کو برقی اس کا حسن انتظام
مرحبا صد مرحبا پھر آمد رمضان ہے
کھل اٹھے مرجھائے دل تازہ ہوا ایمان ہے
ہم گناہ گاروں پہ یہ کتنا بڑا احسان ہے
یا خدا! تُو نے عطا پھر کر دیا رمضان ہے
ہر گھڑی رحمت بھری ہے ہر طرف ہیں برکتیں
ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں کی کان ہے
یا الہی! تُو مدینے میں کبھی رمضان دکھا
مذتوں سے دل میں بسا یہ ارمان ہے

یہ جون کا دن تھا۔ ہرے بھرے کھیت بہت خوب صورت لگ رہے تھے۔ صاف آسمان زیادہ نیلا اور زیادہ اونچا معلوم ہو رہا تھا۔ کھیت، غلے کی سنہری بالیوں اور رنگ بھولوں سے اُٹے پڑے تھے۔ ”لگتا ہے پیداوار بہت اچھی ہوگی اور انشاء اللہ! عید ہم بہت اچھی منائیں گے۔“ احمر کے دادا جی نے کھیتوں پر نظر ڈالتے ہوئے خوشی سے کہا۔ ”جی دادا جی...!!“ پاس کھڑا احمر یہ سن کر بہت خوش ہو گیا۔

احمر چھ سال کا تھا۔ اکثر اپنے دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر جاتا تھا۔ اسے ہریالی بہت اچھی لگتی تھی۔ وہ پھولوں پر منڈلاتے، بھنوروں اور تلیوں کے پیچھے پیچھے دوڑتا۔ احمر دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر ہاتھ بٹاتا تھا۔ اس کے گھر والے سب صبح سویرے اٹھ جاتے تھے۔ دادی جان نماز پڑھتیں، مرغیوں کو دانہ ڈالتیں، اٹاں ناشتہ بناتیں اور ابتدائے فجر جاتے ہوئے اسے اسکول چھوڑنے کے لیے ساتھ لے جاتے تو اس کی چھوٹی بہن عذرا اپنے ننھے منے ہاتھوں کو ہلاتی اور ”اللہ حافظ“ کہتی، لیکن جب اسکول کی چھٹی ہوتی تو احمر دادا جی کے ساتھ کھیتوں پر جاتا۔

احمر کے دادا جی بہت سختی تھے۔ انھیں زمینوں سے بہت محبت تھی۔ کھیتوں میں فصل بونا ہل چلانا، فصلوں کو پانی ڈالنا، کیڑوں سے بچانے کے لیے حفاظتی اقدام کرنا اور پھر فصل جب تیار ہو جائے تو اس کی کٹائی کا کام اپنی نگرانی میں کرنا۔ دادا جی کو اتنے سارے کام کرنا دیکھ کر احمر دل ہی دل میں سوچتا کاش! وہ بھی جلدی سے بڑا ہو جائے اور یہ سارے کام خود کرے تو کتنا اچھا رہے گا۔ سب دادا جی کی طرح میری بھی عزت کریں گے۔ دادا جی کا کہنا تھا کہ

”محنت میں عظمت ہے اور محنت کرنے میں شرمنا نہیں چاہیے۔“

احمر اسی لیے دادا جی کے ساتھ ساتھ اتنے سارے کام کرتا تھا۔ گھر میں وہ بھیڑ، بکری گائے اور مرغیوں کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ گائے چارہ کھاتے ہوئے، بھیڑ، بکری گھاس کھاتے ہوئے، مرغیاں اپنے آگے احمر کو دانہ ڈالتے دیکھ کر تشکر بھری نظروں سے دیکھتی تھیں۔ یہ سارے پالتو جانور احمر سے نہایت مانوس تھے۔ ایک دن جب وہ اسکول سے گھر پہنچا تو وہ گائے کا نیا آنے والا بچہ دیکھ کر حیران رہ گیا، جو گائے کے پاس کھڑا مزے سے دودھ پی رہا تھا۔ شام کو دادا جی جب گھر آئے تو گائے کا چھوٹا سا بچہ دیکھ کر انھوں نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا۔ احمر کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے پوچھا: ”دادا جی! شکریہ تو آپ کو گائے کا دادا کرنا چاہیے، یہ بچہ تو اس نے ہمیں دیا ہے۔“ دادا جی مسکرائے اور بولے: ”احمر میرے بیٹے! ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ یہ چھڑا بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح زمین پر ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے ہمیں اللہ کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہیے۔“ اس روز احمر کی سمجھ میں آیا جب زمین پر فصل بوئی جاتی ہے اور جب فصل تیار ہو کر کٹتی ہے تو دادا جی اللہ تیرا شکر ہے کیوں کہتے ہیں۔ ظاہر ہے فصل بھی اللہ کے حکم سے آگئی ہے۔

یہ رمضان کا آخری عشرہ تھا۔ افطاری کے بعد نماز سے فارغ ہو کر تاروں بھری رات میں وہ صحن میں دادا جی کے ساتھ لیٹا پوچھ رہا تھا: ”دادا جی! اللہ تعالیٰ ہم سے خوش کب ہوتے ہیں؟“ دادا جی نے اسے بتایا: ”جب ہم کسی غریب کی مدد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوتے ہیں۔“ تھوڑی دیر وہ خاموش لیٹا سوچتا رہا تو اسے خیال آیا کہ دینو کا کام پٹا کرم داد کے پاس عید پر پہننے کے لیے جوتے نہیں ہیں۔ آج وہ کتنا اداس تھا، کیوں کہ دودن بعد عید ہے۔ اس کے جوتے کیسے آئیں گے؟ دینو کا کاکا تو خود بیمار ہیں؟ دوسرے روز وہ جب دادا جی کے ساتھ جوتے لینے بازار گیا تو اس نے عید کے لیے دو جوڑی جوتوں کی پسند کی۔ دادا جی نے حیرت سے پوچھا: ”بیٹا احمر! ایک جوڑی جوتے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ دوسری جوڑی جوتا بھلا کس خوشی میں پسند کیا ہے۔“ احمر فوراً بولا: ”دادا جی! اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے... کرم داد کے پاس جوتا نہیں ہے، وہ بہت پریشان تھا، یہ جوتا میں نے اسے دینا ہے۔“ دادا جی مسکرائے اور اسے شاباشی دی۔

شام کو احمر نے جب کرم داد کے ہاتھ میں ”عید کا تحفہ“ کہہ کر اسے جوتا دیا تو وہ بہت خوش ہوا۔ احمر کو لگا جیسے کرم داد کی خوشی ہی احمر کی عید ہے...



چھڑا: گائے کا بچہ
کٹائی: کٹنا

ہر خطرے سے بچانے کے لیے ضروری کام۔
بوئی: اگائی



چار محمد

ایک بار مختلف ملکوں سے چار طالب علم دینی علوم حاصل کرنے کے لیے بغداد پہنچے۔ جب چاروں جمع ہوئے تو سب نے ایک دوسرے کا نام پوچھا، چاروں کا نام محمد نکلا۔ چاروں نے ایک مکان لیا اور سب مل کر اس میں رہنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد جو پیسے ساتھ لائے تھے، وہ ختم ہو گئے اور فاقے ہونے لگے۔ مجبور ہو کر ان کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ باہر جا کر لوگوں سے کچھ مانگ لیں، لیکن اس بات پر کوئی بھی دل سے راضی نہ تھا۔ اس پر انھوں نے سوچا کہ چلو ہم قرعہ ڈال لیتے ہیں، جس کا نام نکلا تو صرف وہی باہر جا کر یہ کام کرے گا۔ جب قرعہ ڈالا تو جس محمد کا نام نکلا، اس نے نفل کی نیت باندھ لی اور اللہ تعالیٰ سے دعا شروع کر دی اور ابھی اس کی دعا جاری تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ ایک نے جا کر دیکھا تو پتا چلا کہ بادشاہ کا وزیر آیا ہے۔ جب وزیر سے پوچھا: ”کیوں آئے ہو؟“ تو وہ بولا: ”بادشاہ نے بھیجا ہے۔“ اور ایک محمد کا نام لیا اور اسے درہمیں سے بھری ہوئی ایک تھیلی دی، پھر دوسرے کا نام لیا اور اسے بھی اسی طرح دی اور تیسرے کو بھی دی۔ جب چوتھے محمد کے بارے میں پوچھا تو سب نے کہا: ”وہ عدالتمند رہا ہے۔“ وزیر نے اس کے لیے بھی تھیلی دی اور کہا: ”یہ اسے دے دینا۔“ جب سارا معاملہ ہو گیا تو طالب علموں نے پوچھا: ”آپ کو ہمارا کس نے بتایا؟“ تب وزیر نے بتایا: ”ایک دن بادشاہ حضور سورہے تھے اور انھیں خواب آیا کہ کوئی کہہ رہا ہے... تمہارے ملک میں چار محمد تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ جاؤ! ان کی خیر خبر لو۔ اس پر بادشاہ نے مجھے حکم دیا اور آپ کی نشانیاں بتا کر بھیجا کہ آپ کی خدمت میں یہ درہم پیش کر آؤں۔“

تیرے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا

ایک شخص نے غصے اور بغض و عداوت میں اگر اپنے وقت کے بہت بڑے ولی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا تو حضرت امام اعظم نے حد درجہ صبر اور انکساری سے فرمایا: ”بھائی!! میں بھی تمہیں طمانچہ مار سکتا ہوں، لیکن ماروں گا نہیں، خلیفہ سے تمہاری شکایت کر سکتا ہوں، لیکن کروں گا نہیں، حساب کتاب کے وقت تیرے ظلم سے خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کر سکتا ہوں، لیکن کروں گا نہیں اور قیامت کے روز تمہارے خلاف خصومت اور مقدمہ کر کے انصاف حاصل کر سکتا ہوں، لیکن کروں گا نہیں، بل کہ اگر قیامت کے روز میری سفارش قبول ہوئی تو میں تیرے بغیر جنت میں قدم بھی نہ رکھوں گا۔“

مرسلہ: یوسف شیخ، متعلم جامعہ بیت السلام کراچی

زبان کا صحیح استعمال

آپ ﷺ نے فرمایا: ”زبان سے کوئی خیر کی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔“ ایک شخص کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے اپنی چار گناہوں کی شکایت کی اور یہ بھی بتایا کہ ان میں سے ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں، مگر سب کو چھوڑنا مشکل ہے۔ وہ چار گناہ یہ ہیں (۱) چوری کرنا (۲) زنا کرنا (۳) شراب پینا (۴) جھوٹ بولنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ رات کے وقت اس شخص کو خیال آیا کہ چوری کروں... یہ منع نہیں ہے، لیکن پھر سوچا کہ صبح کو بچ کہنا پڑے گا، اسی وقت چوری کرنا چھوڑ دی۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس کے سب گناہ چھوٹ گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زبان صحیح ہو گئی تو گناہوں سے بھی بچا جاسکتا ہے، اس لیے ہمیں اپنی زبانوں کو صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ اس پہ ایک چھوٹا سا لطیفہ یاد آگیا: ایک بڑھیا نے ایک عورت سے شکایت کی کہ میری لڑائی بہت ہوتی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو۔ مجھے تعویذ چاہیے، تاکہ میری لڑائی نہ ہو۔ عورت نے ایک پرچی پہ کچھ لکیریں کھینچ کر اس بڑھیا کو تھما دی اور یہ ہدایت کی کہ جب آپ کی لڑائی ہونے والی ہو تو اس تعویذ کو زبان کے اوپر رکھ کے اس کو دانتوں کے ذریعے مضبوطی سے دبائے رکھنا۔ جب آپ کو لگے کہ اب میری لڑائی نہیں ہوگی، تب تک اس تعویذ کو نہ ہٹانا، چنانچہ بڑھیا نے اس پہ عمل کرنا شروع کر دیا اور اس کی لڑائی ہی نہ ہوئی، کیوں کہ جب وہ ایسا کرتی تو وہ بول ہی نہ سکتی اور نہ ہی لڑائی ہوتی۔ اس لیے ہمیں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ ہم اپنی زبان سے قرآن کریم کی تلاوت کریں، اللہ اور اس کے محبوب کی تعریفیں کریں اور اچھی اچھی باتیں کریں۔ انشاء اللہ! ہم دنیا و آخرت میں بہت کچھ کما سکتے ہیں۔

مرسلہ: محمد عمار، متعلم جامعہ بیت السلام

مرکز فہم دین کی وفاق المدارس کے نتائج ہیں 6 پوزیشنیں، ملکی سطح پر عالمیہ سال دوم میں دوسری، سال اول ہیں تیسری پوزیشن لی

صوبائی سطح پر عالمیہ سال دوم میں پہلی و تیسری، عالمیہ سال اول میں دوسری اور خاصہ اول میں دوسری پوزیشن رہی

کراچی (پ ر) وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کے نتائج کے مطابق اس سال بیت السلام کے مدرسہ البنات مرکز فہم دین کو کل 6 پوزیشنیں حاصل ہوئی ہیں۔ عالمیہ سال دوم میں بنت صابر حسین نے 572 نمبر لے کر ملکی سطح پر دوسری اور صوبائی سطح پر پہلی پوزیشن لی، عالمیہ سال اول میں بنت جاں زیب نے 558 نمبر لے کر ملکی سطح پر تیسری جب کہ صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی ہے، جب کہ عالمیہ سال دوم میں بنت عبد الرحمن نے 565 نمبر لے کر صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن لی اور بنت گوہر منیر نے 568 نمبر لے کر خاصہ اول میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

کل پاکستان قرآنی کمپیوٹر مسابقت میں جامعہ بیت السلام نے پہلی اور تیسری پوزیشن حاصل کی

جامعہ بیت السلام کراچی کے حافظ اولیس نے پہلی اور جامعہ بیت السلام تلہ گنگ کے حافظ عمیر نے تیسری پوزیشن حاصل کی

کراچی (پ ر) رابطہ عالم اسلامی کے ذیلی ادارے آئی آئی آر او نے کل پاکستان قرآنی کمپیوٹر کے مسابقتی کا انعقاد کیا، مختلف مراحل میں ہونے والے اس مقابلے کے حتمی اور آخری حصے میں جامعہ بیت السلام کراچی کے طالب علم حافظ اولیس بن عبد الشکور نے پہلی جب کہ جامعہ بیت السلام تلہ گنگ کے طالب علم حافظ عمیر بن عبد الرزاق نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ سیئر طلحہ محمود اس تقریب مسابقت کے مہمان خصوصی تھے، ان سمیت تمام حاضرین نے طلبہ کو ان کی بہترین یادداشت اور حاضر دماغی پر داد و تحسین سے نوازا اور ان طلبہ کو خصوصی انعامات بھی دیے گئے۔ دریں اثناء جامعہ دارالعلوم کراچی سے ملحق مدرسہ جامعہ قرآنیہ کورنگی کے تحت کراچی کے ایک مقامی مسابقتی حفظ قرآن میں جامعہ بیت السلام کے طالب علم عبدالحی بن راج محمد نے تیسری پوزیشن حاصل کی، جس پر طالب علم مذکور کو دس ہزار روپے انعام دیا گیا۔

شعبہ حفظ جامعہ بیت السلام کراچی نے نئے داخلوں کا شیڈول جاری کر دیا

بدھ جمعرات 27 اور 28 جون صرف دو دن نئے داخلے ہو سکیں گے، شوال کی ممکنہ تاریخیں 12، 13 شوال ہو سکتی ہیں

کراچی (پ ر) جامعہ بیت السلام کراچی کے شعبہ حفظ اور گردان میں نئے داخلوں کا شیڈول جاری کر دیا گیا ہے جس کے مطابق نئے داخلے 27، 28 جون 2018ء بروز بدھ جمعرات ہوں گے، شوال کی ممکنہ تاریخیں 12، 13 شوال ہو سکتی ہیں۔ اعلامیہ کے مطابق طلبہ کے سرپرست حضرات صبح 8 سے 10 بجے تک تشریف لاسکتے ہیں۔ اعلامیہ کے مطابق داخلے کی لازمی شرائط میں ہے کہ بچے کی عمر 8 تا 11 سال ہو، ناظرہ مکمل پڑھا ہو اور گردان کے لیے عمر میں 12 سال تک کی گنجائش ہے۔ عصری تعلیم تین کلاس تک ہونی چاہیے جس کی جانچ کے لیے سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی تیسری جماعت کی اردو، انگریزی اور ریاضی کا تحریری امتحان لیا جائے گا، داخلے کے لیے یہ ٹیسٹ پاس ہونا ضروری ہو گا۔ دریں اثنا اعلامیہ کے مطابق داخلہ کارروائی کے وقت امیدوار کے ب فارم کی فوٹو کاپی، دو عدد تصاویر اور سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ہمراہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اعلامیہ کے مطابق مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے 03052378501 پر کال کی جاسکتی ہے۔

J.

FRAGRANCES

GENERATION FEEL THE RUSH



Shop online at www.junaidjamshed.com  J.Fragrances

 J.JunaidJamshed  FragrancesJ  J.Fragrances



Inspired by Nature



Antiqua Polish Plaster

Silky Smooth



Perlata

Luxury Magnified



Velvet

Revisiting
the Classic Age



Perlex

Majestic Walls



Décor assumes a different meaning with Brighto Special Coatings. They give your living space a prestigious decorative finish by creating a world of beauty, luxury and sophistication.